بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ

دعوت دو تم اپنے رب کی طرف حکمت کیساتھ

خطباء مقررین اور اہلِ علم حضرات کیلئے تحفہ بیش بہا

سال بھر کے بیانات کیلئے درجنوں کتب سے بے نیاز کر دینے والا آسان، عام فہم اور دلائل سے مزین حسین گلدستہ

گلدستہ تقاریر

جلد دوم

مرتبہ محمد نعیم اللہ خاں قادری رضوی

بی ایس سی بی ایڈ/ ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

مجاہد اہلِ سنت، مقررِ بے نظیر
واعظ خوش الحان، خطیب اہل سنت

حضرت علامہ محمد حنیف اختر مدظلہ العالی
آف خانیوال

اویسی بک سٹال

جامع مسجد رضائے مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Mob: 0333-8173630

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

جلد دوم

گلدستۂ تقاریر

افادات : مولانا علامہ محمد حنیف اختر صاحب

مرتبہ :
محمد نعیم اللہ خاں قادری
بی ایس سی بی ایڈ/ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

نام کتاب ———— گلدستہ تقاریر (جلد دوم)

مرتبہ ———— محمد نعیم اللہ خاں قادری
بی ایس سی۔ بی۔ ایڈ
ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ناشر ———— اویسی بک سٹال پیپلز کالونی گوجرانوالہ

صفحات ———— ۵۷۶

باراول ———— محرم الحرام ۱۴۲۸ھ فروری ۲۰۰۷ء

باہتمام ———— محمد سرور اویسی

ہدیہ ———— ۲۴۰ روپے

ملنے کے پتے :

گلدستہ تقاریر فہرست موضوعات

فہرست موضوعات

فہرست موضوعات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَّلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمِ

یَارَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا
وَاغْفِرْ لَنَا مَا مَضٰی یَا وَاسِعَ الْکَرَمِ

فَاغْفِرْ لِنَاشِدِهَا وَاغْفِرْ لِقَارِئِهَا
سَاَلْتُکَ الْخَیْرَ یَا ذَا الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک

تالیف:

مولانا علامہ محمد حنیف اختر صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیرت النبیؐ کی ایک جھلک

ولادت نبوی

تاجدار انبیاء سرور کون ومکاں سید انس وجاں رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین حضور اکرم نور مجسم حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول شریف بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء بروز پیر عین صبح صادق کے وقت اس ظلمتکدۂ عالم میں رونق افروز ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری سے زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ نور سے جگمگا اٹھا اور ہر سمت نور ہی نور پھیل گیا۔

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت کے وقت ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ میں نے اس کی روشنی میں ملک شام کے محلات کو اور بصرہ میں چلنے والے اونٹوں کی قطاروں کو دیکھ لیا۔ آپ کی ولادت باسعادت کے وقت کعبہ مظہرہ نے آپ کے مکان کی جانب جھک کر سجدہ کیا اور آسمان کے ستارے آپ کے مکان کے اتنے قریب آگئے کہ گویا وہ ابھی اس کے اوپر گر پڑیں گے۔

رضاعت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد آپ والدہ ماجدہ نے دو تین دن تک آپ کو دودھ پلایا۔ اس کے بعد ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ اس زمانے میں یہ دستور تھا کہ مکہ شہر کے لوگ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لیے دیہاتوں میں دائیوں کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔ اور اس کا انکو باقاعدہ معاوضہ ادا کرتے تھے۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلانے کے لیے حضرت دائی حلیمہ کے سپرد کیا گیا۔ وہ آپ کو اپنی بستی میں اپنے مکان پر لے آئیں اور اس طرح اُس کے مقدر جاگ اُٹھے۔ حضرت حلیمہ ہر چھ ماہ کے بعد آپ کو مکہ شریف لاکر آپ کی والدہ ماجدہ کو دکھا جاتی تھیں اور اس طرح آپ نے حضور علیہ السلام کو دو سال تک دودھ پلایا۔ حضرت حلیمہ دو سال کے بعد آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچانے کے لیے مکہ مکرمہ میں لائیں۔ مگر ان دنوں مکہ شریف میں وبا پھیلی ہوئی تھی اس لیے آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو حضرت حلیمہ کے ساتھ واپس بھیج دیا۔ جب آپ کی عمر مبارک چار سال کی ہوئی تو حضرت حلیمہ دوبارہ آپ کو مکہ شریف لائیں۔ اور حضرت بی بی آمنہ کے سپرد کیا۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر جب چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت آمنہ کی وفات کے بعد آپ کو حضرت عبدالمطلب نے اپنی پرورش میں لے لیا۔ جب آپ کی عمر آٹھ برس

اور دس دن کی ہوئی تو حضرت عبد المطلب بھی وفات پا گئے۔ پھر آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک جب بارہ سال کی ہوئی تو ابو طالب آپ کو تجارت کی غرض سے ملک شام جاتے ہوئے ہمراہ لے گئے اور اس طرح آپ نے اپنی زندگی کا پہلا سفر کیا۔

امین لقب

اس دور میں آہستہ آہستہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکی، تقوای، دیانت اور راست بازی کی داستان مکہ مکرمہ میں عام ہو چکی تھی۔ اور چھوٹے بڑے، اپنے پرائے سب آپ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارنے لگے تھے اس زمانے میں جس شخص کا بھی حضور علیہ السلام سے واسطہ پڑا وہ آپ کی صداقت کا قائل ہو گیا اور اسے آپ کی خوبیوں کا اعتراف کرنا پڑا۔ رفتہ رفتہ آپ کے صادق اور امین کا شہرہ چار سُو پھیلنے لگا اور لوگ دل سے آپ کی عظمت کے قائل ہونے لگے۔ آپ کی شرافت اور آپ کے اخلاق کو دیکھ کر لوگ آپکے گرویدہ ہونے لگے اور آپکے لیئے دیدہ و دل فرش راہ کرنے لگے۔

خدیجہ سے نکاح

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صادق اور امین ہونے کی شہرت سُن کر مکہ مکرمہ کی ایک نہائیت معزز خاتون حضرت خدیجہ نے آپ کے پاس بھیجا کہ آپ میرے مال سے تجارت کریں جو معاوضہ میں دوسروں

کو دیتی ہوں آپ کو اس سے دوگنا دوں گی۔ آپ نے اس پیشکش کو قبول فرمالیا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدیجہ کے ذاتی غلام میسرہ کے ہمراہ مالِ تجارت لے کر بصرہ تشریف لے گئے جہاں پہلے کی بنسبت بہت زیادہ منافع ہوا۔ واپسی پر میسرہ غلام نے حضرت خدیجہ کو آپ کے اخلاقِ حمیدہ کے متعلق بہت کچھ بتایا جس سے حضرت خدیجہ بہت متاثر ہوئیں۔ چنانچہ حضرت خدیجہ نے اس واقعہ کے تین ماہ بعد آپ کے نکاح کا پیغام بھیج دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک اس وقت پچیس ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس ۴۰ سال تھی۔ نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی اور اس تاریخ کو ابوطالب اور آپ کے خاندان کے تمام معزز افراد حضرت خدیجہ کے مکان پر آئے اور ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ پانچ سو طلائی درہم مہر مقرر ہوا اور اس طرح حضرت خدیجہ حضور علیہ السلام کے نکاح میں آگئیں اور اُم المومنین کے عظیم منصب سے سرفراز ہوئیں۔ حضور علیہ السلام کی ساری اولاد سوائے ایک بیٹے کے حضرت خدیجہ کے بطنِ اطہر سے ہوئی۔

غارِ حرا میں ریاضت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شروع سے ہی طبعی میلان یادِ الٰہی کی طرف تھا۔ چونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت مالدار خاتون تھیں۔ اس لیے آپ کے ساتھ شادی ہو جانے کی وجہ سے آپ کو

اشیائے خورد و نوش سے بے فکری ہو گئی۔ چنانچہ آپ نے پروردگارِ عالم کی عبادت و ریاضت کے لیے غارِ حرا کو پسند فرمایا یہ غار مکہ مکرمہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی دن غارِ حرا کے اندر عبادت میں مشغول رہتے۔ تھوڑا سا توشہ ہمراہ لے جاتے اور اسی پر گزر اوقات کرتے آپ کو بتوں اور بت پرستی سے شروع سے ہی نفرت تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اظہارِ نبوت سے پہلے ہی آپ نے بت پرستی کی مذمت شروع فرمادی تھی۔ اور احادیثِ کریمہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ اظہارِ نبوت سے قبل خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو اسرار منکشف ہوتے تھے۔ وہ بعد میں ظاہری طور پر بھی صبح کی سفیدی کی طرح پورے ہو جاتے تھے۔

جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی اور آپ حسبِ معمول غارِ حرا میں عبادت میں مصروف تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اچانک آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ اِقْرَاْ یعنی پڑھ۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ مَا اَنَا بِقَارِئٍ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ پھر جبرائیل نے یہی عرض کیا تو آپ نے پھر یہی جواب دیا۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سورۂ علق کی پہلی پانچ آیات پڑھیں۔ یہ پہلا مبارک دن تھا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی پر نبوت کا

بارِ گراں ڈالا گیا اور جس راستے کے آپ شب و روز متلاشی تھے وہ آپ کو مل گیا۔ اس پہلے پیغام کے بعد تقریباً چھ ماہ تک وحی نہ آئی۔ اس کے بعد دوسری وحی آپ پر نازل ہوئی وہ یہ تھی یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔ اے لباس نبوت اوڑھنے والے اٹھو اور لوگوں کو ڈراؤ۔ اس امرِ الٰہی کے ملتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام اپنی نبوت کا اعلان فرما کر میدان عمل میں آ گئے۔

ابتدائی صحابہ کرام

ابتدائی زمانہ نبوت میں خدا کا پیغام پہنچانے میں بڑی احتیاط اور رازداری سے کام لیا جاتا تھا۔ چونکہ کفر کا زور تھا اس لیے آپ اپنے خاص خاص احباب کو دعوتِ اسلام دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان لائیں کیونکہ آپ کی سب سے بڑی رازدار یہی مقدس بیوی تھیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ ورقہ بن نوفل کے پاس آپ کو لے گئیں۔ انہوں نے بھی پیغام سنتے ہی اٰمَنْتُ وَصَدَّقْتُ کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت دولتمند اور سخی تھے۔ اور بعثت سے قبل ہی حضور علیہ السلام کے ساتھ آپ کے دوستانہ مراسم تھے۔ آپ بھی یہ پیغام سنتے ہی فوراً دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ بچپن ہی سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے تو بچوں میں سے سب سے

پہلے حضرت علی آپ پر ایمان لائے۔ غلاموں میں سے حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلقۂ احباب بڑا وسیع تھا چنانچہ آپ کی تبلیغ کے اثر سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔

ان کے بعد پھر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عامر بن عبداللہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت سائب بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ عورتوں میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضرت عباس کی بیوی حضرت ام الفضل۔ حضرت اسماء بنت عمیس۔ حضرت اسماء بنت ابو بکر۔ حضرت سمیہ اور حضرت فاطمہ خواہر عمر فاروق (رضی اللہ عنہن) نے اسلام قبول کیا۔

کفار کی ایذا رسانی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین سال تک نہایت رازداری اور احتیاط سے تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا۔ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۔ یعنی اپنے کنبہ والوں اور قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ پھر حکم آیا۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ کہ جو تم کو حکم دیا گیا ہے اس کو واشگاف کر دو۔ یعنی اب علی الاعلان اور کھلم کھلا تبلیغ کرو۔

جب حضور علیہ السلام نے واضح طور پر اسلام کی تبلیغ شروع فرمائی تو قریش مکہ آپ کے دشمن ہو گئے اور انہوں نے آپ پر طرح طرح کے مظالم ڈھانے شروع کر دیئے۔ انہوں نے ایک وفد آپ کے چچا ابوطالب کے پاس بھی بھیجا اور ان سے درخواست کی کہ وہ اپنے بھتیجے کو سمجھائیں کہ وہ اُن کے بتوں کو بُرا بھلا کہنا چھوڑ دے۔ ابوطالب نے جب اس سلسلے میں حضور علیہ السلام سے بات کی تو آپ نے صاف طور پر ارشاد فرمایا کہ "چچا جان" اگر یہ کافر میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج بھی لاکر رکھ دیں تو میں پھر بھی ان کے بتوں کو جھوٹا ہی کہوں گا۔ اور تبلیغ حق سے کبھی باز نہیں آؤں گا۔ قریش نے یہ سن کر آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچانی شروع کر دیں۔ کبھی آپ کو شاعر کہتے۔ کبھی مجنوں کے نام سے پکارتے۔ کبھی کاہن کہتے۔ کبھی آپ کے راستے میں کانٹے بچھا دیتے۔ کبھی راستے سے گزرتے

ہونے آپ پر مٹی پھینک دیتے اور کبھی آپ کو پتھر مارتے انہوں نے آپ کے ساتھ ساتھ آپ کے صحابہ کرام پر بھی مظالم کا سلسلہ شروع کر دیا۔ حضرت بلال۔ حضرت عمار۔ حضرت یاسر اور حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خاص طور پر ان کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے۔

ہجرت حبشہ بعثت کا پانچواں سال تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پچاس سے زائد افراد ایمان لا چکے تھے۔ کفار کے مظالم بھی پہلے سے زیادہ ہو چکے تھے۔ ان زیادتیوں کو دیکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو اجازت دی کہ وہ ارض حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ وہاں کا بادشاہ نجاشی اگرچہ مذہباً عیسائی تھا۔ لیکن بہت عادل اور منصف مزاج تھا۔ آپ کا حکم ملتے ہی پہلی دفعہ بارہ مردوں اور چار عورتوں کا مختصر سا قافلہ حبشہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر کفار بہت سیخ پا ہوئے اور جا کر نجاشی بادشاہ کے کان بھرے لیکن ان کا کوئی داؤ کارگر نہ ہوا۔

چنانچہ دوسری مرتبہ تراسی ۸۳ مردوں اور اٹھارہ عورتوں پر مشتمل قافلہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گیا۔ اسی دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ جو اسلام کے لیے مزید کامیابی کا باعث بنا اور مسلمانوں نے اب اعلانیہ طور پر نمازیں پڑھنی شروع کر دیں اور کھلم کھلا بیت اللہ شریف کے طواف کا بھی

آغاز کر دیا۔

ہجرت مدینہ ہجرت سے ایک سال قبل حضور علیہ السلام کے چچا ابو طالب اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور اُسی سال آپ کی مقدس بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا۔ ان دونوں شخصیات کی وفات کے بعد کفار کی مخالفت میں مزید سختی آ گئی جس کی وجہ سے مسلمانوں کا مکہ شریف میں محفوظ زندگی گزارنا بہت مشکل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی دوسری پُر امن جگہ کو اسلام کا مرکز بنانے کا فیصلہ فرمایا اور اس مقصد کے لیے مدینہ شریف کو منتخب فرمایا۔

چنانچہ نبوت کے تیرہویں سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کے ہمراہ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں تشریف لے آئے بہت سے صحابہ کرام بھی ہجرت کر کے مدینہ شریف جا چکے تھے اب اسلام زور پکڑتا جا رہا تھا اور اس کی نورانی شعاعیں ہر سمت پھیل رہی تھیں۔ مدینہ شریف سے تین میل کے فاصلے پر قُبا کی آبادی میں حضور علیہ السلام جلوہ گر ہوئے اور وہاں آپ نے حضرت کلثوم بن الہدم کو میزبانی کا شرف بخشا۔ آپ نے قُبا میں چودہ دن قیام فرمایا اور یہیں پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو آج کل مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے اور جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔ پھر وہاں سے آپ مدینہ طیبہ کے شہر میں تشریف لائے اور حضرت ابو ایوب انصاری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں مقیم ہو گئے۔ اب مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کو سب سے پہلے ایک عظیم مرکز کی ضرورت تھی جہاں پر جمع ہو کر عبادات میں مصروف رہ سکیں۔ اور اپنی اجتماعی قوت کا مظاہرہ کر سکیں۔

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔ اس کی سادہ عمارت بنانے کے لیے کچی اینٹوں کھجور کے پتوں، مٹی اور پانی وغیرہ کی ضرورت تھی۔ جب یہ ساری چیزیں مہیا کر لی گئیں تو تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ نے صحابہ کرام کے ہمراہ مزدور بن کر مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے کام کیا۔ جب تعمیر مکمل ہو گئی تو اذان کا حکم جاری ہوا تاکہ دن میں پانچ مرتبہ اذان کے ذریعہ لوگوں کو نماز کی اطلاع دی جائے۔ مسجد نبوی کے قریب ہی نادار مسلمانوں کے لیے ایک چبوترہ بنا دیا گیا۔ جس کو "صفہ" کہا جاتا تھا۔ یہ گویا مسجد کے قریب ایک درسگاہ تھی جہاں پر صحابہ کرام دین کے سیکھنے میں مصروف رہتے تھے۔ مسجد سے متصل ازواجِ مطہرات کے حجرے تعمیر کئے گئے۔ تعمیر مسجد کے بعد باجماعت نماز ہونے لگی اور اسلام کے فروغ کا دور شروع ہوا۔

بھائی چارہ

مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف میں آنے والے مسلمان بالکل خالی ہاتھ صرف اپنی جانیں بچا کر آئے تھے دوسری طرف مدینہ منورہ میں رہنے والے انصار مسلمان صاحبِ ثروت تھے اور اُن کے باغات وغیرہ بھی

تھے۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مہاجر صحابہ کرام کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال حسن تدبر سے مہاجرین اور انصار صحابہ کے درمیان سلسلہ اخوت قائم کر دیا۔ یعنی آپ نے ایک مہاجر صحابی اور ایک انصار کو بلایا اور فرمایا کہ آج سے تم دونوں بھائی بھائی ہو لہٰذا مل کر رہو۔ چنانچہ ہر انصاری صحابی نے اپنے مہاجر بھائی کا بھرپور ساتھ دیا اور اس کو کسی قسم کی مالی و معاشی تنگی نہ آنے دی۔ مہاجرین اور انصار میں اگرچہ یہ سلسلہ مواخات عارضی ضرورت کے تحت قائم کیا گیا تھا۔ لیکن یہ رشتۂ اخوت اسلام کی وجہ سے مستقل حیثیت اختیار کر گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ انصار صحابہ نے اپنے مہاجر بھائیوں کے ساتھ بھائی اور ہمدردی کا جو اظہار کیا دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اب مدینہ شریف سے اسلام ہر سمت پھیلنے لگا اور پوری دنیا میں دور دور تک پھیلتا ہی چلا گیا۔ اگرچہ کافروں اور مشرکوں نے حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام سے کئی جنگیں بھی لڑیں۔ (مثلاً جنگ بدر، جنگ احد، اور جنگ خندق وغیرہ) لیکن اس قسم کی بسیار کوششوں کے باوجود وہ اسلام کے فروغ کو روکنے میں ناکام ہو گئے اور نامراد و خائب و خاسر ہو کر رہ گئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ "وہ وقت عنقریب آنے والا ہے جب صنعاء سے حضرموت تک زیورات سے لدی

ہوئی ایک عورت تنہا سفر کرے گی۔ اور کوئی اُس کی طرف میلی آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا۔ آپ نے یہ جملہ ہجرت سے قبل ارشاد فرمایا تھا۔ اور ہجرت کے بعد آپ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔

آپ کا وصال

جب دین اسلام مکمل ہو گیا اور چہار جانب اسلام کی دھاک بیٹھ گئی تو قرآن پاک میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (الآیہ) یعنی آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ میں یہ اعلان فرما دیا تھا کہ "مجھے امید نہیں کہ میں آئندہ سال تم سے مل سکوں" اور موت کا یقین ہو جانے کی وجہ سے آپ رفتہ رفتہ ضروری کاموں اور وصایا وغیرہ سے فارغ ہوتے رہے۔ ایک دن آپ احد تشریف لے گئے۔ اور شہداء کی قبروں پر دعا فرمائی۔ ماہ صفر ۱۱ھ میں آدھی رات کے وقت جنت البقیع قبرستان میں تشریف لے گئے اور وہاں پر بھی دعائے مغفرت فرمائی۔ آپ نے بیماری کے آغاز سے ایک دن پہلے حضرت اسامہ کی سرکردگی میں شام کی سرحد کی جانب ایک لشکر روانہ کیا۔ ۲۹ صفر ۱۱ھ کو آپ ایک جنازے سے واپس تشریف لا رہے کہ راستے میں ہی آپ کو سر کا درد شروع ہو گیا۔ پھر شدید بخار ہو گیا

آپ گیارہ دن تک خود نماز پڑھاتے رہے۔ آخری نماز مغرب کی پڑھائی اس کے بعد آپ مسجد میں نہ جا سکے اور اپنی جگہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام مقرر فرمادیا۔ ۹ ربیع الاول سلہ ھ کو (اور بعض روایات کے مطابق ۱۲ ربیع الاول کو) آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی اور بالآخر چاشت کے وقت آپ کی روح پاک ۶۳ سال کی عمر میں جسد اطہر سے جُدا ہو کر عالم قدس میں پہنچ گئی۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

آپ کے وصال شریف کے بعد تجہیز و تکفین کی خدمت حضرت عباس حضرت علی اور آپ کے خاص عزیز و اقارب نے سرانجام دی! آپ کے جسدِ اطہر کو تین سوتی کپڑوں میں کفنایا گیا۔ تکفین سے فارغ ہونے کے بعد جسد مبارک کو آخری زیارت کے لیے رکھ دیا گیا۔ مغموم مسلمان آخری زیارت کے لیے آنے لگے اور چشم نم کے ساتھ واپس لوٹنے لگے۔ آپ کی نماز جنازہ پہلے قرابت داروں نے، پھر مہاجرین نے، پھر انصار نے۔ پھر عورتوں نے اور پھر بچوں نے ادا کی۔ یہاں پر یہ بات یاد رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ موجودہ مروجہ طریقہ کے مطابق ادا نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی آپ کی نماز جنازہ میں کوئی امام بنا۔ مسلمان اُس حجرہ مبارکہ میں جہاں پر آپ کا جسدِ مبارک آخری زیارت کے لیے رکھا ہوا تھا دس دس کر کے داخل ہوتے تھے اور آپ پر درود شریف پڑھ کر واپس باہر آجاتے تھے۔ یہی آپ کی نماز جنازہ تھی۔ اس طرح نماز جنازہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ

83929

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں دفن کر دیا گیا۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

خاتمہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تاریخ عالم میں دنیا کے پیشواؤں اور مصلحین میں ممتاز درجہ حاصل ہے۔ آپ نے عرب کے بدوؤں کی کایا پلٹ دی اور اُن کو نہ صرف دنیا کی متمدن اقوام کی صف میں لا کھڑا کیا بلکہ انہیں اُن کا استاد بنا دیا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اگر تم صرف ایک کلمہ مجھ سے قبول کر لو تو اس کے ذریعے سارے عرب کو زیرِ نگین کر لو گے اور سارا عجم تمہارے پیچھے چلے گا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آپ کے نقشِ قدم پر چلیں اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تحریر کنندہ :۔

محمد حنیف اختر صدر بزم سعیدیہ خانیوال
خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال
یکم، اگست ۱۹۹۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَّلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمِ

یَارَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا
وَاغْفِرْلَنَا مَا مَضٰی یَا وَاسِعَ الْکَرَمِ

فَاغْفِرْ لِنَاشِدِهَا وَاغْفِرْ لِقَارِئِهَا
سَاَلْتُکَ الْخَیْرَ یَاذَا الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ

خصوصیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝

تمھید

حضور سرور انبیاء حبیب کبریا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ رسول معظم ہیں جو نہایت ارفع واعلےٰ شان کے مالک ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے کونین کا مالک و مختار بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ہر ہر چیز کو آپ کے وسیلے سے بنایا ہے۔ چنانچہ متعدد احادیث قدسیہ ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "اے محبوب اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو عرش کو پیدا نہ کرتا" "اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو لوح وقلم کو پیدا نہ کرتا اور اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا" اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیائے کرام اور رُسُل عظام بڑی شان والے ہیں لیکن ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف ان سے اونچی شان والے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بعض ایسی خصوصیات بھی عطاء کی ہیں جو کسی اور نبی ورسول کو عطاء نہیں کی گئیں۔ وہ خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

سب کے نبی

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اس دنیا میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام مبعوث فرمائے۔ کوئی نبی کسی ایک علاقے کی طرف مبعوث کیا گیا۔ کوئی کسی ایک شہر کی جانب نبی بنا کر بھیجا گیا اور کسی ایک ملک کی جانب نبی بنا کر مبعوث کیا گیا مگر یہ ہمارے پیارے آقا نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ قیامت تک پیدا ہونے والی تمام مخلوقات کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قل یآ یھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً. (الآیۃ) یعنی اے محبوب آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ ارسلت الی الخلق کافۃ۔ (الحدیث) کہ میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

آخری نبی

حضور اکرم ﷺ کی ایک اور خصوصیت جو کسی نبی یا رسول میں نہیں پائی جاتی یہ بھی ہے آپ اس دنیا میں آخری نبی بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ولکن رّسول اللّٰہ و خاتم النبین۔ (پ۲۲ سورۃ احزاب) آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور حدیث پاک میں آپ کا فرمان عالی شان ہے۔ انا خاتم النبین لا نبی بعدی۔ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آپ کی رضا

آپ ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ تمام مخلوق بشمول انبیاء و اولیاء اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتی ہے اور اللہ تعالیٰ رب العالمین ہو کر آپ کی رضا چاہتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی۔ (پ۳۰ سورۃ الضحیٰ) یعنی اے محبوب تمہیں تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم رب سے راضی ہو جاؤ گے۔ اور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ کلھم یطلبون رضائی و انا اطلب رضاک یا محمد۔ (الحدیث) اے محمد (ﷺ) تمام مخلوق میری رضا چاہتی ہے اور میں تمہاری رضا چاہتا ہوں۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

آپ کی شفاعت

نبی الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء قیامت والے دن لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے اور یہ صرف اور صرف آپ کی خصوصیت ہے۔ کسی اور نبی یا رسول کو اس دن شفاعت کی اجازت نہیں ہوگی بلکہ وہ وہاں "نفسی نفسی" پکاریں گے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے انا اول شافع و مشفع۔ (الحدیث) یعنی قیامت والے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہونگا اور میری شفاعت قبول بھی کی جائے گی۔ چنانچہ حضرت قبلہ علامہ مولانا محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ

علیہ لکھتے ہیں کہ (آپ قیامت والے دن) بہتوں کو بلا حساب کتاب جنت میں داخل فرمائیں گے جن میں چار ارب نوے کروڑ کی تعداد تو معلوم ہے اس میں بہت زیادہ اور ہیں جو اللہ و رسول کے علم میں ہیں۔ بہتیرے وہ ہوں گے جن کا حساب ہو چکا ہے اور مستحق جہنم ہو چکے ان کو جہنم سے بچائیں گے۔ اور بعضوں کی شفاعت فرما کر جہنم سے نکالیں گے اور بعضوں کے درجات بلند فرمائیں گے اور بعضوں سے تخفیفِ عذاب فرمائیں گے'' (بہارِ شریعت جلد اول)

آپ کی معراج

آپکے خصائل میں سے ایک خصوصیت آپ کا سفر معراج بھی ہے جس کا ذکر قرآن پاک کے پندرھویں سیپارے کی پہلی آیت کریمہ میں ہے اور جو رجب شریف کی ستائیسویں رات کو آپ کو کرائی گئی۔ اس رات سفر معراج میں آپ کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانا، پھر وہاں سے آسمانوں پر جانا، پھر اسی رات واپس زمین پر تشریف لے آنا آپ کی خصوصیت ہے۔

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم   اک دم میں سرِ عرش گئے آئے محمد

آپ کی نیاز مند

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ تمام مخلوق جو تقریباً اٹھارہ ہزار قسم کی ہے سب سب کی آپ کی نیاز مند ہے۔ ان میں انسان، حیوان، درندے، پرندے، چرند، جن اور حشرات الارض سبھی شامل ہیں اور ان میں ابتدائے آفرینش سے لیکر قیامت تک پیدا ہونے والی تمام مخلوق بھی شامل

ہیں۔ یہاں تک کہ جد الانبیاء خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ان میں شامل ہیں۔ اسی لئے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا　　بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا　　ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اور یہ بھی نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے کہ جتنے معجزات تمام انبیائے کرام کو دیئے گئے وہ سب کے سب اکیلے آپ کو دیئے گئے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کی تقسیم

اور یہ بھی نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ جس کسی کو کوئی نعمت اور کوئی چیز عطاء فرماتا ہے وہ آپ کے ہاتھوں سے آپ کی معرفت عطاء فرماتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں آپ نے خود ارشاد فرمایا۔ انما انا قاسم واللہ معطی. میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔

؎ رب ہے معطی یہ ہیں قاسم　　دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا　　پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

آپ کی محبت

اور حضور علیہ السلام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے آپ کی محبت عین ایمان اور بلکہ ایمان کی جان ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کو ماننے سے کوئی بندہ مسلمان نہیں بن سکتا

جب تک کہ وہ حضور علیہ السلام پر ایمان نہ لائے اور آپ کے ساتھ پوری پوری محبت نہ رکھے۔

خدا کے ماننے والا مسلمان ہو نہیں سکتا
بجز حب محمد کامل ایمان ہو نہیں ہو سکتا

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ۔ (الآیۃ) اے محبوب آپ اعلان فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو پہلے میری تابعداری کرو اس کے بعد اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنائے گا۔ اور حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من ولده ووالده والناس اجمعین (الحدیث)۔ یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنی اولاد، اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔

محمد کی محبت دینِ حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

آپ کی اطاعت

آپ کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کی اطاعت عین اسلام ہے اور آپ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اگر کوئی شخص نماز کی حالت میں ہو اور حضور علیہ السلام اس کو بلائیں تو حکم یہ ہے کہ وہ اپنی نماز

وہیں چھوڑ کر آپ کے پاس چلا جائے اور پھر واپس آ کر وہیں سے نماز آگے شروع کر دے جہاں سے نماز چھوڑ کر گیا تھا کیونکہ آپ کے پاس جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

اصلِ نماز ہے یہی روحِ نماز ہے یہی
میں تیرے روبرو رہوں تو میرے روبرو رہے

آپ کی تعظیم

بیشک اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور رسولوں کی تعظیم ضروری ہے لیکن ہمارے پیارے نبی ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی تعظیم عین ایمان بلکہ ایمان کی بھی جان ہے۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ — ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں — اور ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

حدیث پاک میں ہے کہ ایک مرتبہ غزوہ خیبر سے واپسی پر "منزل صہبا" پر نبی کریم ﷺ عصر کی نماز پڑھ کر حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے زانو پر سرِ انور رکھ کر سو گئے۔ حضرت علی نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ آہستہ آہستہ سورج غروب ہو گیا۔ حضرت علی نماز قضا ہونے کی وجہ سے رونے لگ گئے۔ حضور علیہ السلام کی آنکھ مبارک کھلی تو پوچھا۔ علی! کیوں رو رہے ہو؟ عرض کی۔ آقا میری عصر کی نماز قضا ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا اور ڈوبا ہوا سورج طلوع ہو کے واپس عصر کے مقام پر آ گیا اور حضرت علی نے نماز عصر وقت پر ادا کی۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اللہ کے نائب

حضور علیہ الصلوۃ السلام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کو آپ کے قبضے میں دے دیا ہے۔ آپ ہر چیز کے مالک و مختار ہیں۔ جس کو جو چاہیں دیں۔ جس سے جو چاہیں واپس لے لیں، آپ ہر انسان کے مالک ہیں۔ تمام زمین آپ کی ملکیت ہے۔ تمام جنت ان کی جاگیر ہے۔ آپ جس کو چاہیں جنت عطاء فرمادیں۔ جیسا کہ عشرہ مبشرہ (دس صحابہ) کو آپ نے دنیا میں جنت عطاء فرمادی تھی۔ آپ کو زمین و آسمان کے خزانوں کی چابیاں عطاء کردی گئیں۔ دنیا میں ہر قسم کی نعمتیں آپ کے دربار ہی سے تقسیم ہوتی ہیں۔ تمام احکام شرع آپ کے قبضے میں دے دیے گئے ہیں۔ آپ جس کیلئے جو چاہیں حلال فرمادیں اور جو چاہیں حرام فرمادیں۔ آپ کلی طور پر ہر شئے کے مالک ہیں۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

پہلے نبی

آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے نبی ہونے کا مرتبہ آپ کو ملا۔ اسی لئے میثاق والے دن سارے نبیوں سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت کرنے کا وعدہ لیا گیا۔ آپ ﷺ نبی الانبیا ہیں اور تمام نبی آپ کے امتی ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا ذکر موجود

ہے جس میں انہوں نے کہا کہ اے اللہ! مجھے اپنے پیارے حبیب ﷺ امتی بنا۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

آپ نور ہیں

نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے اور اس دنیا میں بھی آپ نور بن کر تشریف لائے۔ چنانچہ آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا۔ **یا جابر ان اللّٰہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ** (الحدیث) اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہر چیز کو آپ کے نور سے پیدا فرمایا۔ آپ اول الخلق اور آخر البعثت اللہ کے محبوب ہیں۔

تمام زمین مسجد

اور آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کیلئے اور آپ کی امت کیلئے تمام زمین مسجد بنا دی گئی ہے۔ اس زمین پر جہاں مرضی نماز پڑھی جائے ادا ہو جائے گی۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھے چھ چیزوں کی بنا پر تمام نبیوں پر فضیلت بخشی ہے۔ (یعنی یہ چھ چیزیں صرف میرا ہی خاصہ ہیں) 1- مجھے جامع کلمات عطاء کئے گئے۔ 2- رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ 3- غنیمت کا مال میرے لئے حلال کیا گیا۔ 4- تمام زمین میرے لئے سجدہ گاہ بنائی گئی۔ 5- مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ 6-

اور نبوت مجھ پر ختم کردی گئی۔ (مسلم شریف) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ زمین کے جس حصہ پر بھی نماز پڑھو (بشرطیکہ وہ پاک ہو) نماز ہو جائے گی۔

قبر سے پہلے اٹھنا

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ قیامت والے دن سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لائیں گے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ انا سیّد ولد آدم یوم القیٰمۃ و اول من ینشق عنہ القبور (مسلم شریف)۔ یعنی میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا۔

دل کا جاگنا

اور یہ بھی آپ کی خصوصیت ہے جب ظاہر طور پر سو جاتے تھے تو اس وقت بھی آپ کا دل جاگتا رہتا تھا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چند فرشتے حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ سوتے ہیں فقال بعضھم انّ العین نائمۃ وّ القلب یقظان . اور دوسرے فرشتے نے کہا آپ کی آنکھ تو سوتی ہے مگر دل جاگتا ہے۔ (بخاری شریف)۔ یہی وجہ ہے کہ سونے کے باوجود نبی کریم ﷺ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا جب کہ ہمارا وضو سونے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام ہم جیسے بشر نہیں ہیں۔

بلند آواز سے بولنا

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کے سامنے اونچی آواز سے بولنا جائز نہیں۔ چنانچہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یاایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (الآیۃ) "اے ایمان والو نبی کی آواز پر اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو"۔ اسی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ آگے ارشاد فرماتا ہے کہ "اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارے اعمال برباد ہوجائیں گے۔ اور تمہیں اس کا شعور بھی نہیں ہوگا۔"

جنت کا دروازہ کھولنا

آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ قیامت والے دن سب سے پہلے جنت کا دروازہ آپ کے حکم سے ہی کھولا جائے گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آؤنگا اور اس کو کھلواؤنگا۔ جنت کا خازن کہے گا کہ آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا محمد (ﷺ)۔ خازن کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے سوا کسی کیلئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔" (مسلم شریف)

چند مزید خصائص

نیز آپ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ "آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ آپ کے جسم اقدس پر کبھی مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ آپ کو بول مبارک (یعنی پیشاب) کبھی زمین پر ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کو کبھی احتلام نہیں ہوا۔ آپ

کو کبھی جمائی نہیں آئی۔ آپ جس جانور پر سوار ہوئے وہ کبھی نہیں بھاگا۔ آپ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ آپ جیسے آگے دیکھتے تھے ویسے ہی پیچھے بھی دیکھتے تھے۔ اور آپ جس قوم میں بیٹھتے ان میں سب سے اونچے معلوم ہوتے تھے"۔

خاتمہ

مذکورہ بالا سطور میں نبی کریم ﷺ کے چند ایسے خصائص تحریر کئے گئے ہیں جو آپ کی ذات پاک کے سوا دنیا کے کسی اور انسان میں نہیں پائے جاتے حتیٰ کہ انبیائے کرام اور رُسُل عظام میں بھی نہیں پائے جاتے۔ ہم مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے اتنی شان والا اپنا پیارا محبوب ہمیں عطاء فرمایا اور اس محبوب کا ہمیں امتی بنایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے حبیب ﷺ کی کما حقہٗ تابع فرمانی کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ

تحریر کنندہ:۔

محمد حنیف اختر صدر بزمِ سعید خانیوال

یکم نومبر 2003ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف:

مولانا علامہ محمد حنیف اختر صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ○

تمہید

حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت رکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔آپ کے ساتھ محبت نہ صرف ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے۔اپنے والدین،اپنی اولاد،اپنے رشتہ دار،اپنے خویش واقارب،دنیا کی تمام مخلوقات حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت آپ ﷺ کے ساتھ ہونی چاہیے۔ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک دفعہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ،،آپ مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں مگر میری اپنی جان سے زیادہ محبوب نہیں ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ''اے عمر ابھی تمہارا ایمان مکمل نہیں۔حضرت عمر فاروقؓ نے پھر عرض کی کہ ''حضور''اب تو آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب تمہارا ایمان مکمل ہو گیا ہے۔حفیظ جالندھری صاحبؒ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے کہ

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

احادیث کریمہ

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ (بخاری شریف)۔یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔☆ نیز آپ کا ارشاد گرامی ہے: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَّفْسِہٖ ۔ (شرح شفا شریف)۔تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی محبت، ماں باپ، اولاد، عزیز و اقارب، دوست احباب، اپنی جان غرض یہ کہ ہر چیز کی محبت سے زیادہ ہونی ضروری ہے اور جس کے دل میں آپ کی محبت جتنی زیادہ ہوگی اس کا ایمان اتنا ہی کامل ہوگا اور جتنی محبت کم ہوگی اس کا ایمان اتنا ہی ناقص ہو گا۔آج ہر جماعت اور ہر فرقے کا دعویٰ ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھنے والے ہیں اور وہ دوسروں کو ناقص و گمراہ تصور کرتے ہیں۔چونکہ محبت کا تعلق دل سے ہے اس لیے اس کے جانچنے کا کوئی معیار ہونا چاہیے۔جس سے کسی کے دعوے کی صداقت کا اندازہ ہو سکے اور پتہ چل سکے کہ کون اپنے دعوے میں سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔چنانچہ اس سلسلے میں مندرجہ

ذیل علامات کا بغور مطالعہ فرمائیں۔

پہلا معیار

رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا "حُبُّكَ الشَّئَ يُعْمِيْ وَ يُصِمُّ"۔ (مسند امام احمد) یعنی انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے تو وہ محبت اس کو محبوب کا عیب دیکھنے سے اندھا اور محبوب کا عیب سننے سے بہرہ کر دیتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ محبّ کو اپنے محبوب میں کسی قسم کا کوئی عیب نظر نہیں آتا اور اگر کسی کو اپنے محبوب کی ذات میں کوئی عیب نظر آئے تو سمجھو کہ وہ اپنی محبت کے دعوے میں جھوٹا ہے۔ صرف اسی ایک معیار پر موجودہ دور کے تمام فرقوں اور جماعتوں کو پرکھ لیجئے۔ آج اس پر آشوب دور میں کوئی گروہ خلفائے راشدین کو (معاذ اللہ) کافر کہہ کر ذات مصطفےٰ ﷺ پر کفر و نفاق کی محبت کا عیب لگا رہا ہے۔ کوئی فرقہ آل اطہار کی شان میں گستاخیاں کر کے نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچا رہا ہے۔ کوئی گروہ آپ کی احادیث مبارکہ کا انکار کر رہا ہے۔ کوئی فرقہ کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام مر کر مٹی سے مل گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے جیسے ہی بشر تھے۔ وہ ہمارے بڑے بھائی کے برابر تھے اور ان کی تعظیم فقط بڑے بھائی جیسی کرنی چاہیے۔ کوئی کہتا ہے کہ جیسا علم حضور علیہ السلام کو ہے ایسا علم تو ہر ایرہ غیرہ نتھو خیرہ اور ہر پاگل، ہر حیوان اور ہر چوپائے کو بھی حاصل ہے اور کوئی کہتا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا علم رسول اللہ ﷺ کے علم

سے زیادہ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ نماز میں حضور علیہ السلام کی جانب خیال لے جانا زنا کے وسوسے، بی بی کی مجامعت کے خیال اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے اور کوئی کہتا ہے کہ آپ کا میلاد شریف منانا ایسے ہی ہے جیسے ہندو کنھیا کا جنم دن مناتے ہیں۔ غرض یہ کہ کیا کیا لکھا جائے۔ تو جن گروہوں اور فرقوں کے یہ عقائد ہوں وہ آپ کے ساتھ محبت کے دعوے میں کیسے سچے ہو سکتے ہیں؟۔ فافہم وتدبر۔

دوسرا معیار

ایک اور حدیث پاک میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ''مَنْ اَحَبَّ شَیْأً اَکْثَرَ ذِکْرَہ''۔ (زرقانی علی المواہب) یعنی جس کو جس کسی سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جس کو حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ محبت ہوگئی تو وہ آپ کا ذکر بھی زیادہ سے زیادہ کرے گا۔ چنانچہ اس بیان کردہ معیار اور اصول پر آج کل کے تمام فرقوں اور جماعتوں کو پرکھ لیجئے اور دیکھئے کہ آج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان وعظمت کو کون زیادہ بیان کرتے ہیں۔ اس معیار پر صرف اور صرف بفضلہٖ تعالیٰ اہلسنت وجماعت بریلوی ہی اترتے ہیں جو ہر وقت اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے اور چلتے پھرتے اپنے پیارے آقا علیہ السلام کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ جب کہ دیگر فرقے والے کہتے ہیں کہ آپ کی تعریف اتنی کرنی چاہیے جتنی ایک

عام بشر کی کی جاتی ہے بلکہ اس سے بھی مختصر کرنی چاہیے (ملاحظہ ہو ان کی کتاب تقویۃ الایمان) اور اہلسنت و جماعت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اور ہر مقام پر اپنے ذکر کے ساتھ اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کے ذکر پاک کو ملایا ہے اور حدیث قدسی میں خود ارشاد فرمایا ہے۔ **"اذا ذکرت ذکرت معی"**۔ (زرقانی شریف)۔ یعنی اے محبوب (ﷺ) جہاں میرا ذکر ہو گا وہاں ساتھ تمہارا بھی ذکر ہو گا۔ چنانچہ آج نماز، اذان، کلمہ شریف غرض یہ کہ ہر جگہ پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور علیہ السلام کا ذکر موجود ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر پاک ہر جگہ رکھا ہے تو ہم ہر جگہ اور ہمیشہ آپ کا ذکر کیوں نہ کریں؟ آج بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بریلوی لوگ حضور نبی کریم ﷺ کا اتنا ذکر کرتے ہیں کہ ان کو خدا سے ملا دیتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اللہ نے تو خود آپ کو ہر جگہ پر ملا رکھا ہے اور اسی لیے اللہ فرماتا ہے کہ "اے محبوب جہاں میرا ذکر ہو گا وہاں تمہارا ذکر بھی ساتھ ضرور ہو گا۔ تو جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے ذکر کو اپنے ساتھ خود ملاتا ہے تو ہم جدا کرنے والے کون ہوتے ہیں؟

ع گر اب بھی نہ تو سمجھے پھر تجھ سے خدا سمجھے۔

تیسرا معیار

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی ایک اہم ترین علامت یہ بھی ہے کہ ہر معاملے میں آپ کی اتباع و فرمانبرداری کی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا

ہے۔ **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (الآیۃ)** اے میرے پیارے حبیب۔ آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا معیار یہ ہے کہ ہر معاملے میں آپ کی اقتدا کی جائے، آپ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا جائے۔ آپ کی سیرت مطہرہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا جائے۔ آپ کی مقرر کردہ حدوں سے تجاوز نہ کیا جائے اور آپ کی احادیث مبارکہ پر صدق دل سے عمل کیا جائے۔ آج کے اس پرآشوب دور میں بعض لوگ آپ کی احادیث مبارکہ کو قابل عمل نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن ہی کافی ہے اور بعض لوگ آپ کی بہت سی احادیث مبارکہ کا ''ضعیف'' کہہ کر انکار کردیتے ہیں۔ ایسے لوگ بھلا اپنے دعویٰ محبت میں کیسے سچے ہوسکتے ہیں۔

چوتھا معیار

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آپ کی کما حقہٗ تعظیم کی جائے اور آپ کے ذکر پاک کے وقت انتہائی عاجزی اور خشوع وخضوع کا اظہار کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا (الآیۃ)**۔ یعنی اے نبی بیشک

ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرو۔ اس آیت کریمہ میں لوگوں کو تین باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اول اللہ ورسول پر ایمان لانا۔ دوم حضور علیہ السلام کی تعظیم کرنا، سوم تسبیح یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔ یہاں پر یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس آیت کریمہ میں سب سے پہلے ایمان کا ذکر ہے کہ بغیر ایمان کے تعظیم کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام کی تعظیم کا ذکر اللہ تعالیٰ کی عبادت سے پہلے کیا گیا کیونکہ بغیر تعظیم مصطفیٰ (ﷺ) کے ساری زندگی کی عبادت بیکار اور مردود ہے اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر میں ذرہ بھر فرق آ جائے تو سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ** ۝

اے ایمان والو نبی کی آواز پر اپنی آواز کو اونچا نہ کرو اور ان کے پاس بات چلّا کر نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ اس آیت کریمہ میں حکم دیا گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری پوری تعظیم کی جائے ورنہ نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ تو آج جو لوگ آپ کی تعظیم والے اعمال پر چیں بجبیں ہوتے ہیں

اور ان پر شرک کے فتوے لگاتے ہیں وہ اپنی محبت کے دعوے میں کیسے سچے ہو سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں!

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

پانچواں معیار

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی ایک اہم ترین علامت یہ بھی ہے کہ آپ کے ہر فیصلے کو بلا چون و چرا تسلیم کیا جائے اور اس کے متعلق دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ** ۔ **(الآیۃ)** یعنی اے محبوب مجھے تمہارے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک ہرگز ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک یہ اپنے جھگڑوں میں تمہیں حاکم مطلق نہ مان لیں۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کے فیصلوں کے نہ ماننے والوں کے ایمان کی نفی فرما رہا ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں یہ فرما رہا ہے کہ میرے محبوب علیہ السلام کا حکم اصل میں میرا ہی حکم ہے لہٰذا جو آپ کا حکم نہیں مانتا

وہ سرے سے مسلمان ہی نہیں ہے۔ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی اور منافق کا کسی بات پر جھگڑا ہو گیا وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔آپ نے دونوں کی باتیں سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں فرما دیا۔باہر آ کر منافق کہنے لگا کہ یہ فیصلہ میں نہیں مانتا۔میں تو اس مقدمہ کا فیصلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کراؤں گا۔چنانچہ وہ دونوں حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مقدمہ پیش کیا۔یہودی نے کہا کہ آپ فیصلہ بیشک فرمائیں لیکن ایک بات میں پہلے عرض کر دوں کہ ہم یہی مقدمہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لے کر گئے تھے اور آپ نے فیصلہ میرے حق میں فرمایا ہے۔سیدنا فاروق اعظم نے منافق سے پوچھا کہ "کیا تمہارا یہ ساتھی صحیح کہہ رہا ہے"؟ اس نے کہا کہ جی ہاں بالکل صحیح کہہ رہا ہے لیکن میں فیصلہ آپ سے کرانا چاہتا ہوں۔حضرت عمر فاروق یہ سن کر اندر تشریف لے گئے اور تلوار اٹھا کر باہر آئے اور آتے ہی اس تلوار سے منافق کے سر کو قلم کر دیا اور فرمایا کہ جو میرے آقا ﷺ کے فیصلے کو نہیں مانتا عمر کے پاس اس کا فیصلہ یہی ہے کہ اس کی گردن کو اڑا دیا جائے۔اس پر مذکورہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق کی بات کی تائید فرمائی۔موجودہ دور کے بعض اسی قسم کے لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض فیصلوں پر تنقید کرتے نظر آتے ہیں۔تو یاد رکھیں کہ ایسے لوگ کبھی بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ محبت کے دعوے میں سچے نہیں ہو سکتے۔

چھٹا معیار

حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا ایک معیار یہ بھی ہے کہ ہر اس چیز کے ساتھ محبت کی جائے جس کی نسبت آپ کی طرف ہو۔ آل واطہار، اہلبیت کرام، ازواج مطہرات، پنجتن پاک، خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام کے ساتھ ہر ایک کو لازمی طور پر محبت رکھنی چاہیے کیونکہ ان سب کی نسبت رسول خدا ﷺ کے ساتھ ہے۔ لیکن موجودہ دور میں کوئی فرقے والا پنجتن پاک کے خلاف ہے۔ کوئی فرقہ خلفائے راشدین کا مخالف ہے اور کوئی آپ کے اہلبیت وازواج مطہرات کی شان وعظمت کو تسلیم نہیں کرتا لہٰذا ایسے فرقوں کا حضور علیہ السلام کے ساتھ محبت کا دعوے ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا۔ اس دور میں صرف اور صرف اہلسنت وجماعت بریلوی ہی وہ مقدس لوگ ہیں جو صحابہ کرام کو بھی مانتے ہیں اور پنجتن پاک کی عظمت کے بھی قائل ہیں، خلفائے راشدین کی شان کو بھی مانتے ہیں اور ازواج مطہرات واہلبیت کی عظمت کے بھی معترف ہیں لہٰذا صحیح معنوں میں یہی لوگ حضور علیہ السلام کے سچے محب ہیں۔

ساتواں معیار

رسول کریم ﷺ کے ساتھ سچی محبت کا ایک معیار یہ بھی ہے کہ آپ کو ہر قسم کے عیوب ونقائص سے مبرا اور منزہ تسلیم کیا جائے اور آپ کو ہر قسم کے

ظاہری وباطنی کمالات کا جامع مانا جائے۔ چنانچہ شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں!

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِىْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِالنِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْخُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(یعنی یا رسول اللہ ﷺ) آپ سے زیادہ حسین آج تک میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ سے زیادہ خوبصورت آج تک کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔ گویا کہ آپ اس طرح پیدا کئے گئے جیسا آپ نے خود چاہا۔ تو معلوم ہوا کہ محب کو اپنے محبوب میں کوئی نقص یا عیب نظر نہیں آتا اور جس کو عیب نظر آئے تو وہ اپنے محبت کے دعوے میں ہرگز سچا نہیں ہو سکتا آج کچھ لوگ آپ کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور عام بشر میں تو بہت سے عیب ہو سکتے ہیں لہذا مذکورہ بالا اصول کی بناء پر یہ لوگ آپ کے ساتھ محبت کے دعوے میں جھوٹے ہیں۔

حرف آخر

یاد رکھیں کہ نبی کریم ﷺ کی محبت ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کے بغیر مسلمان دنیا و آخرت میں کبھی بھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔ صحابہ کرام وصحابیات کو آپ کے ساتھ بہت ہی محبت تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی الانبیاء علیہ السلام بیمار ہوئے تو آپ کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہ دیگر ازواج مطہرات کے سامنے درد بھری آواز میں کہنے لگیں "یارسول اللہ" میری یہ تمنا ہے کہ آپ کی تمام مصیبتیں مجھے مل جائیں اور آپ اچھے ہو جائیں یہ سن کر دوسری ازواج مطہرات ایک دوسری کی طرف دیکھنے لگیں تو آپ نے فرمایا کہ "خدا کی قسم" یہ سچی ہے (یعنی یہ بات دل سے کہہ رہی ہے) صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کی محبت میں اپنی جانیں قربان کیں، اپنے بچے قربان کئے اور اپنے اموال کی قربانی دی۔ غرض یہ کہ آپ کے حقیقی محب ہونے کا ہر موقع پر ثبوت دیا۔ کاش اللہ تعالیٰ ایسی محبت کی دولت ہمیں بھی نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال

یکم جون 2005ء

بے مثل رسول ﷺ

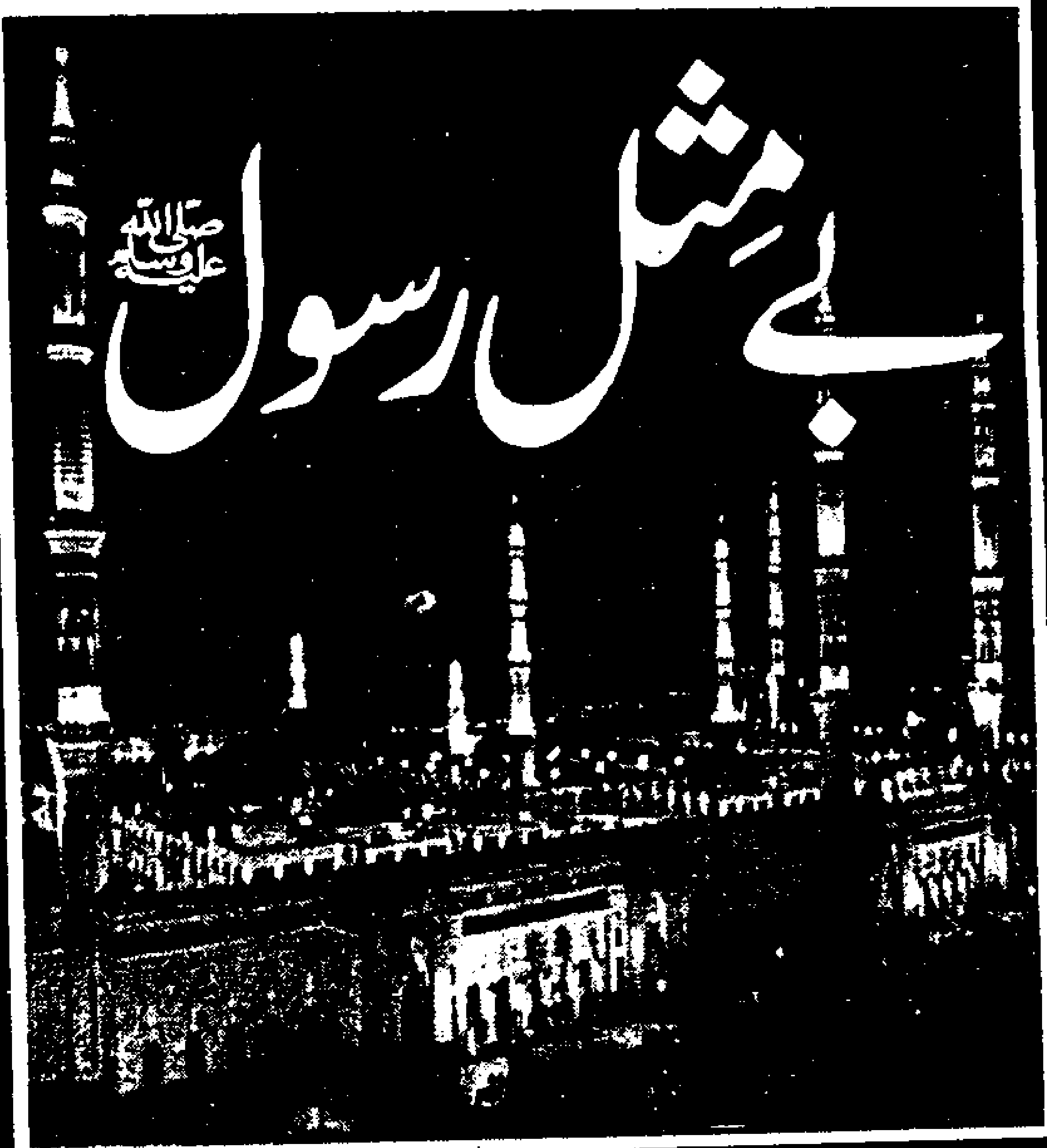

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ○

تمہید

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس جہان میں مالک کونین بنا کر بھیجا اور دنیا کی ہر ہر چیز کا مالک و مختار بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ کا فرمان عالیشان ہے کہ اگر میں چاہوں تو احد پہاڑ سونے کا بن جائے اور جہاں میں جاؤں میرے ساتھ چلا کرے،، اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں دنیا میں آپ ہی کے مقدس ہاتھوں سے تقسیم ہوتی ہیں ایک حدیث پاک میں آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں''
اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا — بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا — ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اس قدر رفعت اور شان و عظمت کے باوجود آپ میں تواضع و انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ اپنے آپ کو رب کا بندہ اور اس کا رسول کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ آپ نے کبھی تکبر و غرور سے کام نہ لیا اور نہ اپنے آپ کو کبھی اونچا کہلوایا۔

فقرو فاقہ

رسول اللہ ﷺ نے مالک کونین اور سرورِ دو جہاں ہونے کے باوجود ہمیشہ فقر و فاقہ سے کام لیا۔ ☆ چنانچہ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ نے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی کبھی کسی سے فقر و فاقہ کا شکوہ کیا''۔ (زرقانی علیٰ المواہب صفحہ 311)

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ'' مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں مکہ کی پتھریلی زمین کو تمہارے لئے سونا بنا دوں۔ میں نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار میں یہ نہیں چاہتا۔ بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میں ایک دن آسودہ رہوں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ جب بھوکا رہوں تو تیری طرف عاجزی وزاری کروں اور دل و جان سے تجھے یاد کروں۔ فَاِذَا شَبِعتُ شَکَرتُکَ وَ حَمِدتُکَ۔ اور جب آسودہ رہوں تو تیرا شکر اور تیری حمد کروں'' (ترمذی شریف) ☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ'' رسول اللہ ﷺ کی اور آپ کے اہل وعیال کی کئی کئی راتیں بھوک میں گزرتی تھیں وَکَانَ اَکثَرُ خُبزُھُم خُبزَ الشَّعِیر۔ اور اکثر اوقات ان کی روٹی جو کی روٹی ہوتی تھی۔ (ترمذی شریف) ☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور

نبی کریم ﷺ نے جو کی روٹی سے بھی کبھی دو دن پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ آپ نے وصال فرمایا" (یعنی آپ ایک دن کھاتے تھے اور ایک دن بھوکے رہتے تھے)(حوالہ مذکورہ)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ" میں بھوک کی وجہ سے ایسا کر رہا ہوں" یہ سُن کر میں بے اختیار رونے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ" مت رو۔ جو شخص بہ نیت اجر و ثواب بھوکا رہے گا وہ قیامت کے دن کی سختی سے محفوظ رہے گا۔ (کنز العمال)۔ ان تمام احادیث و روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو جہاں کے مالک و مختار ہو کر ساری زندگی فقیری میں بھوکے گزاری اور آپ کا یہ فقر و فاقہ اضطراری نہیں بلکہ اختیاری تھا۔ یعنی آپ نے فقیری کو مجبوراً نہیں اپنایا بلکہ جان بوجھ کر اپنایا اور یہ آپ کے بے مثل رسول ہونے کی ایک واضح اور روشن دلیل ہے۔

صومِ وصال

ہمارے پیارے آقا و مولا حضور کریم ﷺ صوم وصال یعنی کئی کئی دنوں کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ صحابہ کرام اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی ایسے

روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے صحابہ کو اس سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ میں تم جیسا نہیں ہوں۔ مجھے تو روحانی غذا کھلائی پلائی جاتی ہے۔☆ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ آپ خود تو ایسا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اَیُّکُم مِثلِی اِنِّی اَبِیتُ یُطعِمُنِی رَبِّی وَ یَسقِینِی ۔ یعنی تم میں میری مثل کون ہے؟ میں تو ہر رات اپنے رب کے پاس گزارتا ہوں اور میرا رب خود مجھے کھلا پلا دیتا ہے“ (بخاری شریف)۔ اسی حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام واقعی بے مثل رسول ہیں اور اللہ کے نور ہیں اور دنیوی کھانے پینے کے محتاج نہیں ہیں۔ اگر دنیا میں آپ نے کھایا پیا تو بشری لباس میں آنے کی وجہ سے کھایا پیا ورنہ آپ نے کھائے پیئے بغیر بھی زندگی گزاری جیسا کہ مذکورہ صومِ وصال والی روائیت سے واضح ہے۔

اعلیٰحضرت، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل صحیح اور سچ فرمایا کہ

ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

بول وبراز

حضور نور مجسم سید دو عالم ﷺ کا بول و براز بلکہ تمام فضلات پاک اور طیب

وطاہر تھے۔ ☆ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ" ایک دن میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ آپ بیت الخلا میں تشریف لے جاتے ہیں۔ جب واپس آتے ہیں تو پھر اُس کے بعد میں اندر جاتی ہوں تو مجھے وہاں کچھ بھی نظر نہیں آتا مگر وہاں سے کستوری جیسی خوشبو آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم پیغمبروں کے وجود بہشتی روحوں کی صفت پر پیدا کئے جاتے ہیں . فَمَا خَرَجَ مِنهَا مِن شَیئٍ ابتَلَعَتهُ الَارض . پس ہمارے جسم سے جو کچھ نکلتا ہے زمین اُس کو اپنے اندر جذب کرلیتی ہے۔ (خصائصِ کبریٰ)

☆ حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ" حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے قوی دلائل سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سارے فضلات طیب وطاہر تھے اور اسکو آپ کے خصائص میں شمار کیا گیا ہے" (مدارج النبوت) ☆ حضرت امام قسطلانی شارحِ بخاری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ" حضور ﷺ کی ریح مبارک، پسینہ اقدس اور آپ کے فضلات شریفہ کی مہکتی ہوئی خوشبوئیں سب آپ کی ذاتِ مقدسہ کی صفات تھیں خواہ آپ خوشبو لگاتے یا نہ لگاتے"۔ (مواہب لدنیہ) ☆ حضرت امام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وَقَد تَکَاثَرَتِ الَادِلَّتہُ

عَلٰی طَهَارَةِفَضلَاتِهٖ وَعَدّالائِمّته ذٰلِکَ فِی خَصَائِصِهٖ. ترجمہ:۔ بے شک آپ فضلات شریفہ کے طیب وطاہر ہونے پر بہت زیادہ دلائل موجود ہیں اور ائمہ کرام نے اس کو آپ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔(فتح الباری شرح بخاری) ☆ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ لکھتے ہیں۔"وہیچ کس اثر فضلا ایشارا بروئے زمین ندیدہ۔زمین مے شگافت وفرو مے رو دوزاں مکاں بوئے مشک مے شمیدند" ترجمہ:۔ کسی شخص نے بھی آپ کے فضلہ مبارک کا اثر زمین پر نہ دیکھا کیونکہ زمین پھٹ جاتی تھی اور وہ اس میں پوشیدہ ہو جاتا تھا اور اس جگہ سے مشک کی طرح خوشبو آتی تھی۔(تفسیر عزیزی) ☆ مخالفین کے مسلّم پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ"آپ جب بیت الخلاء میں جاتے تھے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول وبراز کو نگل جاتی اور اس جگہ نہائیت پاکیزہ خوشبو آتی۔حضرت عائشہ نے اسی طرح روائیت کیا ہے اور اسی لئے علماء آپ کے بول وبراز کے طاہر ہونے کے قائل ہوئے ہیں۔ ابوبکر بن سابق مالکی اوز ابونصر نے اس کو نقل کیا ہے۔اور مالک بن سنان یوم احد میں آپ کا (زخم کا) خون چوس کر پی گئے۔آپ نے فرمایا کہ اس کو کبھی دوزخ کی آگ نہیں لگے گی اور عبداللہ بن زبیر نے آپکا خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا پی لیا تھا اور آپ کی خادمہ ام ایمن نے آپ کا پیشاب پی

لیا تھا۔ سوان کو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے''۔ (نشر الطیب ص 193)۔ ان تمام روایات سے آپ کے بے مثل رسول ہونے کا واضح ثبوت ملتا ہے اور یہ واقعی حقیقت ہے کہ۔ ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم۔

واضح حقیقت:

یہ ایک نمایاں اور واضح حقیقت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جو کچھ کھاتے پیتے تھے اس سے نور بنتا تھا اور اسی لئے آپ کے بول و براز نہائیت ہی نفیس اور خوشبودار ہوتے تھے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں

ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا ۔۔۔ واں خورد گردد ہمہ نورِ خدا

یعنی یہ لوگ غذا کھاتے ہیں تو ان سے گندگی نکلتی ہے اور وہ (یعنی نبی کریم ﷺ) جو کچھ کھاتے ہیں وہ سب اللہ کا نور بن جاتا ہے۔ ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ'' رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ میرے لئے میرے دل میں نور کر دے ۔ میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور کر دے۔ میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور کر دے۔ میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور کر دے۔ میرے کانوں میں نور اور میری آنکھوں میں نور کر دے۔ میرے بالوں میں نور اور میری جلد میں نور کر دے۔ میرے گوشت میں نور، میرے خون میں نور اور

میری ہڈیوں میں نور کردے ۔ اَللّٰھُمَّ اَعظِم لِی نُورً وَاعِطِنِی نُورًوَاجعَل لِّی نُورًا. اے اللہ میرے لئے بہت زیادہ نور کردے اور مجھ کو نور ہی کردے (ترمذی شریف) یہ نبی کریم ﷺ کی اپنی دعا ہے اور آپ کی ہر دعا بارگاہِ ایزدی میں قبول ہوتی تھی تو ثابت ہوا کہ آپ کے جسم مبارک کی ہر چیز نور ہے۔ اور جب آپ کی ہر چیز نور ہے تو پھر آپ کا بول و براز بھی نور ہے۔

شرب بول

یہی وجہ ہے بعض صحابہ وصحابیات نے حضور اکرم ﷺ کے بول مبارک کو پیا اور آپ ان سے ہرگز ناراض نہ ہوئے۔ ☆ حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ "ایک رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک برتن میں پیشاب کیا۔ میں رات کو اٹھی اور پانی سمجھ کر پی گئی کیونکہ اُس وقت مجھے پیاس لگی تھی۔ صبح کو حضور ﷺ نے پوچھا تو میں نے عرض کی۔ واللہ وہ تو میں نے پی لیا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ سُن کر ارشاد فرمایا. لَن تَشتَکِی وَجعَ بَطنِکَ بَعدَ یَومِکَ ھٰذَا اَبَدًا ۔ آج کے بعد تجھے کبھی بھی پیٹ کی بیماری نہ ہوگی۔ (زرقانی۔ خصائص کبریٰ) ☆ اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ "برکت نامی کنیز جو اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ کے ساتھ

حبشہ سے آئی تھی اُس نے ایک بار رسول اللہ ﷺ کا بول مبارک پی لیا تو آپ ﷺ نے اُس کو فرمایا کہ "تو نے اپنے آپ کو جہنم سے بچالیا ہے" (خصائص کبریٰ) ☆ ان دونوں حدیثوں کو لکھنے کے بعد امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت علامہ زرقانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وَلَم یَامُر وَاحِدً مِنھُم بِغَسلِ فَمِ وَلَا نَھَاہ عَن عَودَۃِ۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں میں سے نہ کسی سے یہ فرمایا کہ تم اپنے منہ کو دھولو اور نہ ہی آئندہ کے لئے منع فرمایا۔ اور پھر اس سے آگے یہی امام صاحب لکھتے ہیں۔ اَلحَدِیث ھٰذِہِ المَرئَاۃُ لتی شَرِبَت بُولِہٖ صَحِیح۔ یعنی صحابیہ عورت کے بول مبارک پینے والی حدیث بالکل صحیح ہے۔ (زرقانی شفا شریف) ان روایات سے نبی کریم ﷺ کے "بے مثل رسول" ہونے کا واضح ثبوت ملتا ہے آج کل بعض نام نہاد علماء اور اپنے آپ کو مفکر اسلام کہلانے والے اِس بات کا انکار کرتے ہیں کہ صحابہ کرام یا صحابیات نے آپ کا پیشاب مبارک پیا اور انہوں نے چند سال پہلے اخبارات میں بھی یہ فتنہ اٹھایا تھا۔ لیکن ان کا یہ کہنا غلط اور بے بنیاد ہے۔ اگر کوئی نہیں مانتا تو نہ ماننے کا تو کوئی علاج نہیں۔ اگر دن کے وقت چمگادر کہے کہ سورج نہیں نکلا اور میں نہیں مانتا تو اس میں سورج کا تو کوئی قصور نہیں۔ چمگادر کا اپنا قصور ہے سورج تو نکلا ہوا ہے اور اپنی پوری تابانی کے ساتھ چمک رہا ہے۔ (

فافہم وتدبر)

خونِ مبارک

جس طرح بعض صحابیات نے رسول اللہ ﷺ کا بول مبارک پیا اسی طرح بعض صحابہ کرام نے آپ کا خون مبارک بھی پیا ہے اور یہ امر بھی احادیث صحیحہ ثابت ہے ☆ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کا خون مبارک پی گئے۔ حدیث پاک میں ہے حضور علیہ السلام نے پچھنے لگوا کر اپنا خون ان کو دیا اور فرمایا کہ اسے کہیں باہر جا کر ایسی جگہ چھپا دو جہاں کوئی نہ دیکھے۔ وہ باہر نکل کر پی گئے۔ جب عبداللہ ابن زبیر واپس آئے تو حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ "کیا کر آیا ہے" عرض کی کہ ایسی جگہ چھپا آیا ہوں جہاں کوئی نہیں دیکھے گا۔ آپ نے فرمایا شاید تو پی آیا ہے۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ تو دوزخ کی آگ سے بچ گیا ہے۔ (ملخصاً) (بیہقی۔ خصائص کبریٰ) حضرت عبداللہ بن زبیر سے کسی نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کے خون اقدس کا ذائقہ کیسا تھا؟۔ آپ نے جواب دیا کہ ذائقہ شہد جیسا اور خوشبو کستوری کی طرح تھی"۔ (شرح شفا) ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور ﷺ نے پچھنے لگوائے۔ جو خون مبارک نکلا وہ ایک قریشی غلام نے پی لیا۔

تو رسول ﷺ نے فرمایا۔ اِذھَب فَقَد اَحذَرتَ نَفسَکَ مِنَ النَّارِ ۔ جا تو نے اپنے آپ کو جہنم سے بچا لیا ہے۔ (زرقانی شریف) ☆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں نبی کریم ﷺ کے دو دندانِ مبارک شہید ہوئے تو ساتھ لب مبارک بھی مجروح ہو گیا اور اُس سے خون نکلنے لگا۔ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو دیکھا تو آگے بڑھ کر آپ کے لب مبارک کو چوسنا شروع کر دیا اور فرمایا کہ اسے پھینک دو۔ انہوں نے عرض کی۔ واللہ میں آپ کے خون مبارک کو زمین پر نہیں پھینکوں گا اور وہ نگلتے ہی چلے گئے۔ اُس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَن اَرَادَ اَن یَنظُرَ اِلیٰ رَجُلٍ مِن اَھلِ الجَنَّتِہِ فَلیَنظُر اِلیٰ ھٰذَا ۔ یعنی جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے تو وہ مالک سنان کو دیکھ لے۔ (زرقانی) یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ از روئے شرع خون کا استعمال حرام ہے۔ قرآن پاک میں واضح طور پر فرمان ہے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیکُمُ المَیسَتَہ وَالدَّمَ. (الخ) (الآیۃ) اللہ نے تم پر مردار اور خون کو حرام کیا ہے۔ اور ویسے بھی خون کو کوئی نہیں پیتا کیونکہ اس میں طبعی طور پر کراہت محسوس ہوتی ہے۔ اصل میں صحابہ کرام کا اس امر پر پختہ یقین تھا کہ نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک عام جسموں جیسا نہیں بلکہ آپ کا جسم مبارک طیب وطاہر اور سراپا نور ہے اور آپ کے جسم کی ہر ہر شئے میں بڑی برکت ہے

لہذا وہ آپ کے خون مبارک کو نوش کرنا باعثِ رحمت اور باعثِ صد برکات تصور کرتے تھے تو پھر کیوں نہ اعلٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ہم بھی کہیں کہ
ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

اللہ تعالٰی ہم سب مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنَ ٥

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

یکم ستمبر 2005ء

غمخوارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○

تمہید

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ○ (پ5 رکوع 6)

ترجمہ: "جب لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو وہ آپ کے پاس آجائیں اور آ کر اللہ سے استغفار کریں اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے استغفار کریں تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے"۔ اس آیت کریمہ میں لفظ جاءوک قابل غور ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ گنہگاروں کے متعلق ارشاد فرما رہا ہے کہ اگر وہ گناہ کرنے کے بعد میرے پیارے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجائیں اور آپ کا وسیلہ بارگاہ خداوندی میں پیش کر کے دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ ان کے تمام گناہ معاف فرمادے گا۔ یہ حکم صرف حضور علیہ السلام کی زندگی میں آپ کے زمانے کے لوگوں کے لئے نہیں تھا بلکہ یہ حکم قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہے۔

چنانچہ مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ "آیت وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ (الخ) میں کسی کی تخصیص نہیں۔ آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے۔ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور

ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہوں اور اگر اہل عصر ہی کے ساتھ یہ فضیلت مخصوص تھی تو آئیت ''**النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجه امهاتهم**'' کے دونوں جملے جدا جدا آپ کی حیات پر اس طرح دلالت کرتے ہیں کہ انشاءاللہ قرآن کے ماننے والوں کو تو گنجائش انکار رہتی نہیں اور جو شخص قرآن کے انکار سے داخل زمرہ گمراہاں ہو چکا اسے راہ پر لانے کی کوئی تدبیر نہیں''۔ (آب حیات ص 40)۔ نانوتوی صاحب کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک کے لوگوں کے لئے رحمت ہیں اور آپ کے زمانے کے لوگ ہوں یا بعد کے سب لوگ آپ کی رحمت کے محتاج ہیں اور آپ سب کے لئے وسیلہ مغفرت ہیں۔ نبی کریم **علیه التحیة والتسلیم** اپنی زندگی میں بھی لوگوں کے لئے وسیلہ عظمٰی تھے قریب والوں کے لئے بھی اور دور والوں کے لئے بھی اور بعد از وصال بھی قریب و بعید والوں کے لئے بھی بخشش کا ذریعہ ہیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل حوالہ جات بغور ملاحظہ فرمائیں۔

اپنی زندگی میں:

حضرت عثمان بن حنیف روائیت کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے حق میں دعا کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ دعا تلقین فرمائی۔ **اللّٰھم انی اسئلك واتوجه الیك بمحمد نبیُ الرحمة یا محمد انی قد توجهت بك الیٰ ربی فی**

حاجتی ھذہ لتقضی اللّٰھم فشفعه (ترمذی شریف۔ابن ماجہ)

ترجمہ: "اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں (ﷺ) میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں متوجہ ہوتا ہوں تا کہ میری حاجت پوری ہو جائے۔اے اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما"۔ چنانچہ اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لوگوں پر بڑے مہربان ہیں اور آپ سچے و برحق غمخوار نبی ہیں۔☆ حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ" (ایک مرتبہ) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں مبارک سن ہو گیا تو ایک شخص نے کہا کہ آپ اس کو یاد کریں جو لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔انہوں نے کہا "یا محمد" یہ کہتے ہی ان کا پاؤں ٹھیک ہو گیا" اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے غمخوار و ہمدرد ہیں اور ان کی مشکلوں و تکلیفوں کو دور کرتے ہیں۔یہ احادیث و روایات تو آپ کی ظاہری زندگی سے متعلق ہیں۔اب وصال کے بعد کی روایات ملاحظہ فرمائیں۔

وصال کے بعد:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ" جو شخص مجھ پر محبت اور ذوق شوق سے درود پڑھے۔**بلغنی صوته حیث کان**۔تو وہ جہاں کہیں بھی ہو مجھے اس کی آواز پہنچ جاتی ہے۔صحابہ کرام نے عرض

کیا۔ **ابعد وفاتك**۔ کیا آپ اپنی وفات کے بعد بھی یہ آواز سن لیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ کا ہر نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے"۔ (طبرانی و دلائل الخیرات) معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی زندہ ہیں اور ہر ایک کی آواز سن لیتے ہیں۔

ہم یہاں سے پکاریں وہاں وہ سنیں　　　مصطفےٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

☆ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ ایک دفعہ وہ بیمار ہوئے اور ان کو فالج کا مرض لاحق ہو گیا۔ مرض جب حد سے بڑھ گیا تو انہوں نے عربی زبان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نعت شریف لکھی جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبك خیر الخلق کلهم

اور اسی نعت میں انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غمخواری کے لئے پکارا۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه
سواك عند حلول الحادث العمم

یعنی اے ساری مخلوق میں سب سے اعلیٰ شان والے نبی۔ تمہارے سوا میرا کون ہے جو اس مصیبت اور بیماری میں آ کر میری دستگیری کرے اور میں اس بیماری میں اور کس سے پناہ حاصل کروں۔ نعت لکھ کر آپ رات کو سوئے تو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمیں

وہ نعت تو سناؤ جو تم نے آج لکھی ہے۔امام بوصیری نے سنائی تو حضور علیہ السلام نے آپ کو انعام میں چادر عطا فرمائی اور آپ کے جسم پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔صبح کو آپ بیدار ہوئے تو ساری بیماری ختم ہو چکی تھی اور انعام والی چادر آپ کے سرہانے رکھی ہوئی تھی۔اس دن سے اس نعت کا نام ''قصیدہ بردہ شریف'' مشہور ہو گیا۔بردہ عربی زبان میں چادر کو کہتے ہیں۔اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے بعد بھی اپنی امت کی غمخواری فرماتے ہیں اور آپ بلاشبہ سچے غمخوار ہیں۔☆عتبی کا بیان ہے کہ میں حضور کی تربت کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا ''السلام علیک یا رسول اللہ'' میں نے قرآن پاک کی یہ آیت سنی (یعنی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا۔اِلٰی آخر) اور میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ کے سامنے اپنے گناہوں سے استغفار کروں اور آپ کی شفاعت طلب کروں۔پھر اس نے بعض اشعار پڑھے۔اس کے بعد وہ اعرابی لوٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی۔خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما رہے ہیں کہ جا اس اعرابی کو خوشخبری سنا کہ اللہ نے اس کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں'' (تفسیر ابن کثیر) معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے بعد بھی اپنے امتیوں کے کام آتے ہیں اور ان کی مشکلات کا ازالہ فرماتے ہیں۔☆نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بعد از وصال بڑے بڑے اولیائے کرام نے استغاثہ کیا ہے۔چنانچہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

زمهجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

یعنی جدائی سے جہان والوں کی جان نکل رہی ہے۔اے اللہ کے نبی آپ ان پر رحم فرمائیں۔

☆ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

یا رسول اللہ بحال عصیاں کن یک نظر
تا شوند زاں یک نظر کار فقراں ساختند

ترجمہ:
یا رسول اللہ گناہ گاروں کے حال پر ایک نظر فرمائیں تا کہ فقیروں کی بگڑی بن جائے۔

☆ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں۔

؎ یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل

اے حبیب کبریا فریاد ہے
اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

(نالہ امداد غریب)

☆ مولوی قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

؎ مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(بحوالہ قصائد قاسمی)۔

ان تمام دلائل وحوالہ جات سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے غمخوار نبی ہیں کہ آپ کے وصال کے بعد بھی اپنے پرائے سبھی آپ سے استغاثہ کرتے ہیں اور مشکلات و پریشانیوں میں آپ سے مدد طلب کرتے ہیں اور آپ سب پر نظر کرم فرماتے ہیں۔

قریب سے بھی:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں اپنے قریب آنے والوں کی فریادیں سنتے تھے اور ان کے دکھ درد کو دور فرماتے تھے جس کسی کو جو تکلیف پیش آتی وہ سیدھا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا کیونکہ بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ وہ جانتا تھا کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

☆ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "میرے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے اور چھ لڑکیاں اور کچھ قرضہ چھوڑ گئے۔ چنانچہ جب کھجوریں توڑنے کا وقت آیا تو میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر کی کہ میرے والد مقروض تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ کھجوریں توڑتے وقت آپ وہاں تشریف فرما ہوں تا کہ قرض خواہ حضرات آپ کو دیکھ کر جھگڑا نہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا تم چل کر کھجوریں توڑ و اور الگ الگ ڈھیر لگا لو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ تشریف لائے تو قرض خواہوں نے آپ کو دیکھ کر بجائے جھگڑا نہ کرنے کے اور زیادہ سختی شروع کر دی۔ آپ نے جب یہ منظر دیکھا تو کھجوروں کے ڈھیر کے اردگرد تین چکر لگائے اور ایک ڈھیر پر بیٹھ گئے۔ اور پھر فرمایا کہ اب سب قرض خواہوں کو یہیں پر اکٹھا کر لو اور سب کو ناپ ناپ کر دیتے جاؤ۔ چنانچہ بحمد اللہ میں نے اسی وقت سب قرضہ ادا کر دیا اور میری خواہش بھی یہی تھی کہ چاہے میری بہنوں کے لئے ایک کھجور بھی نہ بچے مگر قرض ادا ہو جائے۔ مگر جس ڈھیر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف

فرما تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ "لم تنقص تمرہ واحدہ" (بخاری شریف)۔اس ڈھیر میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام مشکل وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہی حاضر ہوا کرتے تھے اور سچے غمخوار نبی سے مدد مانگا کرتے تھے۔☆اسی طرح جنگ احد میں تیر لگنے سے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ باہر نکل آئی۔ چنانچہ وہ فوراً بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔یا رسول اللہ۔میری آنکھ تیر لگنے کی وجہ سے باہر نکل آئی ہے۔آپ نے فرمایا کہ اگر صبر کرو تو تمہارے لئے جنت ہے۔حضرت قتادہ نے عرض کی۔حضور۔آنکھ میری طلب پر دیدیں اور جنت اپنی طرف سے عطا فرمادیں۔چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی سے ان کی آنکھ کو بند کردیا تو حال یہ ہوا کہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ کون سی آنکھ نکل گئی تھی۔(خصائص کبری)۔اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام اپنی تکلیفوں کے ازالے کیلئے غمخوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

☆بشر بن عقربہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد محترم جنگ احد میں شہید ہوگئے۔وہ روتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پہنچے۔آپ نے فرمایا کہ تم روتے کیوں ہو؟ کیا تمہارے لئے یہ اچھا نہیں کہ تمہارا باپ دافی دو جہاں ہو اور تمہاری ماں عائشہ صدیقہ ہو۔پھر آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔حضرت بشر بن عقربہ بیان کرتے ہیں کہ میرے سر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کا یہ اثر ہوا کہ جن بالوں پر آپ کا ہاتھ پھر گیا وہ ہمیشہ سیاہ رہے اور باقی سفید ہوگئے۔اور میری زبان

میں لکنت تھی۔آپ نے اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور وہ ٹھیک ہو گئی۔(خصائص کبریٰ)۔اسی لئے اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لاورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

دور سے بھی:

نیز جس طرح ہمارے پیارے آقا غمخوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریب سے اپنے امتیوں کے دکھ درد سنتے ہیں اس طرح دور سے بھی سن کر ان کی مشکلات اور تکلیفوں کا ازالہ فرماتے ہیں۔اس کے لئے مندرجہ ذیل دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

☆ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے ہاں تشریف فرما تھے۔آپ حسب معمول رات کو اٹھے اور جائے وضو پر تشریف لے گئے۔پھر میں نے سنا کہ آپ اپنی وضو کی جگہ پر فرمار ہے ہیں۔لبیک لبیک نصرت نصرت نصرت۔میں حاضر ہوں۔میں حاضر ہوں۔میں حاضر ہوں۔تو مدد کیا گیا۔تو مدد کیا گیا۔تو مدد کیا گیا۔**فلما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت يا رسول الله سمعتك تقول في متوضأ لك لبيك ثلاثا ونصرت ثلاثا تكلم انسانا هل كان معك احد فقال هذا راجز يستصرخني**۔(اصابہ جلد دوم)۔ترجمہ: پس جب آپ وہاں سے باہر نکلے تو میں نے عرض کیا۔یارسول اللہ۔میں نے سنا کہ آپ وضو کی جگہ پر تین

تین بار لبیک اور نصرت فرمار ہے تھے۔کیا وہاں پر کوئی انسان تھا جس سے آپ کلام فرما رہے تھے۔آپ نے فرمایا کہ ایک مصیبت زدہ مجھ کو پکار رہا تھا (جس کو میں جواب دے رہا تھا'' ۔اس حدیث پاک پر غور فرمائیں کہ جب مصیبت میں مبتلا کوئی اللہ کا بندہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے پکار کر مدد کا طلبگار ہوا تو آپ نے تین بار ارشاد فرمایا۔نصرت ۔کہ تیری مدد کر دی گئی ہے۔تو اگر آج ہم بھی آپ کو مدد کے لئے پکاریں تو ہماری بھی ضرور مدد کی جائے گی کیونکہ آپ سچے غم خوار نبی ہیں

ہم یہاں سے پکاریں وہاں وہ سنیں

مصطفےٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

☆احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی جہاد کے لئے جہاں بھی جاتے وہاں پر دوران جنگ ''یا محمد'' کا نعرہ لگاتے۔جناب امام ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔

ثم برز خالد ودعا البرز ونادی بشعارهم وکان شعارهم یا محمداه فلم یبرزالیه احد الاقتله۔ ترجمہ: حضرت خالد بن ولید دشمنوں کو للکارتے اور انہیں جنگ کرنے کی دعوت دیتے۔اس وقت صحابہ کرام کا شعار یا محمد کہنے کا تھا۔یعنی وہ دوران جنگ یا محمد کا نعرہ لگاتے تھے اور جو شخص ان کی طرف بڑھتا تھا اسے قتل کر دیتے تھے۔(الکامل فی التاریخ)۔اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام مشکل وقت میں دور سے یا محمد کا نعرہ لگاتے تھے اور پیارے غمخوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مشکل کو دور فرمادیا کرتے تھے۔☆حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

یا رحمۃ اللعلمین ادرک لزین العابدین
محبوس ایدی الظالمین فی مرکب المذدھم

یعنی اے رحمۃ اللعلمین زین العابدین کی امداد فرمائیں۔ وہ لوگوں کے ہجوم میں ظالموں کے ہاتھوں قید ہے۔

☆ امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

یا اکرم الثقلین یا کنزالورٰی
جدلی بجورک وارضنی برضاک

یعنی اے ساری موجودات سے بزرگ ترین، اے نعمت الٰہی کے خزانے۔ اپنی سخاوت سے مجھے بھی عطا فرمائیے اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمائیے۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے پکارنا جائز ہے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کی سنتے ہیں اور سب پر کرم فرماتے ہیں۔

حرف آخر:

مذکورہ بالا سطور میں بفضلہ تعالیٰ واضح دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ ہمارے پیارے آقا و مولا نبی غمخوار حبیب کردگار دو عالم کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی دستگیری فرماتے ہیں۔ آپ اپنی ظاہری زندگی میں بھی لوگوں کی مشکلوں کو حل فرماتے تھے۔ وصال کے بعد بھی امتیوں کی تکالیف کا ازالہ فرماتے ہیں۔ آپ جس طرح قریب سے سن کر عوام کے مصائب کا خاتمہ فرماتے ہیں اسی

طرح دور سے بھی لوگوں کی پکار کو سنتے ہیں۔ چنانچہ نواب وحیدالزماں لکھتے ہیں کہ "جب کتاب وسنت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے تو اس پر اولیائے کرام کے توسل کو قیاس کیا جائے گا۔ علامہ جذری حصن حصین میں فرماتے ہیں کہ دعا کا ایک ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء واولیاء کا وسیلہ پیش کیا جائے"۔ (ہدیۃ المہدی ص48)

صدیق حسن خان بھوپالی "قصیدہ عنبریہ" میں لکھتے ہیں

مالي وراءك مستغاث

فارحمني يا رحمة اللعالمين بكائي

یعنی میرا آپ کے سوا اور کوئی نہیں جس سے مدد طلب کی جائے۔ یا رحمۃ اللعالمین میری حالت زار پر رحم فرمایئے۔ غرض یہ کہ غمخوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کے سب ہی قائل وعامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنَ ٥

تحریکنندہ

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

یکم مارچ 2006ء

مختصر

سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

سوالاً جواباً

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

(سوالاً جواباً)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ★ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید حضور سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہمارے لئے سرچشمہ ہدایت ہے۔ اور آپ کی شان اس قدر بلند و بالا ہے کہ اس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے طفیل دونوں جہان تخلیق فرمائے اور اگر آپ نہ ہوتے تو دنیا میں کچھ بھی نہ ہوتا۔

اسی لئے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی اور جان ہے تو جہان ہے۔

ذیل میں آپ کی سیرتِ طیبہ کو مختصر طور پر سوال و جواب کے انداز میں قلمبند کیا جارہا ہے تاکہ تمام مسلمان اس کو آسانی سے یاد کرسکیں۔

ولادت باسعادت سوال:۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت بتائیں؟

جواب:۔ ۱۲ ربیع الاول (۲۰ اگست ۵۷۰ء) بروز پیر قبل از طلوع آفتاب۔

سوال:۔ حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت سے پچاس دن پہلے کون سا

واقعہ پیش آیا تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی موجود ہے ؟

جواب :۔ واقعہ اصحابِ فیل پیش آیا۔ یعنی ابرہہ کافر بادشاہ ہاتھیوں کی فوج لے کر کعبہ معظمہ کو گرانے کیلئے آیا اور ابابیل پرندوں کی کنکریوں سے ہاتھیوں سمیت ہلاک ہو گیا۔

سوال :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مکہ مکرمہ کے کس مقام پر ہوئی ؟

جواب :۔ آپکی ولادت مکہ مکرمہ کے ایک مقام "سوق اللیل" میں ہوئی۔

سوال :۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو کس پیغمبر کی دعا قرار دیا ؟

جواب :۔ خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قرار دیا۔

سوال :۔ حضور علیہ السلام کی ولادت کے موقع پر کیا معجزہ ظاہر ہوا ؟

جواب :۔ فارس کا وہ آتشکدہ جس میں ایک ہزار سال سے ایک لمحہ کیلئے بھی آگ نہ بجھی تھی آپکی ولادت کے ساتھ فوراً بجھ گیا۔

سوال :۔ حضور علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے آپ کی ولادت کی خبر آپ کے دادا کو بھیجی۔ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب اس وقت کہاں تھے۔

جواب :۔ حضرت عبدالمطلب اسی وقت بیت اللہ شریف کے طواف میں مشغول تھے۔

سوال :۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت کعبہ میں کتنے بُت موجود تھے۔

جواب :۔ اسوقت کعبہ شریف میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت موجود تھے۔

سوال :۔ حضرت عبد المطلب نے آپ کا نام محمد رکھا۔ جب اہل قریش نے پوچھا کہ آپ نے ان کا یہ نام کیوں رکھا ہے؟ تو آپ نے کیا جواب دیا؟

جواب :۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کا نام "محمد" اس لئے رکھا ہے کہ مجھے امید ہے کہ تمام زمین و آسمان والے اس کی ہمیشہ صفت و ثنا کریں گے۔

ابتدائی حالات

سوال :۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو کتنے دن دودھ پلایا؟

جواب :۔ تین یا چار دن۔

سوال :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ ولادت کے کتنے دن بعد ہوا؟

جواب :۔ سات دن بعد۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے عقیقہ میں دنبہ ذبح کیا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبد المطلب نے ایک اونٹ ذبح کیا۔

سوال :۔ حضور علیہ السلام کو سب سے پہلے آپ کی والدہ حضرت آمنہ نے دودھ پلایا۔ ان کے بعد پھر کس نے آپ کو دودھ پلایا؟

جواب :۔ ان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کی

لونڈی ثوبیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔

سوال :۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے آپ کو حضرت حلیمہ سعدیہ کے سپرد کب کیا ؟۔

جواب :۔ آپ کی ولادت کے آٹھ روز بعد آپ کو اُن کے سپرد کیا۔

سوال :۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر کا نام کیا تھا؟

جواب :۔ اُن کا نام "حارث بن عبد العزیٰ" تھا۔

سوال :۔ حضرت حلیمہ سعدیہ نے حضور علیہ السلام کی پرورش کتنے برس کی؟

جواب :۔ انہوں نے آپ کی پرورش پانچ سال تک کی۔

سوال :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک ہونے کا واقعہ کتنی عمر میں پیش آیا۔

جواب :۔ ایک روایت میں ہے کہ تین سال کی عمر میں آپ کا شقِ صدر ہوا اور دوسری روایت میں چار سال کی عمر کا ذکر ہے۔

سوال :۔ حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک کس فرشتے نے شق کیا تھا؟۔

جواب :۔ آپ کا سینہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے شق کیا تھا۔

سوال :۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کی کونسی بیٹی آپ کو کھلاتی پلاتی تھی؟

جواب :۔ اُن کی بیٹی شیما آپ کو کھلاتی پلاتی تھی۔

سوال :۔ جب حضور علیہ السلام کے دادا حضرت عبد المطلب کا انتقال ہوا تو اُس وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟

جواب :۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک آٹھ سال تھی۔

سوال :۔ حضرت عبد المطلب کا انتقال کتنی عمر میں ہوا؟

جواب :۔ ایک سو دس سال کی عمر میں اُن کا انتقال ہوا۔

سوال :۔ حضور علیہ السلام کے والد حضرت عبد اللہ کی والدہ کا نام بتائیے؟

جواب :۔ اُن کا نام "فاطمہ بنت عمر" تھا۔

سوال :۔ آپ کی والدہ حضرت آمنہ کے والد کا نام کیا تھا؟

جواب :۔ اُن کا نام "وہب بن عبد مناف" تھا؟

سوال :۔ حضرت آمنہ کی والدہ کا نام بتائیے؟

جواب :۔ اُن کی والدہ کا نام "برہ بنت عبد العزیٰ" تھا۔

آپ کا خاندان سوال:۔ حضور علیہ السلام کے بارہ چچے تھے۔ ان کے نام بتائیے؟

جواب:۔ ۱۔ ابوطالب۔ ۲۔ حمزہ۔ ۳۔ زبیر۔ ۴۔ ابولہب۔ ۵۔ عبدالدار۔ ۶۔ الغیداق۔ ۷۔ ضرار۔ ۸۔ المقوم۔ ۹۔ حجل۔ ۱۰۔ اقتسام۔ ۱۱۔ حارث۔ ۱۲۔ عباس۔

سوال:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں کے نام بتائیے؟

جواب:۔ آپ کی چھ پھوپھیاں تھیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ برّہ۔ ۲۔ اروٰی۔ ۳۔ عاتکہ۔ ۴۔ صفیہ۔ ۵۔ ام حکیم بیضا۔ ۶۔ امیمہ۔

سوال:۔ آپ کے کس چچا نے غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑی ہے؟

جواب:۔ حضرت عباس نے جنگ لڑی کیونکہ وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

سوال:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس چچا کی شہادت پر ہندہ نے ان کا کلیجہ چبایا تھا۔

جواب:۔ اس نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا۔

سوال:۔ حضور علیہ السلام کا اور حضرت صفیہ کا پھوپھی کے علاوہ

اور کیا رشتہ تھا؟

جواب:۔ وہ پھوپھی کے علاوہ آپ کی خالہ زاد بہن بھی تھیں۔

سوال:۔ حضور علیہ السلام کے سب سے بڑے چچا کا کیا نام تھا؟

جواب:۔ اُن کا نام حضرت حارث تھا۔

سوال:۔ اور آپ کے سب سے چھوٹے چچا کا نام بتائیے؟

جواب:۔ اُن کا نام "عبدالدار" تھا۔

سوال:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال کب ہوا؟

جواب:۔ اُن کا انتقال اکتوبر سنہ ۵۷۰ء میں عام الفیل یعنی ابرہہ کے ہاتھیوں والے واقعہ سے چار ماہ ستر روز پہلے ہوا۔

سوال:۔ حضرت آمنہ مدینہ منورہ سے واپس مکہ آرہی تھیں راستے میں کس مقام پر بیمار ہوئیں اور انتقال کر گئیں؟

جواب:۔ آپ نے "ابواء" کے مقام پر انتقال فرمایا جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے۔

سوال:۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال کب ہوا؟

جواب:۔ اُن کا انتقال ۴۷ سال قبل از ہجرت سنہ ۵۷۷ء میں ہوا۔

سوال :۔ حضرت آمنہ کی وفات کے وقت حضور علیہ السلام کی عمر مبارک کتنی تھی ؟

جواب :۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک صرف چھ سال تھی ۔

سوال :۔ ابو طالب کے کتنے بیٹے اور بیٹیاں تھیں ۔

جواب :۔ انکے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں ۔

سوال :۔ حضرت خدیجہ سے نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ کی عمر مبارک کتنی تھی ؟

جواب :۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس سال اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی ۔

عشرہ مبشرہ سوال :۔ اُن دس صحابہ کرام کے نام بتائیے جن کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اور جن کو حضور علیہ السلام نے دنیا میں ہی جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی ہے ؟ ۔

جواب :۔ اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں ۔

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ ۴۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ ۷۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ ۸۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۱۰۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سوال :۔ عشرہ مبشرہ کا لفظی معنی بتائیے ؟

جواب :۔ عشرہ کا لفظی معنی ہے "دس" اور مبشرہ کا لفظی معنی ہے۔ "جنہیں بشارت یعنی خوشخبری سنائی گئی۔

ازواج مطہرات

سوال :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کے اسمائے گرامی بتائیے ؟

جواب :۔ آپ کی ازواج مطہرات کی تعداد تیرہ ۱۳ ہے اور ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۳۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۴۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۵۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۷۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۸۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۹۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۱۰۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۱۱۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۱۲۔ حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۱۳۔ حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

سوال :- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی زیادہ شادیاں کیوں کیں ؟
جواب :- آپ کی ازواجِ مطہرات میں صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کنواری ہیں ۔ باقی سب یا بیوہ ہیں یا مطلقہ ہیں ۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی عورت بیوہ ہو جائے یا اُسے طلاق ہو جائے تو اسے بہت زیادہ صدمے سے دوچار ہونا پڑتا ہے ۔ تو ایسی پریشان حال عورتوں سے آپ نے نکاح فرما کر دراصل اُن کی پریشانیوں کا ازالہ فرمایا ۔

آپ کی اولاد

سوال :- حضور علیہ السلام کے بیٹے اور بیٹیاں کتنی ہیں ؟
جواب :- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے لیکن صحیح اور متفق علیہ روایت یہ ہے کہ آپ کے دو بیٹے ہیں ۔
۱۔ حضرت قاسم ۔ ۲۔ حضرت ابراہیم ۔
سوال :- آپ کے یہ دو نوں بیٹے کون سی ازواجِ مطہرات کے بطنِ اطہر سے ہیں
جواب :- حضرت قاسم حضرت خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئے اور حضرت ابراہیم کی والدہ ماجدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا ہیں۔

سوال :۔ حضور علیہ السلام کی صاحبزادیاں کتنی ہیں ؟

جواب :۔ آپ کی چار صاحبزادیاں ہیں۔

۱۔ حضرت زینب۔ ۲۔ حضرت رقیہ۔ ۳۔ حضرت ام کلثوم۔ ۴۔ حضرت فاطمۃ الزہرا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

سوال :۔ یہ چاروں صاحبزادیاں کن سے پیدا ہوئیں ؟۔

جواب :۔ یہ چاروں صاحبزادیاں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئیں۔

اہم باتیں

سوال :۔ حضور علیہ السلام کے پاس کتنے گھوڑے تھے ؟۔

جواب :۔ آپکے ذاتی گھوڑے سات تھے۔ اُن کے نام یہ ہیں ۱۔ السکب۔ ۲۔ سحیل۔ ۳۔ اللحیف۔ ۴۔ المرتجز۔ ۵۔ اللزار۔ ۶۔ الظرف۔ ۷۔ الورد۔

سوال :۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کتنے خچر تھے ؟

جواب :۔ آپ کے پاس چھ خچر تھے اور اُن سب کا ایک ہی نام ”دُلدُل“ تھا۔

سوال :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کتنے گدھے تھے ؟۔

جواب :۔ آپ کے پاس دو گدھے تھے اور دونوں کا نام ”یعفور“ تھا۔

سوال :۔ حضور علیہ السلام کے پاس کتنی اونٹنیاں تھیں ؟

جواب :۔ آپ کے پاس تین اونٹنیاں تھیں۔ اُن کے نام یہ ہیں۔

۱۔القصواء۔ ۲۔ عضباء۔ ۳۔جدعاء۔

سوال:۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذاتی اسلحہ کتنا تھا؟۔

جواب:۔ آپ کے پاس نو۹ تلواریں، سات زرہیں۔ پانچ۵ کمانیں، تین۳ ڈھالیں دو بڑے اور پانچ چھوٹے نیزے اور دو خود تھے۔

خاتمہ/ مذکورہ بالا سطور میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر جھلک ایک انوکھے اور نرالے انداز میں قلمبند کی گئی ہے۔

یعنی پہلے ایک سوال تحریر کیا گیا ہے اور پھر اُس کا جواب لکھا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ قارئین کرام کو یہ انداز بہت پسند آئے گا کیونکہ ایسی علمی چیزیں بہت کم میسر آتی ہیں۔

آخر میں یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

تحریر کنندہ:۔

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

یکم اپریل ۲۰۰۳ء

حلیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف
مجاہد اہلسنت
حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

حلیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

تمہید حضورِ اکرم نورِ مجسّم تاجدارِ عرب وعجم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں سب سے زیادہ حسین اور خوبصورت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کا چہرہ مبارک اتنا خوبصورت اور نورانی تھا کہ اُس پر نظر نہیں ٹھہرتی تھی اور جو ایک دفعہ آپ کو دیکھ لیتا وہ آپ ہی کا ہو جاتا تھا۔ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں کہ

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون آنکھوں میں نجچے دیکھ کے جلوہ تیرا

آج دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے ہیں اور بغیر دیکھے آپ پر جان نچھاور کرنا اپنے لئے باعثِ سعادت تصور کرتے ہیں تو جن مقدس لوگوں نے آپ کی زیارت کی اُن کے عشق ومحبت کا کیا عالم ہوگا۔

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

ذیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا اور آپ کے حُلیہ مبارک کا کچھ حال تحریر کیا جاتا ہے تاکہ مسلم بھائیوں کی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہو۔

آپکا چہرہ مبارک

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بہت ہی خوبصورت تھا۔ ○ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "اگر حضور علیہ السلام کے وجود مبارک میں وحی الٰہی، معجزات اور دیگر دلائل نبوت کا اثر اور ظہور نہ بھی ہوتا تو آپ کا چہرہ مبارک ہی آپ کی نبوت کی دلیل کیلئے کافی تھا" (زرقانی شریف جلد چہارم)

○ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک ایسا منوّر ہو جاتا کہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا" (بخاری شریف)۔

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِىْ فِىْ وَجْهِهٖ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸)۔ میں نے حضور علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سورج آپ کے چہرہ میں چل رہا ہے۔

○ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں ایک دفعہ چاندنی رات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ کے چہرہ انور کو۔
فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ۔ آخر میں نے فیصلہ یہ کیا کہ آپ کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ مذکورہ)۔

○ حضرت ربیع بنت معوّذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک صحابیہ ہیں۔ ان سے حضرت عمار بن یاسر کے پوتے نے پوچھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ

حلیہ بیان کیجئے تو انہوں نے جواب میں فرمایا۔ لَوْ رَأَيْتَهُ رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۸)۔ یعنی اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتے تو سمجھتے کہ آپ ایک چمکتے ہوئے سورج ہیں۔

ان تمام احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور بڑا خوبصورت اور نورانی تھا اور باوجودیکہ آپ پر بشریت کا پردہ تھا پھر بھی آپ نہایت حسین وجمیل تھے۔

○ آپ کا رنگ چمکدار تھا۔ پیشانی مبارک کشادہ تھی۔ ابرو باریک خمدار اور گنجان تھے اور دونوں ابرو جدا جدا تھے۔ دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کے وقت ابھر آتی تھی۔ آپ کی ناک بلندی مائل تھی اور اس پر چمک اور نور نظر آتا تھا۔ آپ کی ریش مبارک بھرپور اور گنجان تھی۔ آپ کے رخسار مبارک ہموار تھے۔ دہن مبارک فراخ تھا۔ سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا سا فاصلہ تھا جن سے نور ظاہر ہوتا تھا۔ آپ کی گردن مبارک اتنی خوبصورت اور سڈول تھی کہ گویا پتلی کی گردن تھی اور رنگ میں ایسی صاف تھی جیسے چاندی کی بنی ہو۔ (شمائل ترمذی)

آپکی آنکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری آنکھیں نہایت خوبصورت تھیں آپ کی آنکھیں قدرت الٰہی سے سُرگیں تھیں یعنی سرمہ کے بغیر بھی معلوم ہوتا تھا کہ سرمہ لگا ہوا ہے۔ آپ کی آنکھوں کی سفیدی میں باریک سرخ ڈورے تھے جن کو علامات نبوت میں شمار کیا گیا ہے۔ آپ اپنی آنکھوں سے آگے پیچھے اوپر نیچے ہر طرف یکساں دیکھتے تھے۔

٥ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم میرا منہ صرف قبلہ ہی کی طرف دیکھتے ہو۔ خدا کی قسم مجھ پر تمہارا رکوع اور خشوع چھپا ہوا نہیں ہے۔
اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ۔ اور بیشک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔" (بخاری شریف جلد اول)

٥ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرٰی فِی اللَّیْلِ فِی الظُّلْمَةِ کَمَا یَرٰی فِی النَّهَارِ فِی الضُّوْءِ۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اندھیرے میں بھی ایسے ہی دیکھا کرتے تھے جیسا کہ دن کی روشنی میں دیکھتے تھے۔ (خصائص کبریٰ ص۶۱)

٥ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ۔ بیشک جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۵۷)

٥ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ۔
بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کے تمام پردے ہٹا دئے ہیں۔ اور میں دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے یوں دیکھتا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ (زرقانی شریف جلد ۷)۔

ان تمام روائیت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے پیچھے اوپر نیچے ہر طرف برابر دیکھتے تھے اور آپ اندھیرے اور روشنی میں بھی یکساں دیکھتے تھے اور ساری دنیا کے حالات کو قیامت تک دیکھتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آپ کی مقدس آنکھوں میں کمال رکھا ہے۔

آپکے موئے مبارک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کے بال مبارک نہ تو بہت سیدھے تھے اور نہ ہی زیادہ گھونگھریالے تھے بلکہ دونوں کے درمیان درمیان تھے۔ ان مقدس بالوں کی لمبائی کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔

ایک روائیت کے مطابق آپ کے موئے مبارک کانوں کے نصف تک تھے۔ بعض روایات کے مطابق کانوں کی لو تک تھے اور بعض صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ آپ کے بال مبارک شانوں تک یعنی کندھوں تک تھے۔

محدثین کرام فرماتے ہیں کہ ان روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ جب حضور علیہ السلام بال کٹوا دیتے تو وہ نصف کانوں تک رہ جاتے۔ پھر آہستہ آہستہ بڑھ کر کانوں کی لو تک اور کبھی کبھی کندھوں تک پہنچ جاتے۔ آپ بالوں کے عین درمیان میں مانگ نکالا کرتے تھے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی سفیدی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور جب سر میں تیل لگاتے تھے تو بالوں کی سفیدی نظر نہ آتی تھی اور جب تیل نہ لگاتے تو اس وقت کچھ کچھ سفیدی نظر

آتی تھی۔ (مسلم شریف)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے موئے مبارک کے حصول کو دل وجان سے عزیز رکھتے تھے۔

○ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس حال میں دیکھا کہ ایک حجام آپ کے سرِانور کی حجامت بنا رہا تھا اور آپ کے صحابہ آپ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ فَمَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِيْ يَدِ رَجُلٍ۔ وہ صحابہ یہی چاہتے تھے کہ آپ کا جو بھی بال گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ (مسلم شریف جلد دوم)۔

آپ کے موئے مبارک آج بھی پاک و ہند میں متعدد مقامات پر تبرک کے طور پر محفوظ ہیں اور مسلمان ان کی زیارت کرنا اپنے لئے باعثِ فخر اور باعثِ نجات سمجھتے ہیں۔

آپ کے کان مبارک

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک کامل و تام اور انتہائی خوبصورت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کانوں کے ذریعے آپکو وہ قوت سماعت عطا فرمائی تھی کہ دنیا بھر کی قریب و بعید کی آوازوں کو آپ یکساں سُن لیتے تھے۔

○ چنانچہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنِّيْ اَرٰى مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ۔ بیشک جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے اور

جو میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سنتے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۵۷)

○ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "کوئی ایسا شخص نہیں کہ جو مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے۔ چاہے وہ کہیں بھی ہو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا وفات کے بعد بھی سنو گے؟ آپ نے فرمایا۔ وَبَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔ ہاں وفات کے بعد بھی سنوں گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ (جلاء الافہام ص۶۳)

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ سے دور رہنے والوں اور آپ کے بعد میں آنے والوں کے درود شریف کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَ اَعْرِفُھُمْ۔ یعنی اہل محبت کے درود کو میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا بھی ہوں۔ (دلائل الخیرات)۔

معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کان دور و نزدیک کی آواز کو سن لیتے ہیں۔

آپ کے دندان مبارک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کشادہ اور روشن تھے اور جب آپ کلام فرماتے تو ان میں سے نور نکلتا دکھائی دیتا اور جب آپ تبسم فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں۔ باوجودیکہ آپ کے دندان مبارک

نہایت صاف اور چمکیلے تھے پھر بھی آپ ان کی صفائی کا بہت اہتمام فرماتے۔ ہر نماز سے پہلے مسواک فرماتے اور جب کبھی باہر سے گھر تشریف لاتے تو آپ کا سب سے پہلا کام مسواک کرنا ہوتا اور درحقیقت یہ سب کچھ تعلیم امت کے لئے تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کے دانت مبارک کشادہ تھے۔ اِذَا تَکَلَّمَ رُءِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاہُ۔ اور جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں سے نور نکلتا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۸)۔

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ضَحِکَ یَتَلَأْلَؤُ فِی الْجُدُرِ۔ جب آپ ہنستے تو دانتوں سے نور کی شعاعیں نکلتیں جن سے دیواریں روشن ہو جاتیں۔ (خصائص کبریٰ جلد اول ص۸۴)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات صرف مسکراتے اور تبسم فرماتے۔ کبھی کبھی کسی خاص واقعہ پر آپ اس قدر ہنس پڑتے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو جاتے۔

آپکی زبان مبارک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک نہایت پاکیزہ اور فصاحت و بلاغت کا منبع تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر علوم عطا فرمائے تھے کہ اگر آپ کے پاس کسی ملک کا کوئی آدمی آتا اور آپ سے اپنی بولی میں کچھ بولتا تو آپ اُس

ہے اُسی کی بولی میں کلام فرماتے۔ (شفا شریف جلد اول صہ۲۴)۔
آپ کی زبان مبارک کُن فیکون کی مظہر تھی۔ یعنی آپ جس کو فرماتے (کُن) ہوجا تو وہ ویسا ہی ہوجاتا۔

○ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "حکم بن عاص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتا اور جب آپ کلام فرماتے تو وہ منہ بگاڑ بگاڑ کر آپ کی نقلیں اتارتا۔
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنْ کَذٰلِکَ فَلَمْ یَزَلْ یَخْتَلِجُ حَتّٰی مَاتَ۔
ایک دن حضور علیہ السلام نے اس کو فرمایا کہ ایسا ہی ہو جا۔ پس آپکی زبان پاک سے کلمہ کُن کا نکلنا تھا کہ وہ ویسا ہی ہوگیا اور مرتے دم تک اسی طرح منہ مارتا رہا۔ (خصائص کبریٰ ص۷۹)۔

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ کسی نے سوال کیا کہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ (زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے)۔ لیکن اگر میں آج ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہوجاتا۔ (ترمذی شریف)۔
اِن احادیث سے معلوم ہوا کہ آپکی زبان حق کی ترجمان ہے اور جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ ہو کر رہا۔

آپکا جسم مبارک

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے تو فرماتے

کہ " نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ زیادہ چھوٹے قد والے بلکہ آپ درمیانے قد والے تھے۔ آپ کے بال نہ بہت پیچدار تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ کچھ گھنگھر الے تھے۔ آپ نہ بہت موٹے بدن والے تھے نہ بالکل گول چہرے والے بلکہ آپکے چہرہ انور میں کچھ گولائی تھی جو بہت خوبصورت معلوم ہوتی تھی آپ کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ آپکی آنکھیں سیاہ تھیں اور پلکیں دراز تھیں۔ آپ کی ہڈیوں کے جوڑ موٹے تھے اور دونوں کندھوں کے درمیان کی جگہ موٹی اور پر گوشت تھی۔

آپ کے بدن مبارک پر بال نہ تھے۔ ہاں سینے سے ناف تک بالوں کی ایک سیدھی لکیر تھی۔ آپکے ہاتھ اور پاؤں پر گوشت تھے۔ جب آپ چلتے تو پوری قوت سے پاؤں اٹھاتے گویا کہ آپ بلندی سے نیچے کی طرف آرہے ہیں۔

جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن کے ساتھ متوجہ ہوتے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ سب سے زیادہ نرم طبیعت والے تھے لیکن جو آپ کو یکایک دیکھتا وہ مرعوب ہو جاتا۔ آپ کا حلیہ بیان کرنے والا یہی کہہ سکتا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد " (شمائل ترمذی)

٥ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ کے بارے میں سوال کیا کیونکہ وہ آپ کا حلیہ مبارک بڑی تفصیل سے

سے بیان کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاندی کی طرح چمکتا تھا۔ سر مبارک بڑا تھا۔ بال کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔ اگر سر کے بالوں میں خود مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ خود مانگ نہ نکالتے۔ جب آپ بالوں کو بڑھاتے تو وہ کانوں کی لَو سے متجاوز ہو جاتے۔ آپ کا رنگ چمکدار تھا۔ پیشانی کشادہ تھی۔ ابرو باریک خمدار اور گنجان تھے۔ اور دونوں جدا جدا تھے (ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے)۔

آپکی ناک بلندی مائل تھی۔ ریش مبارک بھرپور تھی اور رخسار ہموار تھے۔ دہن مبارک فراخ تھا۔ آپکے تمام اعضاء نہائیت معتدل اور پُر گوشت تھے آپ کا سینہ مبارک فراخ تھا۔ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان فصل قدرے زیادہ تھا۔ کپڑے اترے ہوئے ہونے کی حالت میں آپکا جسم مبارک روشن اور چمکدار نظر آتا تھا۔ سینے سے ناف تک ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی۔ اس دھاری کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھے۔ البتہ دونوں بازوؤں اور کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ میں کچھ بال تھے۔ آپکی کلائیاں دراز اور ہتھیلیاں فراخ تھیں۔ آپ کی انگلیاں لمبی تھیں، تلوے گہرے اور قدم ہموار تھے۔ پانی ان پر نہیں ٹھہرتا تھا بلکہ اُن کی چکنائی کی وجہ سے نیچے ڈھلک جاتا تھا۔

جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اُٹھاتے اور آگے کی طرف جھک کر چلتے تھے۔ آپ بہت تیز رفتار تھے لیکن قدم زمین پر آہستہ پڑتا تھا۔ آپ

ہمیشہ نگاہیں نیچی رکھتے اور آپ کی نگاہ بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔" (شمائل ترمذی)۔

حرفِ آخر

آپ نے پیارے آقا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا اور حلیہ ملاحظہ فرمایا۔ صحابہ کرام بڑے خوش قسمت تھے جنہوں نے آپ کا مبارک زمانہ پایا اور آپ کا دیدار کیا۔ آج ہم لوگ دعائیں مانگتے ہیں کہ ہم جاگتے ہوئے تو آپ کا دیدار نہ کرسکے۔

کاش ہمیں خواب میں ہی آپ کی زیارت نصیب ہو جائے۔ کیونکہ ایک حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ "جس نے خواب میں میری زیارت کی اس نے فی الحقیقت میری ہی زیارت کی کیونکہ شیطان میری شکل میں تبدیل ہو کر کبھی خواب میں آ ہی نہیں سکتا" اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی یہ دلی تمنا پوری کرے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

تحریر کنندہ:۔

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید غنیوال

یکم جولائی سنہ ۲۰۰۲ء

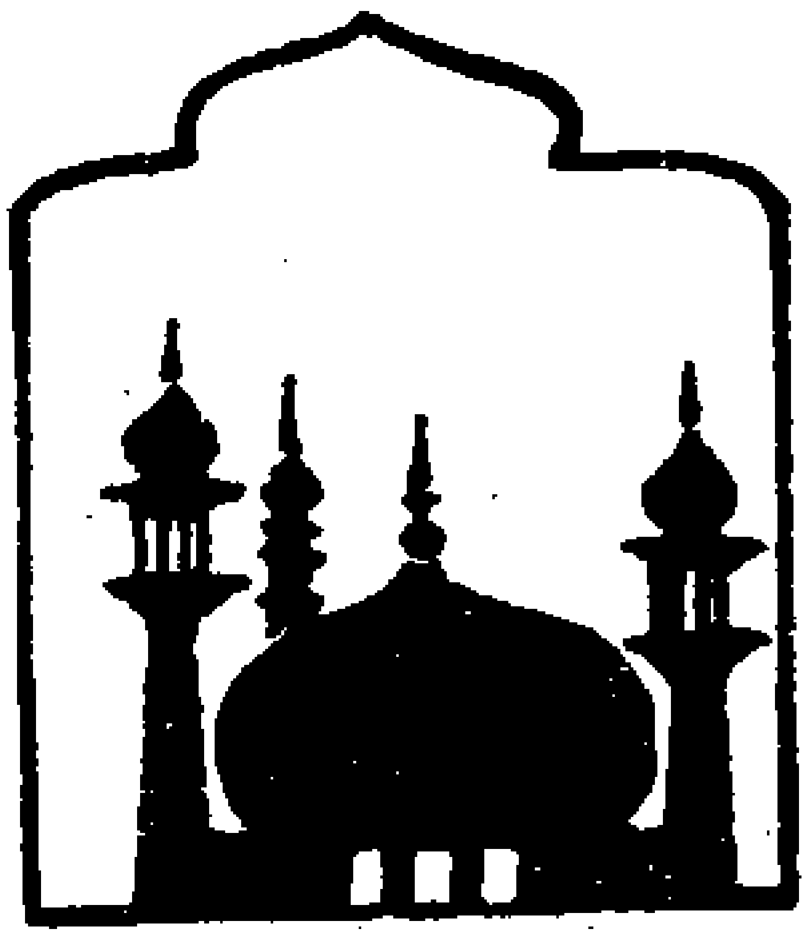

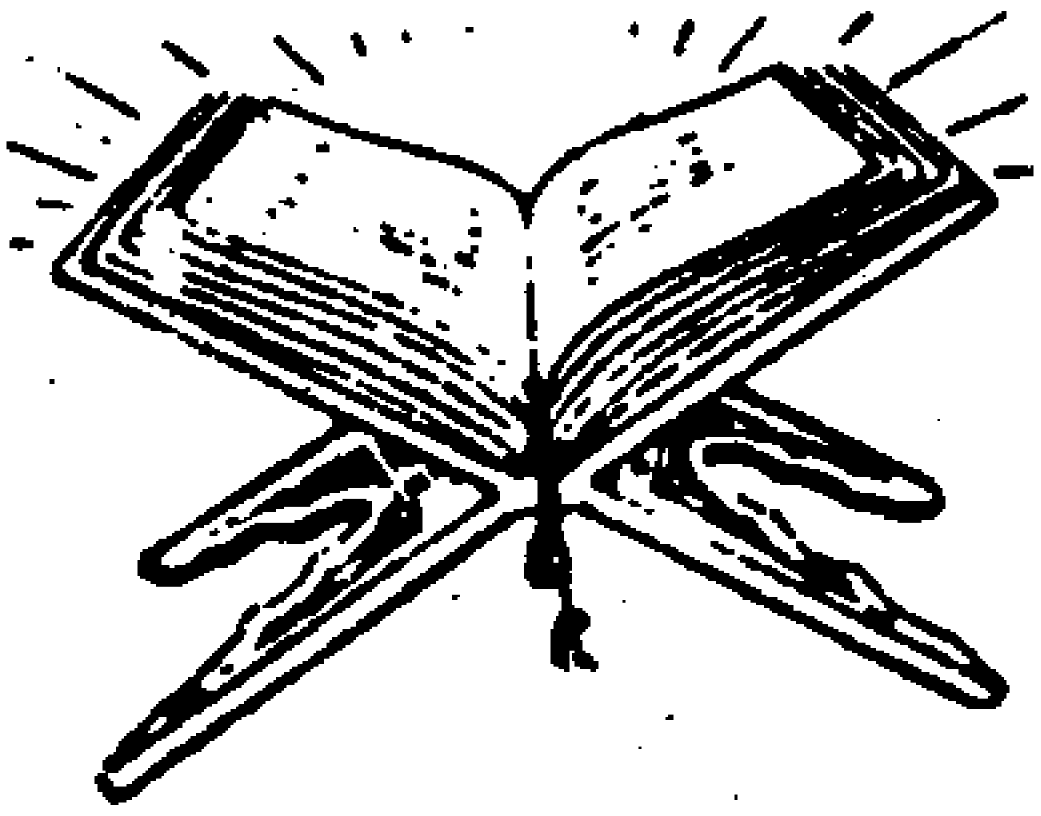

اولاد و ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف: مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ الک واصحابک یاحبیب اللہ

اولاد وازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

تمہید حضور اکرم نورِ مجسّم تاجدارِ عرب وعجم فخرِ آدم و بنی آدم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہمارے لئے ذریعہ بخشش و باعثِ نجات ہے۔ ہم آپکے اُمتی ہیں۔ اور اس عظیم اعزاز پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ آپکے اُمتی بننے کی تمنا بڑے بڑے نبی و رسول کرتے رہے لیکن ربِ کائنات جل مجدہٗ الکریم نے ہم پر یہ خاص کرم فرمایا کہ ہمیں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا۔ لیکن یہ کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ ہمیں اُمتی ہونے کے باوجود اپنے نبی کی ازواجِ مطہرات اور آپکی اولاد پاک کا صحیح معنوں میں علم نہیں ہے۔ بنا بریں ذیل میں اس موضوع پر یہ تحریر عوام الناس کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے تاکہ سب لوگ اس تفصیل سے واقف ہو سکیں۔

سلسلۂ نسب اس سلسلے میں سب سے پہلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ نسب تحریر کیا جا رہا ہے۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود نور ہونے کے لبشری لباس میں تشریف لائے اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں تشریف لائے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آپ کے آباؤ اجداد تک آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔ ● حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن حضرت عبداللہ بن حضرت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد

بن عدنان بن اعوہ بن افندق بن یقنع بن لیسطع بن سلامان بن ثابت بن حمل بن قیدار بن حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم علیہ السلام بن تارخ بن ناحور بن معارفح بن زاعوہ بن فاج بن غابر بن شالخ بن دوکشاد بن سام حضرت نوح علیہ السلام بن لانک بن متوشلخ بن حضرت ادریس علیہ السلام بن یارد بن مہبیل بن قینان بن انوش بن حضرت شیث علیہ السلام بن حضرت آدم علیہ السلام

آپ کی اولاد

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام کے صاحبزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے لیکن صحیح اور متفق علیہ روایت یہ ہے کہ آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ ۱۔ حضرت قاسم اور ۲۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطنِ اطہر سے اور حضرت قاسم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئے۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار صاحبزادیاں ہیں۔ حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت اُم کلثوم اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم، یہ چاروں صاحبزادیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت قاسم کی وجہ سے آپکی کنیت ''ابوالقاسم'' مشہور ہوئی۔ حضرت زینب آپکی تمام لڑکیوں میں سے سب سے بڑی تھیں۔ اُنکی شادی انکے خالہ زاد بھائی حضرت ابوالعاص بن ربیع سے ہوئی۔ اور ۸ھ میں حضرت زینب کا انتقال ہوا۔ انکی اولاد میں ایک لڑکے علی اور ایک لڑکی امامہ ہیں۔ حضرت رقیہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی ہیں اور حضرت زینب سے چھوٹی ہیں۔ انکی شادی پہلے ابولہب کے بیٹے عُتبہ سے ہوئی اور آپ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کی شادی بھی ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے ہوئی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو ابولہب نے اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ اگر

تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں سے علیٰحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔ چنانچہ دونوں نے اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپکی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دیدی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت رقیہ کی شادی حضرت عثمان غنی سے فرمادی۔ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت رقیہ مدینہ شریف میں بیمار ہوئیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انکی تیمارداری کی وجہ سے غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ عین اُس دن جب حضرت زید بن حارثہ نے مدینہ شریف میں آکر جنگ بدر کی فتح کا مژدہ سُنایا حضرت رقیہ کا اسی دن وصال ہو گیا۔ حضرت اُم کلثوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ ۳ھ میں حضرت رقیہ کا انتقال ہوا تو حضور علیہ السلام نے حضرت ام کلثوم کا نکاح بھی حضرت عثمان غنی کے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ اگر میری سو بیٹیاں بھی ہوا ور اُنکا حضرت عثمان کے نکاح میں یکے بعد دیگرے انتقال ہوتا جائے تو میں اپنی بیٹیاں یکے بعد دیگرے اُنکے نکاح میں دیتا جاؤں گا۔

حضرت اُم کلثوم چھ سال تک حضرت عثمان غنی کے ساتھ رہیں اور ماہ شعبان ۹ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت فاطمۃ الزہرا حضور علیہ السلام کی چوتھی صاحبزادی ہیں۔ آپ نے حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ فرمایا۔ حضور علیہ السلام کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے درمیان تعلقات انتہائی خوشگوار رہیں۔ ایک دفعہ دونوں میاں بیوی کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے گھر تشریف لائے اور صُلح کرا کے باہر نکلے تو بہت خوش نظر آ رہے تھے لوگوں نے پُوچھا۔ حضور! آپ اس قدر خوش کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایسے دو افراد کے درمیان صُلح کرائی ہے جو مجھ کو محبوب ترین ہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا

نے ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پاک کے چھ ماہ بعد ۲۹ سال کی عمر مبارک میں وفات پائی (انا للہ وانا الیہ راجعون)

ازواجِ مطہرات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیویوں کی تعداد کے بارے میں مورخین کرام کا سخت اختلاف ہے۔ اس سلسلے میں متفق علیہ اور مستند روایت یہ ہے کہ آپ کی گیارہ بیویاں تھیں۔ قبل اس کے کہ انکے اسمائے گرامی کی تفصیل تحریر کی جائے۔ ایک سوال کا جواب نہایت ضروری ہے۔ بعض غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے نبی کو شادیوں کے سوا کوئی کام ہی نہیں تھا اسی لئے وہ آپکو (معاذ اللہ) "رنگیلا رسول" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی ازواجِ مطہرات میں سوائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوسری کوئی کنواری نہیں ہے باقی یا تو بیوہ ہیں یا مطلقہ۔ اگر ذرا سا بھی غور کیا جائے تو یہ بات صاف طور پر ظاہر ہو جائیگی کہ بیوہ عورت اور مطلقہ عورت انتہائی مغموم، پریشان اور بے حد دکھی ہوتی ہے۔ اور اسکے دن رات کا ایک ایک لمحہ انتہائی پریشانی میں گزرتا ہے۔ اور ہمارے پیارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم تو بے کسوں اور پریشان حال لوگوں کی دستگیری کے واسطے تشریف لائے۔ بنابریں آپ نے مطلقہ و بیوہ عورتوں سے نکاح فرما کر دراصل انکے ساتھ اظہار ہمدردی فرمایا اور آپ خود سوچیں کہ حبیب اللہ کے پیارے محبوب نبی ان بیوہ و مطلقہ عورتوں کے ساتھ نکاح فرمایا ہوگا تو انکی خوشی و مسرت کا کیا عالم ہوگا۔ اس وضاحت کے بعد اب آپکی ازواجِ مطہرات کے اسمائے گرامی بمع مختصر صفات ملاحظہ فرمائیں

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ آپ خاندانِ قریش

کی نہایت ممتاز خاتون ہیں. حضور علیہ السلام کو آپ کے ساتھ بیحد محبت تھی اور اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب تک یہ زندہ رہیں. آپ نے کسی دوسری عورت کے ساتھ نکاح نہ فرمایا. آپ مسلسل پچیس سال تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں رہیں. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انکی وفات کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کرتے تھے کہ "خدا کی قسم مجھے حضرت خدیجہ سے بہتر بیوی نہیں ملی" اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ حضور علیہ السلام کے اعلانِ نبوت کے بعد آپ پر سب سے پہلے حضرت خدیجہ ہی ایمان لائیں. ایک حدیث پاک میں آپ کی فضیلت وعظمت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ تمام دنیا کی عورتوں میں سب سے زیادہ شان وعظمت والی عورتیں چار ہیں. حضرت مریم. فرعون کی بیوی حضرت آسیہ. حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت فاطمۃ الزہرا". حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پینسٹھ ۶۵ سال کی عمر میں ہجرت سے تین سال قبل رمضان شریف کے مہینے میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور مکہ شریف کے مشہور قبرستان "جنۃ المعلّیٰ" میں مدفون ہوئیں.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں. آپ حضور علیہ السلام کی بہت ہی چہیتی بیوی ہیں اور حضور علیہ السلام کو آپ کے ساتھ اتنی محبت تھی. کہ آپ کو "محبوبہ محبوب خدا" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے. آپ ایک حدیث پاک میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "مجھ پر کسی بیوی کے لحاف میں کبھی وحی نہیں اتری مگر حضرت عائشہ جب میرے ساتھ نبوت کے بستر پہ سوتی ہیں تو اس حالت میں بھی مجھ پہ وحی اترتی رہتی ہے. منافقین نے آپ پر جب (معاذ اللہ) تہمت

لگائی تو خود ربِ کریم نے قرآن پاک میں متعدد آیات نازل فرما کر آپ کی پاکدامنی کا اعلان فرمایا. علمیت کے لحاظ سے باقی ازواجِ مطہرات کے مقابلے میں آپ کا مقام بہت بلند ہے اور بہت سے صحابہ کرام آپ سے دینی مسائل دریافت کیا کرتے تھے آپ سے بہت سی احادیثِ مبارکہ بھی مروی ہیں اور آپکے فضائل میں بھی کئی حدیثیں موجود ہیں. آپ نمازِ تہجد کی بھی بیحد پابند تھیں اور نفلی روزے بھی کثرت کے ساتھ رکھا کرتی تھیں. آپ کا وصال پاک ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ یا ۵۸ھ کو مدینہ منورہ میں ہوا اور وہاں کے معروف قبرستان "جنۃ البقیع" میں آپ کو دفن کیا گیا.

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلے نام "برّہ" تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے جب آپکے ساتھ نکاح فرمایا تو آپ کا نام بدل کر "میمونہ" (یعنی برکت والی) رکھ دیا. آپ کے والد کا نام حارث اور والدہ کا نام ہند تھا. آپ سے کل ۷۶ احادیثِ مبارکہ مروی ہیں. حضرت میمونہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بڑی محبت تھی. اُنہوں نے خود ہی آپکے ساتھ نکاح کرنیکی خواہش ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ مجھے حق مہر لینے کی بھی کوئی خواہش نہیں ہے. آپ کا انتقال باختلافِ روایات ۶۱ھ یا ۶۳ھ میں ہوا اور آپ کو مقام سرف میں اُسی چھپّر کے اندر دفن کیا گیا. جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح کے بعد پہلی مرتبہ آپ کو اپنی قربت سے سرفراز فرمایا تھا.

حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا

اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سردارِ مکہ حضرت سفیان کی بیٹی اور حضرت امیر معاویہ کی بہن ہیں. آپ کی

والدہ ماجدہ کا نام "صفیہ بنت عاص" ہے جو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی پھوپھی ہیں گویا آپ حضرت عثمان غنی کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔ آپ کا نکاح پہلے عبیداللہ بن جحش سے ہوا اور دونوں میاں بیوی قبولِ اسلام کے بعد ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ حبشہ جاکر عبیداللہ عیسائی ہوگیا اور عیسائیوں کی صحبت میں شراب پیتے پیتے مرگیا مگر حضرت امِ حبیبہ سختی سے اپنے ایمان پر قائم رہیں۔ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ کو بہت افسوس ہوا اور آپ نے انہیں پیغامِ نکاح بھیجا جو انہوں نے بخوشی قبول کرلیا اور اس طرح وہ آپ کی ازواجِ مطہرات میں شامل ہوگئیں۔ آپ سخاوت، شجاعت اور امانت و دیانت کے ساتھ ساتھ بہت مضبوط ایمان والی تھیں۔ ایک دفعہ آپکے والد ابوسفیان جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔ مدینہ شریف میں اُنکے گھر آئے اور حضور علیہ السلام کے بستر مبارک پر بیٹھ گئے تو آپ نے باپ کی ذرہ بھی پرواہ نہ کی اور انہیں یہ کہہ کر بستر سے اُٹھا دیا کہ میں ایک ناپاک مشرک کو رسولِ خدا کے پاک بستر پر بیٹھا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔ آپ کا ۴۴ھ میں وصال ہوا اور جنت البقیع کے قبرستان میں دوسری ازواجِ مطہرات کے ساتھ آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی ہیں۔ ایک غزوہ میں یہ سارا قبیلہ مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوگیا اور سارے قبیلے والے مسلمانوں کے لونڈیاں اور غلام بن گئے مگر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ کو آزاد کر کے انکے ساتھ نکاح فرمالیا تو حضرت جویریہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور جب مسلمانوں کو معلوم

ہوا کہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ کے ساتھ نکاح فرمالیا ہے تو انہوں نے یہ کہہ کر اُس قبیلے کے تمام لونڈیوں اور غلاموں کو آزاد کر دیا کہ جس خاندان میں ہمارے نبی نے نکاح فرمالیا اُس خاندان کا کوئی فرد غلام نہیں رہ سکتا۔ اسلئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ دنیا میں کسی عورت کا نکاح حضرت جُویریہ کے نکاح سے زیادہ مبارک ثابت نہیں ہوا کیونکہ اس نکاح کی وجہ سے تمام خاندانِ نبی مصطلق کو غلامی سے نجات مل گئی۔ حضرت جویریہ کی ایک بہن عمرہ بنت حارث اور دو بھائیوں عمرو بن حارث اور عبداللہ بن حارث نے اسلام قبول کر کے شرف صحابیت پایا۔ حضرت جویریہ نہایت عبادت گزار خاتون تھیں۔ ہمیشہ نمازِ فجر سے نماز چاشت تک وظائف میں مشغول رہا کرتی تھیں۔ آپ نے ۵۰ھ میں پینسٹھ ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور جنت البقیع قبرستان میں دفن کی گئیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی "امیمہ بنت عبدالمطلب" کی صاحبزادی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ان کا نکاح اپنے متبنّیٰ حضرت زید بن حارثہ سے فرمایا لیکن میاں بیوی میں نباہ نہ ہو سکا اور حضور علیہ السلام کے سمجھانے کے باوجود حضرت زید نے انہیں طلاق دیدی۔ جب اُنکی عدت گزر گئی تو ایک دن اچانک یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا (سورۃ احزاب) یعنی جب حضرت زید نے حاجت پوری کر دی تو ہم نے اُن کا نکاح آپکے ساتھ کر دیا۔ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے پر حضور علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ "کون ہے جو زینب کو جا کر اسکی خوشخبری سنائے" یہ سُن کر ایک خادمہ دوڑتی ہوئی گئی

اور حضرت زینب کو یہ خوشخبری سنائی حضرت زینب یہ خبر سن کر اتنی خوش ہوئیں کہ اپنا سارا زیور اتار کر خادمہ کو انعام میں دیدیا اور خود سجدے میں گر پڑیں اور پھر دو مہینے مسلسل شکریے کے روزے رکھے حضرت زینب کے ساتھ نکاح ہونے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی بڑی دعوت ولیمہ فرمائی کہ کسی اور بیوی کے ساتھ نکاح پر اتنی بڑی دعوت ولیمہ نہیں کی تھی۔ آپ کا وصال پاک ۲۰ھ یا ۲۱ھ میں مدینہ شریف میں ہوا اور جنت البقیع قبرستان میں دوسری ازواج مطہرات کے پہلو میں دفن کی گئیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر کے سردار "حیی بن اخطب" کی بیٹی ہیں۔ انکا نکاح پہلے قبیلہ بنو نضیر کے رئیس اعظم "کنانہ بن الحقیق" کے ساتھ ہوا۔ یہ کنانہ جنگ خیبر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا اور حضرت صفیہ خیبر کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی خاندانی عزت و شرافت کا خیال فرماتے ہوئے حضرت صفیہ کے ساتھ نکاح فرما کر ان کو امہات المومنین میں شامل فرمالیا حضور علیہ السلام آپ کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ نے انکو "پستہ قد" کہا تو آپ نے انکو غصہ سے اتنا زبردست ڈانٹا کہ پہلے کبھی اسطرح نہ ڈانٹا تھا۔ اسی طرح ایک بار حضرت زینب نے انکو "یہودیہ" کہا تو حضور علیہ السلام ان سے اتنے ناراض ہوئے کہ دو ماہ تک ان کے بستر پہ قدم مبارک نہ رکھا حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دس حدیثیں بھی مروی ہیں۔ آپ سنہ ۵۰ھ ۵۲ھ میں فوت ہوئی اور مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی حضور علیہ السلام کی مقدس بیوی ہیں۔ یہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی

صاحبزادی ہیں۔ ان کا نکاح پہلے حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ جنگِ اُحد میں حضرت خنیس زخمی ہو کر وفات پا گئے تو ۳ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے ساتھ نکاح کر لیا۔ حضرت حفصہ بہت سخی اور بلند ہمت خاتون تھیں اور اکثر روزہ دار رہا کرتی تھیں۔ فہم و فراست، حاضر جوابی اور حق گوئی ان میں بدرجۂ اتم موجود تھی۔ ساٹھ برس کی عمر شریف میں مدینہ منورہ کے اندر انکا انتقال ہوا اور جنت البقیع قبرستان میں ہی آپ کو سپردِ خاک کیا گیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریشی خاندان کی نہایت معزز خاتون ہیں۔ انکا نکاح پہلے حضرت سکران بن عمرو سے ہوا۔ اِن دونوں نے پہلے حبشہ کیطرف ہجرت کی اور وہاں سے پھر مکہ مکرمہ میں آ کر رہنے لگے تو انکے شوہر کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا۔ اُدھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت خدیجہ کے انتقال کیوجہ سے مغموم رہا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی کہ آپ حضرت سودہ سے نکاح فرمالیں۔ آپ نے یہ مشورہ قبول فرمالیا اور حضرت خولہ نے حضرت سودہ کے والد سے بات چیت کر کے نسبت طے کرادی اور اسطرح نکاح ہو گیا۔ آپ بہت خوبصورت اور نیک سیرت عورت تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھ کو یہ حرص نہیں ہوتی تھی کہ میں بھی اِن جیسی ہوتی مگر حضرت سودہ کی خوبصورتی اور حُسنِ سیرت کو دیکھ کر میرے دِل میں یہ تمنا پیدا ہوتی کہ کاش میں بھی اِن جیسی ہوتی۔ حضرت سودا اعلیٰ درجے کی سخی تھیں۔ انہوں نے ۵۴ھ یا ۵۵ھ میں ماہِ شوال کے مہینے میں انتقال فرمایا اور قبرِ انور جنت البقیع قبرستان میں ہے۔

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نہایت معزز اور سخی خاتون تھیں۔ پہلے ان کا نکاح مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن جحش سے ہوا۔ وہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳ھ میں ان سے نکاح فرمایا۔ آپ غریبوں اور مسکینوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ اس لئے آپ کا لقب "ام المساکین" مشہور تھا لیکن جب حضور علیہ السلام کے نکاح میں آئیں تو اب آپ کا لقب تبدیل ہو گیا اور آپ "ام المومنین" کہلانے لگیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکے ساتھ بہت خوش رہا کرتے تھے مگر حضور سے نکاح کے بعد آپ صرف تین چار مہینے زندہ رہیں اور ماہ ربیع الاوّل ۴ھ میں مدینہ شریف میں آپ کا انتقال ہو گیا اور دیگر ازواجِ مطہرات کے ساتھ مدینہ شریف کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں سپردِ خاک کی گئیں۔

حضرت اُمِّ سلمٰی رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت اُمِّ سلمٰی رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا اصل نام "ہند" ہے اور اُمِّ سلمٰی آپ کی کنیت ہے اور آپ کنیت کے ساتھ ہی زیادہ مشہور ہیں۔ ان کا نکاح پہلے عبداللہ بن اسد سے ہوا۔ مدینہ شریف میں رہنے لگے۔ چند بچے بھی ہوئے۔ قدرتِ خداوندی سے عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ اب حضرت اُم سلمٰی بہت پریشان رہنے لگیں کیونکہ چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ بیوگی کی زندگی گزارنا مشکل ہو گیا۔ اُن کی یہ پریشانی دیکھ کر رحمۃ للعلمین صلّی اللہ علیہ وسلم نے انکے ساتھ نکاح فرمالیا اور بچوں کو اپنی کفالت میں لے لیا اور آپ اسطرح اُمّ المومنین بن گئیں۔ آخر چوراسی ۸۴ سال کی عمر مبارک میں آپ کا وصال پاک ہوا اور جنت البقیع قبرستان ہی میں آپ کو دفن کیا گیا (رضی اللہ تعالیٰ عنھن اجمعین)

خاتمہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور آپ کی اولاد مقدس کے اسمائے گرامی مختصر تعارف کے ساتھ مندرجہ بالا سطور میں تحریر کیئے گئے ہیں۔ ہر مسلمان کا اپنے پیارے نبی کی آل و ازواج سے کما حقہ واقف ہونا لازمی و ضروری ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ہم ان مقدس نفوس قدسیہ کے حالات و واقعات کو نہ صرف خود ذہن نشین رکھیں بلکہ دوسروں تک بھی پہنچائیں اس لئے ہماری طرف سے تمام اداروں و انجمنوں کو رسالہ ہٰذا شائع کرنے کی عام اجازت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال

خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال

یکم مارچ ۱۹۹۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف صاحب اختر

خانیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

تمہید ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اس ظلمتکدۂ عالم میں اللہ کے محبوب بن کر رونق افروز ہوئے۔

آپ کے سلسلہ نسب میں کوئی بھی ہستی نچلے درجے کی نہیں ہے بلکہ آپ کے سلسلہ نسب میں سب کے سب پاک اور اعلیٰ لوگ شامل ہیں۔

ایک حدیث پاک میں خود آپ کا ارشادِ گرامی ہے کہ میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک پیٹوں میں منتقل ہوتا آیا ہوں۔

اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ۔ (الآیۃ)

کہ آپ کے سلسلہ نسب میں سب کے سب

لوگ ساجدین (یعنی رب کو سجدہ کرنے والے) ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلۂ نسب میں "معد" تک تمام مؤرخین کا اتفاق ہے اور اس سے آگے حضرت اسماعیل علیہ السلام تک کتنی پشتیں اور ہیں اس کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔

آپ کا متفقہ شجرہ نسب معد تک ہی ہے لہذا ذیل میں آپ کا متفقہ سلسلۂ نسب ہی تحریر کیا جاتا ہے۔

(۱) **حضرت عبداللہ** ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کا نام "حضرت عبداللہ" ہے۔ آپ بہت خوبصورت نوجوان تھے اور جب آپ نور محمدی کے امانت دار بنے تو آپ کے حسن میں مزید اضافہ ہو گیا۔

آپ کی شادی سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی جو خاندان قریش میں اشرف و اعلیٰ خاتون تھیں۔ ان کے ہاں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

باسعادت ہوئی مگر آپ کے والد حضرت عبداللہ آپ کی پیدائش سے دو ماہ پہلے ہی وفات پا گئے۔

اسی لئے آپ کو "دریتیم" کے لقب سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(۲) حضرت عبدالمطلب آپ حضرت عبداللہ کے والد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا محترم ہیں۔

آپ کی نسبت سے ہی حضور علیہ السلام کو "مطلبی" کہا جاتا ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ اُن کی پشت سے ایک چاندی کی زنجیر نکلی ہے جس کا ایک سرا آسمان میں اور دوسرا زمین میں ہے اور وہ زنجیر مشرق سے لیکر مغرب تک پھیلی ہوئی ہے۔

آپ نے جب ایک نجومی سے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو اس نے بتایا کہ آپ کی پشت سے ایک ایسی ہستی ظاہر ہو گی جس کی

مشرق و مغرب اور آسمان و زمین والے سب اطاعت کریں گے

چنانچہ حضور علیہ السلام کی ولادت کے بعد حضرت عبد المطلب نے آپ کی بڑی الفت و چاہت سے پرورش کی اور آپ سے ہمیشہ بہت پیار کرتے رہے۔

(۳) ہاشم آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پردادا اور حضرت عبد المطلب کے والد محترم ہیں۔

آپ کی نسبت سے ہی آپکو "ہاشمی" کہا جاتا ہے۔ آپ یعنی ہاشم بہت سخی اور غریب پرور تھے اور چونکہ آپ بہت فیاضی سے کام لیا کرتے تھے اس لئے آپ کا نام ہی "فیاض" پڑ گیا تھا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے عطا کئے تھے لیکن اُن میں سے سب سے زیادہ مشہور حضرت عبد المطلب ہوئے۔

(۴) عبدِ مناف آپ ہاشم کے والدِ محترم ہیں۔ آپ حسن وجمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اور اسی لئے لوگ آپ کو "مکہ کا چاند" کہا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ بہت مہمان نواز تھے اور لوگوں کے کام کر کے بڑے خوش ہوتے تھے۔

(۵) قصیّ آپ عبدِ مناف کے والدِ محترم ہیں۔ آپ ابھی بچے تھے کہ آپ کے والدِ محترم کا انتقال ہو گیا۔

آپ اپنی ذاتی حیثیت میں بہت زیادہ شریف تھے۔
اور آپ کا خاندان بہت زیادہ معزز تھا۔
آپ کے ہاں چار بیٹے ہوئے جن میں سے عبدمناف
زیادہ مشہور ہوئے۔

کلاب (۶) آپ "قصیٰ" کے والدِ محترم ہیں۔ آپ کی بیوی کا نام فاطمہ بنت سعد ہے۔
آپ کے دوسرے بیٹے کا نام "زہرہ" تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سلسلۂ نسب کلاب کے انہی بیٹے زہرہ سے جا ملتا ہے۔

مُرّہ (۷) آپ کلاب کے والدِ محترم ہیں اور آپ کی کنیت ابو یقظہ ہے۔ آپ کے ہاں تین بیٹے ہوئے جن میں کلاب سب سے زیادہ مشہور ہوئے۔
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلۂ نسب چھٹی پشت میں آپ سے جا ملتا ہے۔

کعب (۸) آپ مرہ کے والدِ محترم ہیں اور آپ عرب کی بڑی معزز شخصیتوں میں شمار ہوتے تھے
آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت بھی فرمایا کرتے تھے
ایک دفعہ وعظ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میری اولاد

میں سے ایک نبی تشریف لائیں گے جو بڑی شان و شوکت والے ہونگے۔

آپ کے ہاں بھی تین بیٹے ہوئے جن میں مُرّہ سب سے زیادہ مشہور ہوئے۔ کعب کے ایک پوتے عدی سے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب جا ملتا ہے۔

(۹) لُوئی — آپ کعب کے والدِ محترم ہیں اور اسی نسبت سے آپ کی کنیت "ابوکعب" مشہور ہے آپ کے ایک بیٹے کا نام سامہ بھی ہے جو ایک بہت بڑے شاعر تھے۔

لُوئی کی ماں کا نام "عاتکہ" ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نانیوں اور دادیوں کے ذکر کے ضمن میں عاتکہ کا بڑے فخریہ انداز میں ذکر کیا ہے۔

(۱۰) غالب — آپ لوئی کے والدِ محترم ہیں۔ آپ کے ہاں باختلافِ روایات دو یا تین بیٹے ہوئے جن میں سے لُوئی نے بڑی شہرت پائی۔

دراصل جو جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ نسب میں آئے شہرت بھی اُنہی کے حصے میں آئی۔

(۱۱) فہر — آپ غالب کے والدِ محترم ہیں۔ بعض روایات میں آپ کا نام قریش بھی آیا ہے۔
آپ مکہ مکرمہ کے رئیس اور بہت طاقتور تھے۔ آپ کے دور میں یمن کے بادشاہ نے مکہ پر حملہ کیا اور فہر کی قیادت میں مکہ شریف کے قبیلوں نے اُس سے جنگ کی ہے اور اس کو شکست فاش دیکر قید کر لیا اور وہ تین سال تک مکہ مکرمہ میں قید رہا۔
پھر تاوان دے کر رہائی حاصل کی۔ اس فتح سے سارے عرب میں فہر کی عظمت کا سکہ بیٹھ گیا۔

(۱۲) مالک — آپ فہر کے والد محترم ہیں۔ آپ کی بیوی کا نام جندلہ ہے۔ آپ کے ہاں دو بیٹے ہوئے جن میں سے فہر زیادہ مشہور ہوئے۔
آپ کی کنیت ابو حارث تھی اور آپ کے دونوں بیٹے بہت شجاع اور بہادر تھے۔

(۱۳) نضر — یہ مالک کے والدِ محترم ہیں۔ اِن کا اصل نام قیس ہے لیکن چونکہ یہ بہت خوبصورت تھے اس لئے وہ نضر کے نام سے مشہور ہو گئے۔
نضر کا نام ہی قریش ہے۔ جو آپ کی اولاد میں ہیں وہی قریش کہلائے۔ آپ کے ایک پڑپوتے

کا نام بدر ہے۔

اسی نے بدر میں کنواں کھدوایا تھا اور اسی لئے وہ کنواں بدر کے نام سے مشہور ہوا۔

کنانہ (۱۴) آپ نضر کے والدِ محترم ہیں اور اسی وجہ سے آپ کی کنیت ابو نضر ہے۔

کنانہ کے ہاں چھ بیٹے ہوئے جن میں سے نضر سب سے زیادہ مشہور ہوئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ممتاز کیا اور حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو ممتاز فرمایا۔

اور بنو کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے ممتاز فرمایا۔

خزیمہ (۱۵) آپ کنانہ کے والدِ محترم ہیں۔ خزیمہ کے ہاں چار بیٹے ہوئے جن میں کنانہ سب سے زیادہ مشہور ہوئے۔

خزیمہ کے ایک پوتے کا نام "ودان" ہے۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شجرہ انہی "

ودان ،، سے جا ملتا ہے۔

(۱۶) مُدرکہ — آپ خزیمہ کے والد محترم ہیں۔ آپ کا اصل نام عمرو تھا۔ مُدرکہ کے معنی ہیں ،، تلاش کرنے والا ،، ایک دفعہ اُن کے اونٹ گم ہوگئے تھے۔ آخر کار بڑی مشکل سے انہوں نے اُن کو ڈھونڈ ھ ہی لیا۔ اس پر والدین نے آپ کو مُدرکہ کا لقب دیدیا جو اصل نام سے بھی زیادہ مشہور ہوگیا۔

مشہور و ممتاز صحابی حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرۂ نسب مُدرکہ کے ایک بیٹے ہذیل سے جا ملتا ہے۔

(۱۷) الیاس — آپ مُدرکہ کے والدِ محترم ہیں۔ آپ کے تین بیٹے تھے جن میں مُدرکہ سب سے زیادہ مشہور ہوئے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شجرۂ نسب الیاس کے ایک بیٹے قیس عیلان سے جا ملتا ہے۔

(۱۸) مُضر — آپ الیاس کے والدِ محترم ہیں۔ آپکو اللہ تعالیٰ نے دولت بڑی کثرت سے عطا فرمائی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ رات

کے وقت اپنے ساتھیوں سمیت سفر میں جارہے تھے کہ راستے میں اچانک چند مسافر ملے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے؟ انہوں نے کہا "ہم مُضری ہیں"۔ آپ نے فرمایا کہ میں بھی مُضری ہوں۔

(۱۹) **نزار** آپ مضر کے والدِ محترم ہیں۔ "ابو ربیعہ" آپ کی کنیت ہے۔ آپ کے چار بیٹے تھے جن میں مُضر سب سے زیادہ مشہور ہوئے۔

آپ نے اپنے ترکہ میں سے سرخ رنگ کی تمام چیزیں مثلاً سُرخ اونٹ، سُرخ خیمہ اور سُرخ دینار (یعنی سونے کی اشرفیاں) وغیرہ مضر کو دیدیں جس کے سبب آپکا نام مضر الحمرا مشہور ہوگیا۔

(۲۰) **مُعد** آپ نزار کے والدِ محترم ہیں۔ آپکو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے عطا فرمائے۔ ایک روائیت کے مطابق آپ کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو اٹھاسی سال پہلے کا ہے اور اس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور معد کے درمیان گیارہ سو اٹھاسی سال گزرے ہیں۔

ایک دوسری روائیت کے مطابق آپ بخت نصر بادشاہ کے زمانے میں تھے۔

خاتمہ تاجدارِ دو جہاں سید انس و جاں فخر کون و مکاں حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہِ نسب آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

یہ شجرہِ نسب متفق ہے اور اس میں کسی مورخ کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

خود حضور علیہ السلام نے بھی مُعد تک اپنا سلسلہِ نسب خود بیان فرمایا ہے لہذا یہ شجرہ بالاتفاق صحیح و درست ہے۔

یہاں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہِ نسب میں سب کے سب مسلمان ہیں اور ان میں معاذ اللہ کوئی بھی مشرک نہیں ہے۔

چونکہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں بھی ہیں لہذا ابراہیم علیہ السلام کے والدِ محترم بھی مسلمان و موحّد تھے اور اُن کا نام "تارخ" تھا۔ اور "آذر" آپ کے والد نہیں بلکہ چچا تھے اور یہ بُت پرست تھے۔ اور اِس پر تمام مفسرین کرام کا اتفاق ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسالہ ہٰذا کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مصنف و معاونینِ اشاعت کے لئے باعثِ نجات بنائے۔

آمین۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

یکم اپریل ۲۰۰۰ء

والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مومن ہیں

مصنف

مجاہد اہلسنت

حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب

خانیوالے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مومن ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمہید موجودہ دور میں کچھ ایسے اختلافی مسائل عوام میں رونما ہو چکے ہیں جن کی صحیح حیثیت جاننے کے لئے لوگ بے تاب نظر آتے ہیں اور اس سلسلے میں وہ جگہ جگہ سوال کرتے نظر آتے ہیں۔

ان میں سے ایک مسئلہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان کا ہے۔ کچھ لوگ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماں باپ کو مسلمان نہیں سمجھتے اور اس پر بڑا بحث و مباحثہ کرتے ہیں۔

ذیل میں اسی مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی جا رہی ہے تاکہ عوام الناس حق مسئلہ سے روشناس ہو سکیں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

قرآن سے دلائل اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پہلے سپارے میں ارشاد فرماتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل کی تو اس کے بعد انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ ہمیں ہمیشہ مسلمان رکھنا۔ پھر دعا کی وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۔

اور ہماری اولادوں سے بھی ایک جماعت ایسی پیدا فرما جو تیرے ساتھ اسلام لانے والی ہو۔ اس کے بعد دعا کی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ۔ (پ۱ سورہ بقرہ)

اے ہمارے رب انہی میں سے (یعنی جو جماعت تیرے ساتھ ایمان لانے والی ہو) مکہ والوں میں ایک رسول بھیج۔ تو ان آیات سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے اُنہی کی اولاد میں سے آئے جو رب پر ایمان لائے ہوئے تھے۔

اور حضور علیہ السلام نے خود بھی ارشاد فرمایا کہ "میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں"۔ (الحدیث)۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مسلمان ہیں۔

● اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ (پ۱۹) اور سجدہ کرنے والوں میں تیری گردشیں بدلنے کو وہ دیکھتا تھا۔ حضرت علامہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ہمیشہ ساجدوں (یعنی سجدہ کرنے والوں) سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔

اور یہ آیت کریمہ اس پر دلیل ہے کہ آپ کے سب آباؤ اجداد مسلمان تھے"۔ (اسرار التنزیل) (بحوالہ شمول الاسلام ص۶)

● اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ (الآیۃ) یعنی ہم کسی قوم کو اس وقت تک عذاب نہیں کرتے جب تک اُس کے پاس اپنا کوئی رسول نہ بھیج دیں۔

یہ آیت کریمہ واضح اعلان کر رہی ہے کہ جن لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کا کوئی رسول نہیں آیا اُن کو اللہ تعالیٰ ہرگز عذاب نہیں دے گا۔

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین بھی ایسے ہی زمانے میں گزرے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے زمانے سے سینکڑوں سال پہلے تشریف لا چکے تھے اور ان کے بعد سوائے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نبی یا رسول نہیں آیا۔

لہٰذا آپ کے والدین کے زمانے میں جب کوئی رسول آیا ہی نہیں تو پھر اُن کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ جہنمی کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟۔ (فافہم وتدبر)۔

● اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (پ ۸) یعنی اللہ خوب جانتا ہے جہاں اُس نے اپنی رسالت رکھنی ہوتی ہے

اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "آیۂ کریمہ شاہد کہ رب العزت عزوعلا سب سے زیادہ معزز و محترم موضع، وضع رسالت کیلئے انتخاب فرماتا ہے ولہٰذا کبھی کم قوموں رذیلوں میں رسالت نہ رکھی۔ پھر کفر و شرک سے زیادہ رذیل کیا شئے ہوگی۔

وہ کیونکر اس قابل کہ اللہ عزوجل نورِ رسالت اس میں ودیعت رکھے کفار محلِ غضب ولعنت ہیں اور نورِ رسالت کے واضع کو محلِ رضا ورحمت درکار" (شمول الاسلام ص ۱۸) مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے

رسالت کیلئے بہترین جگہ اور بہترین شخصیت کا انتخاب فرماتا ہے۔ اُس نے کبھی کسی نیچی یا ذلیل اور ذلیل قوم سے اپنا رسول نہیں بنایا اور کافروں ومشرکوں کی قوم تو سب سے زیادہ ذلیل ہے اُن میں اللہ تعالیٰ نورِ رسالت کو کس طرح ودیعت وامانت رکھ سکتا ہے لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نورِ پاک جن والدین کو امانت کے طور پر دیا گیا وہ کبھی سے کافر و مشرک نہیں ہو سکتے۔

حدیث سے دلائل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَنْقُلُنِیْ مِنْ اَصْلَابٍ طَیِّبَۃٍ اِلٰی اَرْحَامٍ طَاهِرَۃٍ صَافِیًا مُّهَذَّبًا ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک اور صاف ستھرے پیٹوں میں منتقل فرماتا رہا ہے۔ (دلائل النبوۃ) ۔ اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ نہ صرف آپ کے والدین بلکہ آپ کے آباء واجداد میں شامل ہر فرد مسلمان ہے۔

کیونکہ صرف مسلمان ہی پاک وصاف ہیں۔ مشرک لوگ تو ناپاک اور پلید ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری ہے۔

اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ۔ (الآیۃ) کہ بیشک مشرک لوگ ناپاک ہیں۔ لہٰذا اس حدیث پاک سے آپ کے والدین کا مومن ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

● ایک دوسری حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ یُنْقِلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الْکَرِیْمَۃِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاھِرَۃِ حَتّٰی اَخْرَجَنِیْ بَیْنَ اَبَوَیَّ۔" (کتاب الشفاء)

یعنی مجھے اللہ تعالیٰ ہمیشہ معزز پشتوں سے پاک شکموں میں منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔ یہ حدیث بھی آپ کے والدین کریمین کے مومن ہونے کی واضح دلیل ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں۔

● ایک اور حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ مَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَیْنِ اِلَّا جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِیْ خَیْرِھِمَا فَاُخْرِجْتُ مِنْ بَیْنِ اَبَوَیْنِ فَلَمْ یُصِبْنِیْ شَیْءٌ مِّنْ عَھْدِ الْجَاھِلِیَّۃِ وَخَرَجْتُ مِنْ نِّکَاحٍ وَلَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ حَتّٰی انْتَھَیْتُ اِلٰی اَبِیْ وَاُمِّیْ فَاَنَا خَیْرُکُمْ نَفْسًا وَّخَیْرُکُمْ اَبًا۔" (دلائل النبوۃ للبیہقی)

ترجمہ: جب بھی لوگوں کے دو گروہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بہتر گروہ میں رکھا۔ تو میں اپنے ماں باپ سے اس طرح پیدا ہوا کہ زمانہ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہیں پہنچی۔

اور میں خالص نکاح سے پیدا ہوا آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے والدین تک۔ پس میں اپنی ذات کے لحاظ سے تم سب سے افضل ہوں اور میرے ماں باپ بھی تم سب کے آباؤ اجداد سے بہتر ہیں۔"

اس حدیث پاک کے آخر میں تو واضح طور پر "اَبًا" کا لفظ موجود ہے

جس کا معنیٰ "باپ" ہے۔ اور حضور علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ میری طرح میرے باپ بھی تم سے افضل ہیں۔

تو آپ کے والدین افضل اُسی وقت ہو سکتے ہیں جب وہ مومن ہوں۔ اگر معاذ اللہ وہ مومن نہ ہوں بلکہ بقولِ بعضے کافر ہوں تو بھلا کوئی کافر کیسے افضل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اِس حدیث سے بھی آپ کے والدین کا مومن ہونا ثابت ہو گیا۔

● حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے

اِنَّ اللّٰہَ اَبٰی لِیْ اَنْ تَزَوَّجَ اَوْاُزَوِّجَ اِلَّا اَھْلَ الْجَنَّۃِ۔ (الجامع الصغیر)

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں نہ مانا کہ میں نکاح میں لانے یا دینے کا معاملہ جنتیوں کے سوا کسی اور سے کروں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں کہ کوئی کافرہ عورت حضور علیہ السلام کے نکاح میں آئے۔ اگر یہ پسند نہیں تو آپ کے نورِ پاک کو کسی کافرہ عورت کے بطن میں رہنے کو اللہ تعالیٰ کس طرح پسند کر سکتا ہے۔ اس سے بھی آپ کی والدہ محترمہ کا مومنہ اور جنتی ہونا ثابت ہوا۔

بزرگوں کے اقوال

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کسی مسلمان کی طرف گناہِ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو۔" (احیاء العلوم)

جب کسی مسلمان کی جانب گناہِ کبیرہ کو منسوب کرنا جائز نہیں تو

حضور علیہ السلام کی طرف یہ منسوب کرنا کہ آپ معاذ اللہ ایسے والدین کے فرزند ہیں جو مسلمان ہی نہیں بھلا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تو جنت میں جائیں اور جن کے طفیل غلاموں کو جنت ملی خود ان کے اپنے والدین جہنم میں جائیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

• حضرت امام ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "لَمْ تُرْضِعْهُ مُرْضِعَةٌ اِلَّا اَسْلَمَتْ۔ (انوار محمدیہ)۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنتی عورتوں نے دودھ پلایا اور وہ سب کی سب اسلام لائیں ہے۔

ذرا غور فرمائیں کہ جن عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ان کو تو مسلمان ہونے کی سعادت حاصل ہو جائے اور جس پاک و مقدس بی بی کے بطنِ اطہر میں آپ رہے ہوں وہ مسلمان نہ ہو۔ یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے۔ (فافہم وتدبر)۔

• حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "اِنَّ اَبَوَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاجِيَانِ مَحْكُوْمٌ لَهُمَا بِالنَّجَاةِ فِي الْاٰخِرَةِ۔ (الدرج المنیفہ۔ بحوالہ شمول اسلام ص ۳۶)۔

یعنی بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین نجات پانے والے (جنتی) ہیں اور آخرت میں نجات پانے والے ہیں"

ایک سوال کا جواب بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السّلام کے آباء و اجداد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی شامل ہیں اور اُن کے باپ کا نام آزر تھا جو بُت پرست تھا تو یہ کہنا حضور علیہ السلام کے سلسلہ نسب میں سب کے سب مومن ہیں صحیح نہیں اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ کے سلسلہ نسب میں ایک بھی کافر یا مشرک نہیں ہے اور آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں بلکہ چچا تھا۔ آپ کے والد کا نام تارخ تھا۔

چنانچہ امام ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اِنَّ اَبَا اِبْرَاهِیْمَ لَمْ یَکُنْ اِسْمُهٗ اٰزَرَ اِنَّمَا کَانَ تَارِخُ۔

یعنی بیشک ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہیں بلکہ تارخ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ وابن المنذر وابن ابی حاتم صحیح طرق کے ساتھ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ لَیْسَ اٰزَرُ اَبَا اِبْرَاهِیْمَ۔

یعنی آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں۔ امام ابن المنذر صحیح سند کے ساتھ حضرت جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ لَیْسَ اٰزَرُ بِاَبِیْهِ اِنَّمَا هُوَ اِبْرَاهِیْمُ اِبْنُ تَارِخ۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر نہیں بلکہ تارخ ہے۔

امام ابن ابی حاتم صحیح سند کے ساتھ حضرت سُدّی سے روائیت کرتے ہیں۔

اِنَّہٗ قِیْلَ لَہٗ اِسْمُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ اٰزَرَ فَقَالَ بَلْ اِسْمُہٗ تَارِخْ۔

ان سے کہا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر ہے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ نہیں۔ بلکہ تارخ ہے۔

(یہ تمام حوالے الذکرالحسین ص۴۲ سے ماخوذ ہیں)

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے اور آزر آپ کا چچا تھا اور وہی بُت پرست تھا۔

آپ کے والد ہرگز بُت پرست نہیں تھے لہذا ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں سب کے سب مسلمان ہیں۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ قرآن پاک میں ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ۔ جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا۔ اِلیٰ اٰخِرِہٖ

اس آئیت میں ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر بتایا گیا ہے کیونکہ یہاں پر لفظ اَبٌ موجود ہے جس کا معنی باپ ہے۔ تو قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیم

کے والد کا نام آزر تھا۔

تو اس کے جواب میں گزارش ہے کہ عربی زبان میں لفظ "اَبٌ" باپ اور چچا دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس کی دلیل قرآن میں موجود ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ (پ اسورہ بقرہ)

ترجمہ:۔ جب یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟

انہوں نے کہا کہ ہم تمہارے اور تمہارے آباء (یعنی باپ دادوں) ابراہیم اسمٰعیل اور اسحاق کے خدا کی عبادت کریں گے۔

اس آئیت کریمہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء (جو اَبٌ کی جمع ہے) میں ذکر کیا گیا ہے حالانکہ وہ حضرت یعقوب کے چچا تھے۔

تو معلوم ہوا کہ عربی زبان میں چچا کے لیے بھی کبھی کبھی اَبٌ کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو معترض نے سوال میں جو آئیت کریمہ پیش کی ہے وہاں بھی اَبٌ سے مراد چچا آزر ہے۔

اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا۔ اِنَّ اَبِيْ وَاَبَاكَ فِي النَّارِ۔ مخالفین نے

اس حدیث کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بیشک میرا اور تیرا باپ جہنم میں ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔

حالانکہ یہاں بھی اَبٌ کا معنی چچا ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا چچا ابو طالب جہنم میں ہے۔ یہاں بھی والد ہرگز مراد نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ اس سلسلے میں معترضین کے سوالات ان کی قرآن اور عربی زبان سے ناواقفیت پر مبنی ہیں اور بالکل بے سروپا ہیں۔

حرفِ آخر مذکورہ بالا سطور میں قرآن و حدیث اور اقوالِ بزرگانِ دین سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا مومن و ناجی ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

تعجب ہے اُن لوگوں پر جو اپنے والدین کے خلاف بات تک سُننا گوارا نہیں کرتے اور حضور علیہ السلام کے والدین پر طعن کرتے ہیں۔

اپنے والدین کی عزت کرتے ہیں اور حضور کے والدین کی بے حرمتی کرتے ہیں اور اپنے والدین کو معزز بتاتے ہیں اور حضور کے والدین کو معاذ اللہ کافر بتاتے ہیں۔ (استغفر اللہ العظیم)۔

ہم ایسے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے مذکورہ بالا دلائل کا بغور مطالعہ فرمائیں اور راہِ راست پر آجائیں۔
اگر ان کے پاس اس سلسلے میں کچھ دلائل ہوں تو ہمیں بھجوائیں۔

وہ ہمیں جواب دینے کیلئے ہر وقت تیار پائیں گے۔
آخر میں بارگاہِ خداوندی میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور گمراہی کے راستے سے بچائے آمین

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔

تحریر کنندہ

مُحمّد حَنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

یکم مارچ ۲۰۰۲ء

ثنائے حبیبِ خدا ﷺ

اور نعت خواں حضرات

مصنف مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّيۡ عَلٰي رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ ۝

تمہید

سید المرسلین خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت وثناء جو اشعار و نظم کی صورت میں کی جائے اسے "نعت شریف" کہتے ہیں۔ نعت شریف کا لکھنا اور پڑھنا بہت ہی خوب اور باعث برکت ہے اور اللہ تعالٰی کی رحمتوں کے حصول کا سبب ہے۔ نعت خوانی کا سلسلہ صحابہ کرام کے دور سے شروع ہوا اور آج تک جاری ہے اور ہمیشہ جاری وساری رہے گا۔ یہ اعزاز جس کسی کو حاصل ہو جائے وہ بڑا خوش نصیب ہے اور دوسرے لوگ اس کے مقدر پر ناز کرتے ہیں شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے منبر پر جلوہ افروز ہو کر آپ کی نعت شریف پڑھا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نعت سنا کرتے تھے اور حضرت حسان کے حق میں دعا فرمایا کرتے تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ نعت پڑھنا حضرت حسان بن ثابت کی سنت ہے اور نعت سننا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

نعت کے آداب

موجودہ دور میں نعت شریف کا کما حقہ احترام نہیں کیا جارہا اور نہ ہی نعت خواں حضرت اس منصب کے وقار کو کما حقہ اہمیت دیتے ہیں علمائے کرام نے لکھا ہے کہ نعت شریف کے لئے مندرجہ ذیل آداب کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔(1) نعت خواں باشرع، باریش اور نماز روزے کا پابند ہو آج کل اکثر داڑھی منڈے نعت پڑھتے نظر آتے ہیں ایسے افراد سے نعت شریف نہیں پڑھوانی چاہیے بلکہ ان کو سٹیج کے نزدیک بھی نہیں آنے دینا چاہیے۔(2) نعت خواں صحیح العقیدہ سنی بریلوی ہو اور دینی تعلیم رکھتا ہو۔(3) وہ دوران نعت ہاتھ پاؤں ہلا کر ایکٹنگ نہ کرتا ہو اور نعت پڑھتے ہوئے گلوکار محسوس نہ ہو۔ بلکہ وہ عاجزی وانکساری سے سر جھکا کر نعت شریف پڑھے۔(4) نعت کے شعر یا مصرعہ میں کوئی لفظ ایسا نہ ہو جس سے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی توہین کا پہلو نکلتا ہو۔(5) نعت شریف کو گانے کی طرز پر پڑھنا بالکل جائز نہیں اس سے ہر نعت خواں کو ہر ممکن طور پر بچنا چاہیے۔(6) نعت کی محفل ہمیشہ مختصر ہونی چاہیے تاکہ صبح کی نماز بروقت باجماعت ادا کی جاسکی۔(7) محفل نعت میں نعت خوانوں پر نوٹ نچھاور کرنے سے گریز کیا جائے یہ طرز عمل انتہائی غلط، لغو اور ناپسندیدہ ہے۔(8) ہر محفل نعت میں کسی ایک مستند عالم دین کو ضرور مدعو

کیا جائے تا کہ وہ نعت میں شامل غلط اشعار کی بر موقع اصلاح کر سکیں۔ نعت شریف کے یہ آداب ہر سنی بریلوی کو ملحوظ رکھنے چاہئیں۔

گانے کی طرز پر نعت

تمام علمائے کرام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ گانے طرز پر نعت شریف پڑھنا ممنوع و مکروہ اور ناجائز ہے آج کل اکثر نعت کی مطبوعہ کتابوں میں بعض نعتیں ایسی ہوتی ہیں جن پر "بطرز فلاں گانا" لکھا ہوتا ہے۔ یہ قطعی طور پر جائز نہیں اس سے تمام نعت خواں حضرات کو ہر ممکن طور پر بچنا چاہئے۔ "فتاوی عالمگیری" میں ہے کہ "**تلحین** یعنی اس طرح گا کر اذان پڑھنا کہ اس سے کلمات میں تغیر و تبدل واقع ہو مکروہ ہے۔

اسی طرح "مراقی الفلاح" میں ہے "**وَيُكْرَهُ التَّلحِيْن وَهُوَ التَّطرِيْب وَالْخطَاءُ فِيْ الْاَ عْرَابِ**"۔ یعنی اس طرح خوش گلوئی سے اذان پڑھنا اور گلے بازی کا مظاہرہ کرنا کہ اعراب میں غلطی واقع ہو مکروہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اذان پڑھتے ہوئے گا کر ایسی آواز نکالنا کہ اس سے اذان کے کلمات، حرکات اور سکنات کی کیفیات تبدیل ہو جائیں اور بعض حروف میں کمی یا زیادتی پیدا ہو جائے تو اس طرح اذان پڑھنا جائز نہیں۔ کیونکہ اس میں فساق کے فعل سے مشابہت پائی جاتی ہے کیونکہ وہ بھی گناہ کی حالت میں اسی

طرح ترنم اور خوش گلی سے گاتے ہیں۔ نیز "فتاویٰ قاضی خان" میں ہے۔ **انما یکرہ ذلک فیما کان من الاذکار۔** (یعنی اذان کے علاوہ) اسی طرح دیگر اذکار (مثلاً حمد ونعت وغیرہ) گا کر پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ ثابت ہوا کہ اذان میں ایسی خوش گلوئی اور طرز ولہجہ (جو گانے کی طرز پر ہو) مکروہ ہے اور جب اذان میں مکروہ ہے تو لامحالہ حمد ونعت میں بھی مکروہ وممنوع ہے کیونکہ وہ بھی اللہ ورسول کا ذکر ہے اور یہ بھی اللہ ورسول کا ہی ذکر ہے۔

دف کے ساتھ نعت

اسی طرح دف کے ساتھ نعت شریف کا پڑھنا اور سننا دونوں ناجائز اور حرام ہیں اور اس سلسلے میں "دارالافتاء بریلی شریف" کا باقاعدہ فتویٰ موجود ہے جو مندرجہ ذیل ہے (الاستفتاء)۔ میرے پاس ایک فتویٰ کراچی سے عزیز محترم مولانا عبدالعزیز حنفی کا لکھا ہوا تصدیق کے لیے بھیجا گیا۔ مصروفیات اور مسلسل سفر کی وجہ سے بروقت اس فتویٰ کی تصدیق کرنے سے قاصر رہا۔ فتویٰ ایک کیسٹ سے متعلق ہے جس میں ذکر ہے کہ آواز اس طرح سنائی دیتی ہے جیسے دف کے ساتھ ذکر ہو رہا ہے۔ لیکن سوال میں مرقوم ہے اور زبانی طور پر بھی معلوم ہوا کہ ذکر کرنے والوں نے دف کا استعمال نہیں کیا بلکہ وہ منہ سے ایسی آواز

نکالتے ہیں جو دف کے مشابہ ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ چونکہ قابل غور تھا اس لئے لوگوں سے کیسٹ منگوا کر سنا۔ واقعتاً وہ آواز مشابہ دف معلوم ہوتی ہے۔ دف آلات لہو ولعب میں سے ہے جس کا استعمال اغلب احوال میں لہو ولعب کے لئے ہوتا ہے۔ لہٰذا دف کے استعمال کی شرعاً اجازت نہیں۔ دف بغیر جلاجل کی اباحت بعض احادیث سے مثلاً "**اعلنوا هذا النکاح واضربوا بالدفوف**" سے معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ **اذا اجتمع الحلال والحرام رجع الحرام**۔ بنابریں ترجیح جانب حرمت کو ہے کہ مؤید سرکار ابد قرار ﷺ کی احادیث شریفہ ہیں۔ مثلاً **امرت بمحق المعارف بعثنی ربی عزوجل بمحق المعارف وغیرهما** قطع نظر اس کے کہ حدیث مذکور **اعلنوا هذا النکاح**۔ اجازت استعمال دف کی بغرض اعلان مفہوم ہوتی ہے۔ یہی لیا جائے کہ بعض احوال میں ملاہی کی اجازت ہے مگر اس زمانے میں جب کہ لوگ صحیح نیت سے قاصر اور احکام شرع سے غافل اور لہو ولعب میں منہمک ہیں سبیل اطلاق منع ہے۔ یہ تو دف وغیرہ آلات لہو کے بارے میں تھا۔ جو آواز ان آلات لہو کے مشابہہ کسی طرح سے پیدا کی جائے اس کا بھی وہی حکم ہے جو ان آلات لہو سے نکلنے والی آوازوں کا ہے۔ اس کی نظیر گراموفون وغیرہ آلات سے

نکلنے والی ان آوازوں کا حکم ہے جو قطعاً ان آلات لہو سے نکلنے والی آوازیں تو نہیں ہیں لیکن بلاشبہ آوازیں ان آلات لہو کے آوازوں کی کاپیاں ہیں۔ لہٰذا گراموفون وغیرہ میں ان ملاہی کی آوازیں بھرنا اور انہیں سننا حرام ہے۔ جسطرح ان ملاہی کا استعمال سننے سنانے کے لئے حرام ہے اسی طرح سیٹی ایک مخصوص آواز نکالنے کا آلہ ہے۔ اس جیسی آواز اگر منہ سے نکالی جائے تو یہ بالعموم طریقہ فساق ہے اور ناجائز ہے۔ لہٰذا مندرجہ بالا امور سے روشن ہے کہ دف جیسی آواز نکالنا اگرچہ بغیر استعمال دف ہونا جائز ہے اور اگر یہ قصداً ہے تو یہ تلہی ہے اور تلہی مطلقاً حرام ہے اور اگر ایسی آواز منہ سے بلاقصد نکلتی ہے تو یہ صورت لہو کے مشابہہ ہے لہٰذا اس سے بھی گریز کرنا چاہیئے۔ خصوصاً ذکرونعت میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ قصد لہو اور صورت لہو دونوں سے پرہیز کیا جائے۔ دف کے استعمال کی رخصت نظر بہ بعض احادیث سے ثابت بھی ہے تو وہ ان اشعار میں ہے جن کا تعلق ذکرونعت سے نہیں۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ حضورﷺ کی اجازت سے حضورﷺ کی خدمت میں جب ایک گانے والی نے دف بجایا اور منجملہ اشعار کے یہ مصرعہ بھی پڑھا۔ **وفینا نبی یعلم مافی غد** ۔ تو حضورﷺ نے فرمایا۔ **قولی ماکنت تقولین** ۔ یہ رہنے دو اور جو پڑھ رہی تھی وہی پڑھتی رہو۔ کہ صورت لہو پر نعت شریف پڑھنا شایان شان نہ

تھا۔اب حکم مسئلہ صاف ہو گیا اور وہ یہ کہ ایسی آواز جو دف وغیرہ کے مشابہ ہو منہ سے نکالنا جائز نہیں کہ یہ طریق فساق ہے اور ذکر وغیرہ میں اشد ناجائز ہے۔**واللہ تعالیٰ اعلم ۔قالہ بفمہ وامر برقمہ** ۔(فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری) (بریلی) ☆ غناو آواز مزامیر بہ انداز مزامیر ناجائز ہے نعت شریف میں اور خاص اسم جلالت کے ساتھ انداز صورت مزامیر اختیار کرنے میں نوع اہانت بھی ہے۔اس لئے اس کا عدم جواز شدید ہے اگرچہ نیت خیر ہو۔فالجواب صحیح وھو تعالیٰ اعلم۔(فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہ) الجواب صحیح وھو تعالیٰ اعلم۔خواجہ محمد مظفر حسین قادری رضوی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف۔محمد کمال مرکزی دارالافتاء بریلی شریف قاری محمد عبدالرحیم بستوی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف۔(فتویٰ منقول از ماہنامہ معراج انسانیت لاہور جولائی 2006ء ص59) مذکورہ بالا فتویٰ اس قدر مفصل ومدلل ہے کہ اس پر مزید تبصرے کی گنجائش نہیں اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ دف کے ساتھ نعت خوانی ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

ذکر کے ساتھ نعت

نیز آج کل ذکر کے ساتھ نعت خوانی اس طرح بھی ہو رہی ہے کہ سننے والا یوں محسوس کرتا ہے جیسے موسیقی کے ساتھ نعت شریف پڑھی

جارہی ہے کیونکہ اس میں "ایکو ساؤنڈ" کا کمال بھی شامل ہوتا ہے اس قسم کی نعت خوانی میں علمائے کرام کا اختلاف ہے بعض اس کو جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز کہتے ہیں لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے بھی پرہیز کیا جائے۔ مذکورہ بالا بریلی شریف کے فتویٰ میں یہ بھی لکھا ہوا ہے

کہ **اذا اجتمع الحلال و الحرام رجع الحرام**

یعنی وہاں بچنا اور پرہیز کرنا افضل ہے لہٰذا مروجہ ذکر والی نعت سے جہاں تک ہو سکے پرہیز کیا جائے۔ نیز ذکر والی نعت کو زیادہ سے زیادہ مستحب قرار دیا جائے گا اور اگر کسی مستحب کام سے مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا ہوتا ہو لڑائی جھگڑے کا خطرہ ہو آپس میں ناراضگی ہونے کا اندیشہ ہو اور لوگوں میں بدظنی پھیلتی ہو تو اس صورت میں اس مستحب کام کو چھوڑنا ہی بہتر ہے اور امام اہلسنت اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی فتویٰ ہے جو ("فتاویٰ رضویہ جلد اول") میں درج ہے لہٰذا اس لحاظ سے بھی ذکر والی نعت سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے اور کسی بھی مفتی صاحب نے مروجہ ذکر والی نعت کو آج تک نہ واجب کہا ہے اور نہ ہی کوئی آئندہ کہہ سکتا ہے زیادہ سے زیادہ اس کو مستحب ہی قرار دیا جائے گا لیکن فتنے کے خوف سے اس سے بچنا ہی افضل قرار دیا جائے گا کاش کہ تمام نعت خواں حضرات موسیقی، دف، اور ذکر کو چھوڑ کر نعت خوانی کا وہی پرانا اور متفقہ انداز اپنائیں اور خود ہی

بھی محظوظ ہوں اور تمام لوگوں کو بھی مسرور محظوظ کریں۔ نہ اس سے کوئی فتویٰ لگے گا اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی فتنہ پھیلے گا۔ (کاش کہ ایسا ہو جائے)۔

نعت میں اصلاح طلب الفاظ

حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں نذرانہ نعت شریف پیش کرنا بہت بڑی سعادت ہے لیکن نعت شریف میں ایسے عامیانہ الفاظ استعمال کرنا جو آپ کے شایان نہ ہوں ہرگز جائز نہیں یا ایسے الفاظ جن کا مفہوم و معنی درست نہ ہو ان سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ مثال کے طور پر بعض نعت خواں حضرات یہ شعر اکثر پڑھتے ہیں۔

لا الہ کی بولی بول — الا اللہ سے گرہ کھول

اللہ ہو سے قلب جگائے جا

لا الہ کا معنی ہے "نہیں کوئی معبود" گویا شاعر اس شعر میں کہہ رہا ہے کہ "نہیں کوئی معبود والی بولی بول" حالانکہ یہ دہریوں کا عقیدہ ہے کہ "کوئی خدا اور معبود نہیں" تو ترجمہ کے لحاظ سے شعر غلط ہے تو اس کو ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے۔

☆ کچھ نعت خواں حضرات یہ شعر پڑھتے ہیں۔

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

اس شعر میں حضور نبی کریم ﷺ کا معراج شریف میں لوح وقلم تک پہنچنے کا ذکر غلط ہے کیونکہ آپ معراج کی رات لوح وقلم سے آگے لامکاں پر تشریف لے گئے تھے لہٰذا نعت خواں اگر اس شعر کو پڑھنا چاہیں تو اس طرح پڑھیں۔

تیری معراج کہ تو جانے کہاں تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

☆ ایک مشہور نعت شریف کا شعر ہے۔

شاہِ مدینہ یثرب کے والی
سارے نبی تیرے در کے سوالی

اس شعر میں لفظ یثرب بالکل غلط اور ناجائز ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدینہ شریف میں تشریف لانے سے پہلے اس شہر کا نام "یثرب" تھا۔ یثرب کا معنیٰ ہے۔ "بیماریوں کا گھر"۔ مگر آپ نے آکر اس کا نام "مدینہ منورہ" رکھا اور فرمایا کہ آج کے بعد اگر کوئی اس کو یثرب کہے تو اس کو چاہیئے کہ اس کی تلافی کے طور پر دس مرتبہ مدینہ کہے۔ لہٰذا اس شعر کو یوں پڑھنا چاہیئے۔

شاہِ مدینہ طیبہ کے والی سارے نبی تیرے در کے سوالی

☆ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفےٰ رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مشہور و معروف نعت ہے "تو شمع رسالت ہے عالم تیرا پروانہ" اس نعت میں بعض نعت خواں ایک شعر کا اپنی طرف سے اضافہ کرتے ہیں۔ یہ شعر مفتی اعظم ہند کا نہیں نہ جانے کس کا لکھا ہوا ہے۔ شعر یہ ہے۔

کیوں آنکھ ملائی کیوں آنکھ لگائی تھی
اب رخ کو چھپا بیٹھے کر کے مجھے دیوانہ

اس شعر میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں یہ کہنا کہ آپ نے مجھ سے کیوں "آنکھ ملائی اور آنکھ لگائی" یہ الفاظ ادب کے سراسر خلاف ہیں کیونکہ یہ الفاظ اکثر دنیا میں مجازی عشق کے لئے استعمال ہوتے ہیں لہٰذا اس شعر کو پڑھنے سے گریز کیا جائے اس لئے اعلحضرت امام اہلسنت حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "نعت لکھنا ایسے ہے جیسے ننگی تلوار پر چلنا" کیونکہ کہیں بھی جا کر اگر شان مصطفےٰ میں ذرہ بھر بھی کمی ہو گئی تو ایسی نعت باعث وبال بن جائے گی۔

حرف آخر

مذکورہ بالا سطور میں ''ثنائے حبیب خدا ﷺ'' سے متعلق چند اہم امور سپرد قلم کئے گئے ہیں یہ جو کچھ لکھا گیا ہے محض اخلاص واصلاح کے جذبے کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس سے مقصود کسی نعت خواں پر تنقید نہیں اور نہ ہی ذاتی طور نعت خواں حضرات کو نشانہ بنانا مقصود ہے اس تحریر کی روشنی میں ہر نعت خواں کو اپنی اپنی اصلاح کرنی چاہیے اور کوئی بھی نعت مجمع عام میں پڑھنے سے پہلے کسی مستند عالم دین کو دکھلا لینی چاہیے اس میں اگر کوئی غلط لفظ ہو تو اس کی اصلاح کرا لینی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت والے دن اللہ و رسول کی بارگاہ میں اس کا جواب دینا پڑے۔

؎ آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) **وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝**

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال

یکم نومبر 2006ء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں

مصنف

مجاہد اہلسنت

حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تمہید حضور اکرم نور مجسم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں اللہ کے محبوب اور آخری نبی بن کر تشریف لائے۔ آپ اگرچہ بشری لباس میں آئے مگر اس کے باوجود آپ کے نور ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ بعض لوگ اس امر کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو بشر ہو وہ نور نہیں ہو سکتا۔

حالانکہ اگر تحقیقی نظر سے دیکھا جائے تو بشر اور نور کوئی متضاد چیزیں نہیں ہیں بلکہ نور کی ضد اور نقیض ظلمت ہے۔ یعنی نور اور اندھیرا تو ایک دوسرے کی ضد ہیں اور یہ دونوں ایک جگہ پر اکٹھے نہیں ہو سکتے کیونکہ اجتماع نقیضین محال ہے۔ لیکن نور اور بشر چونکہ ایک دوسرے کی ضد نہیں لہٰذا یہ ایک جگہ پر یا ایک شخصیت میں جمع ہو سکتے ہیں۔

یہ ایک ایسی عام فہم بات ہے جو بچہ بھی سمجھ جائے گا لیکن بڑے بڑے علامہ کہلانے والوں کی سمجھ میں یہ بات آج تک نہیں آئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سراپا نور ہونے کے متعلق بے شمار دلائل موجود ہیں۔ ہم تحریر کر رہے ہیں اور آخر میں اس سلسلے میں مخالفین کے تمام سوالوں کے جوابات بھی تحریر کریں گے تاکہ اس موضوع کا کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل نہ رہے۔

قرآن سے ثبوت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (پ ۶ سورۃ المائدہ) بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور ایک روشن کتاب آئی۔ اس آیت کریمہ میں وارد شدہ لفظ "نور" سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات

پاک اور کتاب مبین سے مراد قرآن پاک ہے۔ چونکہ مذکورہ آیت کریمہ میں نور معطوف علیہ اور کتاب مبین معطوف ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت ہوتی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ نور اور کتاب مبین دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہوں۔ جیسے۔ جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَّ عَمْرٌو۔ میرے پاس زید اور عمر آئے۔
اس مثال میں بھی زید اور عمر کے درمیان واؤ عاطفہ موجود ہے۔ تو جس طرح زید اور عمر دو علیحدہ علیحدہ شخص ہیں اسی طرح نور اور کتاب مبین بھی دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مفسرین کرام نے نور سے حضور علیہ السلام کی ذات پاک کو اور کتاب مبین سے قرآن پاک مراد لیا ہے۔

○ چنانچہ حضرت علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قد جاءکم من اللہ نور عظیم وھو نور الانوار والنبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۸۷) یعنی بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور عظیم آیا اور وہ نور انوار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

○ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قد جاءکم من اللہ نور ھو النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تفسیر جلالین صفحہ ۹۷) تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور وہ نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

○ حضرت علامہ علاؤ الدین علی بن محمد المعروف بالخازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قد جاءکم من اللہ نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم انما سماہ اللہ نورا لانہ یھتدی بہ کما یھتدی بالنور فی الظلام
(تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۴۱۷)۔

یعنی بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور اس لئے رکھا

کہ آپ کی نورانیت سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے جیساکہ تاریکیوں میں نور سے راہ پائی جاتی ہے۔

○ حضرت علامہ ابی محمد الحسین الفرا البغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
قد جاءکم من اللہ نور۔ (تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ صـ۲۳) بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

○ حضرت علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد النسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
والنور محمد علیہ السلام لانہ یھتدی بہ کما سمی سراجا۔
(تفسیر مدارک جلد اول صـ۲۱۴) ۔ یعنی نور سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کیونکہ آپ کی نورانیت سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے جیساکہ آپ کو (قرآن پاک میں) سراج منیر بھی کہا گیا ہے۔

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ قد جاءکم من اللہ نور یعنی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تفسیر ابن عباس جلد اول صـ۷۲)۔
بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

○ حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ان المراد بالنور محمد وبالکتاب القرآن۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ صـ۳۹۵) ۔ تحقیق نور سے مراد حضور علیہ السلام اور کتاب سے مراد قرآن پاک ہے۔

○ حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قیل المراد بالاول ھو الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وبالثانی القرآن۔ (تفسیر روح البیان جلد اول صـ۵۴۸) ۔ کہا گیا ہے کہ اول یعنی نور سے مراد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ثانی یعنی کتابِ مبین سے مراد قرآن پاک ہے۔

○ حضرت علامہ ابوالفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قد سماه الله تعالى في القرآن نورا و سراجا منيرا فقال تعالى قد جاءكم من الله نور و كتاب مبين و قال تعالى انا ارسلناك شاهدا و مبشرا و نذيرا و داعيا الى الله باذنه و سراجا منيرا و انه كان لا ظل لشخصه في شمس و لا قمر لانه كان نورا و ان الذباب كان لا يقع على جسده و ثيابه۔ (شفا شریف صفحہ ۸۵)۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ کا نام نور اور سراج منیر رکھا۔ جیسا کہ فرمایا۔ تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا۔

نیز فرمایا کہ۔ بیشک ہم نے آپ کو شاہد و مبشر اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور سراج منیر بنا کر بھیجا۔ اور بلاشبہ آپ کا سایہ دھوپ یا چاندنی میں نہ تھا کیونکہ آپ نور تھے اور نہ ہی آپ کے جسم اقدس و لباس اطہر پر مکھی بیٹھتی تھی۔

مفسرین کرام کے ان تمام اقوال سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ مذکورہ آیت کریمہ میں نور سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں نور سے مراد بھی قرآن پاک ہے اور کتاب مبین سے مراد بھی قرآن پاک ہے۔

یعنی دونوں سے صرف قرآن ہی مراد ہے وہ لوگ کم از کم اتنا تو بتا دیں کہ وہ زیادہ عالم ہیں یا مذکورہ بالا مفسرین کرام زیادہ عالم ہیں۔ اگر مفسرین کرام بڑے عالم ہیں تو انہیں اپنی غلط بات سے فوراً رجوع کرنا چاہیئے اور بلا چون و چرا حضور علیہ السلام کو نور تسلیم کر لینا چاہیئے۔

علاوہ ازیں اس آیت کریمہ کا سیاق و سباق بھی یہی بتاتا ہے کہ نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ جس آیت کا یہ قد جاءکم من اللہ نور۔ ایک حصہ ہے اس کی ابتداء ان لفظوں سے ہوتی ہے۔

یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا۔ (پ۶ سورہ المائدہ) کہ اے اہلِ کتاب بیشک تمہارے پاس ہمارا رسول آیا۔ جس رسول کی تشریف آوری کی آیت کریمہ کے مذکورہ جملہ میں خبر دی گئی ہے اُسی رسول کی آمد کا ذکر اِس سے آگے۔ قد جاءکم من اللہ نور۔ میں ہے۔

اِس سیاق و سباق سے صاف ظاہر ہے کہ اِس آیت کریمہ میں وارد شدہ لفظِ نور سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ حضور علیہ السلام کے نور ہونے کا یہ قرآن سے ثبوت ہے اور اِس سے بڑا ثبوت اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

حدیث سے ثبوت نیز بہت سی احادیثِ مبارکہ سے بھی حضور علیہ السلام کا نور ہونا ثابت ہے۔ اختصار کے پیشِ نظر ذیل میں چند حدیثیں درج کی جاتی ہیں۔

○ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں قلت یا رسول اللہ بابی انت و امی اخبرنی عن اول شئی خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ۔ (سیرتِ حلبیہ جلد اول صفحہ ۳) میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھے بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

اِس حدیث پاک میں "نور نبیک" کے الفاظ خاص طور پر قابلِ غور ہیں۔ ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے خود اپنے آپ کو نور فرمایا لہٰذا جو حضور علیہ السلام کو نور نہیں مانتا وہ آپ کے فرمان کا منکر ہے۔

○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبریل تمہاری

عمر کتنی ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ میں اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتا کہ حجاب رابع میں ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا تھا اور میں نے اسکو بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ یہ سُن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ یاجبریل وعزۃ ربی انا ذلک الکوکب۔ اے جبریل مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا۔ (تفسیر روح البیان جلد ۳ ص۵۴۳)۔

اس حدیث پاک سے دو باتیں ثابت ہوتیں۔ ایک تو یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز سے پہلے حتیٰ کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام سے بھی پہلے پیدا کئے گئے اور دوسری یہ کہ آپ نور ہیں اور جبریل علیہ السلام نے بھی اپنی تخلیق کے بعد آپ کو ہزاروں مرتبہ نورانی ستارے کی صورت میں دیکھا۔ جو لوگ حضور علیہ السلام کو صرف بشر مانتے ہیں اور نور تسلیم نہیں کرتے انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ بشریت کی ابتدا تو حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ان سے بھی پہلے موجود تھے اور وہ تو درکنار حضرت جبریل سے بھی پہلے موجود تھے تو کیا آپ اُس وقت بشری شکل میں تھے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ آپ اس وقت نورانی حیثیت میں تھے جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے۔

○ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعۃ عشر الف مائۃ عام۔ میں حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے ہاں ایک نور تھا۔ (زرقانی شریف جلد اول ص۴۹)۔

اس حدیث پاک میں وضاحت سے موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ہزاروں سال پہلے نورانی شکل وصورت میں موجود تھے لہذا آپ کے نور ہونے کا منکر احادیث کریمہ کا منکر ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔ انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری۔ کہ میں اللہ کے نور سے

ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔ (مدارج النبوت ص۸۶)۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث پاک صحیح ہے۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام نور ہیں۔ اس حدیث سے پاک کے معنی پر مخالفین جو اعتراض کرتے ہیں اُسکا جواب اس کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیے۔

○ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں کپڑا سی رہی تھی کہ اچانک میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ میں نے اس کو بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملی۔ اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور آپ کے چہرہ مبارک کی روشنی سے مجھے وہ سوئی مل گئی۔ (خصائص کبریٰ ص۲۴۰)۔ اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوا کہ آپ نور ہیں اور نہ صرف نور بلکہ آگے نور پھیلانے والے اور مکانوں کو روشن کرنے والے ہیں۔ ؎

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

○ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رات کی چاندنی میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت سرخ حلّہ اوڑھے ہوئے تشریف فرما تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ کے چہرہ انور کو دیکھتا تھا۔ فاذا ھو احسن عندی من القمر۔ آخر کار میرے دل نے فیصلہ دیا کہ آپ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۸) اس حدیث پاک سے بھی حضور علیہ السلام کے نور ہونے کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

ذرا غور فرمائیں کہ چاند پوری دنیا کو اپنے نور سے منور کرتا ہے تو جو چاند سے بھی زیادہ خوبصورت اور حسین ہوں گے ان کی نورانیت کا پھر کیا عالم ہوگا اور یہ فیصلہ کسی عام آدمی کا نہیں بلکہ ایک صحابی کا فیصلہ ہے۔

○ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا آفتاب آپکے رخِ انور میں چل رہا ہے۔ (ترمذی شریف ص ۳۱۲) پچھلی حدیث میں آپ کو چاند سے زیادہ خوبصورت قرار دیا گیا اور اس حدیث میں آپؐ کے نورِ پاک کو سورج سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی جس طرح سورج اپنی کرنوں سے پوری دنیا کو منور کرتا ہے اسی طرح حضور علیہ السلام کے نورِ پاک سے دونوں عالم چمک رہے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ نور ہیں۔

○ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا اور جب آپ سورج کے مقابل آتے تو آپ کا نور سورج کے نور پر غالب آجاتا تھا۔ (مواہب لدنیہ ص ۲۰۲)۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا سایہ نہ تھا اور وجہ یہ ہے کہ آپ نور تھے کیونکہ نور کے سوا ہر جسم کا سایہ ہوتا ہے۔ صرف نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ ان تمام احادیثِ مبارکہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حیرت ہے کہ نور کے مخالفین کو یہ حدیثیں نظر نہیں آتیں اور وہ محض ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر نور کا انکار کرتے ہیں ؎

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے ـــ دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اقوالِ بزرگانِ دین

معزز قارئین! آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سراپا نور ہونے کے متعلق قرآن و حدیث کے دلائل ملاحظہ فرمائے۔ ان دلائل سے آپ کا نور ہونا اظہر من الشمس ہے اور ایک مسلمان کے لئے تو قرآن و حدیث کی دلیلیں ہی کافی ہیں لیکن ہم اس مسئلہ کو مزید واضح اور اُجاگر کرنے کیلئے اب ذیل میں بزرگانِ دین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

○ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضور علیہ السلام کا نور مشرق و مغرب میں انتہائی طور پر چمک رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی کتاب میں نور فرمایا ہے" (موضوعات کبیر ص۸۶)۔

اس قول سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور ایسے نور ہیں کہ آپ کی نورانیت سے مشرق و مغرب کا ذرہ ذرہ چمک رہا ہے۔ اور دوسری یہ کہ حضور علیہ السلام کا نور ہونا قرآن سے بھی ثابت ہے۔ اور اس کی تفصیل ہم اس سے پہلے تحریر کر چکے ہیں۔

○ حضرت امام ابو سعید نیشاپوری کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں کہ جب نورِ محمدی حضرت عبدالمطلب کو ملا تو ان کے جسم سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور نورِ محمدی ان کی پیشانی سے چمکتا تھا۔ حضرت عبدالمطلب اس وقت ایسے مقبول الدعا تھے کہ مکہ والے انہیں سامنے بٹھا کر بارش کی دعا کرتے تو فوراً بارش آجاتی تھی۔ اور اسی نور کی وجہ سے ابراہہ کے ہاتھیوں نے حضرت عبدالمطلب کو سجدہ کیا۔ (مواہب لدنیہ جلد اول ص۱۵)۔

اس قول سے معلوم ہوا کہ ابراہہ کے ہاتھیوں نے تو حضور علیہ السلام کے نور کو پہچان لیا لیکن افسوس کہ آج کل کے انسان کہلانے والے آپ کے نور کو نہ جان سکے اور "اولٰئک کالانعام بل ھم اضل" کا مصداق بن گئے۔

○ حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم۔ اپنا سر اٹھا۔ انہوں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا۔ عرض کی۔ مولا۔ یہ نور کیسا ہے؟۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نور ایک نبی کا ہے جو تمہاری اولاد میں سے ہوں گے اور جن کا نام آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ نہ ہوتے تو نہ میں تمہیں پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا۔

(مواہب لدنیہ جلد اول صہ ۹) ۔ اس فرمان سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا حضرت آدم علیہ السلام سے خود تذکرہ فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو تسلیم کیا لہٰذا جو لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کہلاتے ہیں ان کو بھی حضور علیہ السلام کو نور تسلیم کر لینا چاہیئے ۔

○ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضور علیہ السلام کی پیدائش ہر انسان کی طرح نہیں ہے بلکہ عالم کے تمام افراد میں سے کوئی فرد بھی پیدائش میں آپ سے کسی طرح بھی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ آپ باوجود نشاء عنصری کے اللہ کے نور سے پیدا ہوتے ہیں جیساکہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں" (مکتوبات شریف جلد سوم صہ ۱۸۷) ۔

جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف بشر تسلیم کرتے ہیں اور نور نہیں مانتے انہیں حضرت مجدد الف ثانی کے اس فرمان پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کیونکہ آپ فرما رہے ہیں کہ آپ عام لوگوں جیسے بشر نہیں ہیں بلکہ افضل ترین بشر ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نور بھی ہیں کیونکہ آپ اللہ کے نور سے پیدا ہوتے ہیں ۔

○ حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نور محمدی کو ان کی پشت مبارک میں رکھا اور وہ نور ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں ہونے کے آپ کی پیشانی سے چمکتا تھا" (زرقانی شریف جلد اول صہ ۴۹) ۔

اس فرمانِ عالیشان کے بعد بھی حضور علیہ السلام کے نور ہونے میں بھلا کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے ؟ نہیں ہرگز نہیں ۔

○ حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ" حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں کو اس لیے دیا گیا تھا کہ حضور علیہ السلام کا نور ان کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔" (تفسیر کبیر جلد دوم ص ۳۱۸)

امام رازی کے اس فرمان سے ثابت ہوا کہ شیطان جو فرشتوں کا استاد اور جنہم کا خازن تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے لعنتی بنا کر اپنی بارگاہ سے اس لیے نکال دیا کہ اس نے درحقیقت نورِ محمدی کی تعظیم نہیں کی تھی تو آج بھی جو لوگ حضور علیہ السلام کے نورِ پاک کی تعظیم نہیں کرتے اس واقعہ سے انہیں اپنا انجام خود سوچ لینا چاہیئے۔

○ علاوہ ازیں مشکوٰۃ شریف، تفسیر فتح العزیز، شمائل ترمذی اور خصائص کبریٰ میں منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ کے بطنِ اطہر سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شام کے محلات دیکھ لئے۔

اور آپ کے بدن و کپڑوں میں جوئیں نہیں پڑتی تھیں۔ آپ کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ آپ کا بدن مبارک، پسینہ اور دیگر فضلات سے خوشبو دار تھے۔ آپ آگے پیچھے اندھیرے اور روشنی میں برابر دیکھتے تھے۔

آپ کے کلام کرتے وقت دیواروں پر روشنی پڑتی تھی اور ہنستے وقت آپ کے دندانِ مبارک سے نور نکلتا تھا۔ اس قدر تفصیل کے باوجود بھی کیا کوئی حضور علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہہ سکتا ہے اور آپ کے نور سے انکار کر سکتا ہے؟

ان تمام واقعات سے تو روزِ روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور ہیں۔ اور پھر قارئین یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ آج کل کچھ لوگ آپ کو نور نہیں مانتے لیکن ان کے اکابرین نے حضور علیہ السلام کو نور تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ذیل میں چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں اور خود انصاف فرمائیں۔

اقوالِ مخالفین

مخالفین کے مسلّم پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "نشرالطیب" میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے پر پوری فصل باندھی ہے اور سب سے پہلے مندرجہ ذیل حدیث پاک کو درج کیا ہے

○ عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھ کو خبر دیجئے کہ سب سے اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی۔ آپ نے فرمایا۔ اے جابر۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نورِ الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔"

اس حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں "ف۔ اس حدیث سے نورِ محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا۔" (نشرالطیب ص۶)۔

اب کیا فرماتے ہیں موجودہ دور کے مخالفین کہ ان کے پیشوا حضور علیہ السلام کو نور مان کر اب بھی ان کے پیشوا ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں اور واقعی ہیں تو اپنے پیشوا کی تقلید میں حضور علیہ السلام کو یہ نور کیوں نہیں مانتے؟

یا یہ کہو کہ ویسے تو وہ ہمارے پیشوا ہیں لیکن یہ بات انہوں نے غلط لکھی ہے۔ کم از کم ان پر اتنا ہی فتوے لگا دو۔ یا پھر یہ کہو کہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا کہ انہوں نے یہ لکھا ہے لہٰذا آج کے بعد ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

○ اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی اسی کتاب میں ایک حدیث پاک یہ بھی درج کی ہے کہ "امام زین العابدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسین اور ان کے جد امجد حضرت علی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا

(نشر الطیب ص ۹)۔ کیا اب بھی مخالفین اپنے بڑے کی بات مان کر حضور علیہ السلام کو نور نہیں مانیں گے؟۔ اب تو ان کیلئے ماننے کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔

○ یہی مولوی اشرف علی تھانوی جو مخالفین کے پیشوا ہیں۔ انہوں نے ایک بہترین یہ شعر بھی لکھا ہے ؎

نبی خود نور اور قرآن ملا نور ۔ نہ کیوں ہو مل کے پھر نور علیٰ نور

(ملاحظہ ہو رسالہ النور ص ۲۲)۔

کیا اب بھی مخالفین کو حضور کے نور ہونے میں کوئی شک ہے؟ انہیں چاہیئے کہ یا تو نور مانیں یا اپنے پیشوا پر فتوٰے لگائیں۔

○ مخالفین کے ایک اور پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ" حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور کتابِ مبین آئی۔ نور سے مراد حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو شاہد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ اور سراجِ منیر بنا کر بھیجا ہے۔ اور منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ پس اگر انسانوں میں سے کسی کو روشن کرنا محال ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کیلئے یہ امر میسر نہ ہوتا۔

اور آپ کی ذاتِ پاک اگرچہ جملہ اولادِ آدم علیہ السلام سے ہے مگر آپ نے اپنی ذاتِ پاک کو ایسا مطہر فرمایا کہ نورِ خالص ہو گئے۔ اور تواتر سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔ (امداد السلوک ص ۸۵)۔

مندرجہ بالا عبارت میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے نورِ مصطفٰے کے منکرین کا بہترین طریقے سے رد کیا ہے۔ مخالفین کو ہماری بات نہیں تو کم از کم

اپنے اکابر کی بات ہی مان لینی چاہیئے۔ یاد رکھیں کہ اگر حضور علیہ السلام کو نور ماننے کی وجہ سے وہ ہم پر کوئی فتوٰے لگائیں گے تو اس فتوے سے خود ان کے اپنے اکابر بھی محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔

اے چشمِ شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی۔۔ یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

آخر میں اس مسئلہ پر مخالفین کے تمام سوالوں کے شافی جوابات تحریر کیے جاتے ہیں تاکہ یہ مسئلہ ہر طرح مکمل ہو جائے اور کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے۔

سوالوں کے جوابات

سوال ۔ تم کہتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر تمہاری یہ بات تسلیم کر لی جائے تو پھر وہ اللہ کے نور کا ایک ٹکڑا ہیں اور اسطرح تو اللہ کا نور کم ہو گیا۔ جیسے سو روپے کے نوٹ سے ایک روپیہ نکال لیا جائے تو سو کا نوٹ کم ہو جائے گا اسی طرح رب کا نور بھی کم ہو گیا۔

جواب ۔ اگر یہ سوال کرنے والے لوگ کم از کم اپنے اکابر کی کتابیں ہی پڑھ لیتے تو انہیں یہ سوال کرنے کی جرات ہی نہ ہوتی۔

ہم مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب نشر الطیب کے حوالے سے یہ حدیث پاک پہلے نقل کر چکے ہیں اور اب ایک دفعہ پھر اس موقع پر لکھ دیتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔ (نشر الطیب ص۶)۔

اس عبارت میں قوسین کے مابین درج عبارت پر ذرا غور کیجئے۔ تھانوی صاحب کی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ کے نور کا ٹکڑا نہیں اور اللہ تعالیٰ کا نور حضور علیہ السلام کے نور کا مادہ نہیں بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کے نور کے فیض سے پیدا ہوئے

ہیں اور آپ کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا پرتو اور روشنی ہے۔ جیسے ایک مشعل ہو تو اس کی روشنی کے متعلق سب یہی کہتے ہیں کہ یہ روشنی مشعل کی ہے لیکن اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہوتا کہ یہ روشنی اس مشعل کا ایک ٹکڑا ہے۔

بلا تشبیہ اسی طرح حضور علیہ السلام کا نور بھی خدا کے نور کا ٹکڑا نہیں بلکہ خدا کی تجلی، روشنی اور اس کے نور کا عکس و پرتو ہے۔

نیز جس طرح ایک مشعل سے ہزاروں مشعلیں روشن کرلی جائیں تو اس پہلی مشعل کی روشنی ذرہ بھر بھی کم نہیں ہوتی ہے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدا کے نور سے پیدا ہونے سے خدا کا نور بھی کم نہیں ہوا۔ (فافہم وتدبر)۔

نیز اس کے جواب میں قرآن پاک کی اس آیت کریمہ پر بھی غور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین۔** (پ۱۴ سورہ الحجر)۔ یعنی جب میں حضرت آدم کو ٹھیک کردوں اور اسمیں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدے میں گر جانا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام میں اپنی روح پھونکی۔ تو کیا آدم علیہ السلام کے اندر اللہ تعالیٰ کی روح کا ٹکڑا داخل ہوگیا تھا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام میں اپنی روح پھونکی اور خدا کی روح کا ٹکڑا نہیں ہوا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور خدا کا نور بھی ٹکڑے نہیں ہوا۔

سوال حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ میں خدا کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے جب تم خدا کے نور سے پیدا ہونے کی وجہ سے حضور علیہ السلام کو نور

مانتے ہو تو تمام مخلوق بھی تو حضور کے نور سے پیدا ہوئی ہے تو پھر تم تمام مخلوق کو نور کیوں نہیں مانتے؟

جواب ۔ اس کے جواب میں گذارش ہے کہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے ۔ قرآن پاک میں بھی ہے ۔ ان اللّٰہ علیٰ کل شئی قدیر کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے ۔ دیکھئے حضرت صالح علیہ السلام سے قوم نے مطالبہ کیا کہ یہ سامنے جو پتھر کا پہاڑ ہے اگر اس میں سے زندہ اونٹنی باہر آجائے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے ۔

چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے پتھر سے اونٹنی کو پیدا کر دیا ۔ تو جس طرح اللہ تعالیٰ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو پتھر سے پیدا کر سکتا ہے اور وہ اونٹنی پتھر ہرگز نہیں ہے اسی طرح وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کے نور سے ساری مخلوق کو پیدا فرمادے اور وہ مخلوق نور نہ ہو ۔ لہٰذا مخالفین کا اس حدیث پاک سے ساری مخلوق کے نور ہونے پر استدلال کرنا سراسر کم علمی اور جہالت ہے ۔

سوال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے ۔ اللھم اجعل فی قلبی نورا و فی بصری نورا و فی سمعی نورا واجعلنی نورا ۔

اے اللہ! میرے دل کو نور بنا دے ۔ میری آنکھ نور بنا دے ۔ میرے کان کو نور بنا دے ۔ میری زبان کو نور بنا دے اور مجھے بھی نور بنا دے اگر حضور علیہ السلام نور ہوتے تو آپ یہ دعا بار بار کیوں مانگتے ۔

جواب ۔ مذکورہ حدیث پاک کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونے کے مطابق بار بار دعا مانگنا اس امر کی ہرگز دلیل نہیں ہے کہ آپ نور نہیں ہیں ۔ دیکھئے ہمارے مخالفین ہر روز نماز میں پانچ مرتبہ دعا مانگتے ہیں ۔ اھدنا الصراط المستقیم ۔ اے اللہ ہمیں سیدھے

راستے کی ہدایت دے۔ تو کیا یہ ہر روز دعا اس لئے مانگتے ہیں کہ انہیں آج تک ہدایت نہیں ملی۔ مخالفین اس کا جو جواب دیں گے مذکورہ حدیثِ نور کے متعلق وہی جواب ہمارا ہوگا۔

اور ویسے اس حدیث پاک کا صحیح جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو نور عطا فرمایا اور آپ کو جو نور بنایا آپ بارگاہِ ایزدی میں اُس کے اضافہ اور زیادتی کی دعا مانگا کرتے تھے اور اہدنا الصراط المستقیم سے بھی ہدایت میں اضافہ کرنا ہی مراد ہے۔

سوال تم کہتے ہو کہ ہر چیز حضور علیہ السلام کے نور سے پیدا ہوئی ہے۔ اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر ناپاک، خبیث اور گندی چیزوں کی نسبت بھی آپ کے نور کی طرف ہو گی کیونکہ تمام مخلوق میں یہ تمام اشیاء بھی شامل ہیں۔ لہٰذا تمہارا یہ کہنا بالکل صحیح نہیں ہے۔

جواب ۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے قرآن پاک میں اپنے پیارے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجِ منیر یعنی چمکا دینے والا آفتاب فرمایا ہے۔ (آفتاب سورج کو کہتے ہیں)۔ تو جسطرح اس ظاہری اور آسمانی سورج کی شعاعیں گندی اور ناپاک چیزوں پر پڑتی ہیں اور ان بری چیزوں پر پڑنے کے باوجود وہ ناپاک و گندی نہیں ہوتیں اسی طرح مدینے کے سورج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی شعاعیں بھی دنیا کی گندی و بری چیزوں سے ہرگز متاثر نہیں ہو سکتیں کاش مخالفین کو اللہ تعالیٰ عقل عطا فرمائے۔

سوال مخالفین کا اپنے زعم کے مطابق یہ اعتراض بڑا شاہکار ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تم نور بھی مانتے ہو اور حاضر و ناظر بھی تسلیم کرتے ہو تو پھر اندھیروں میں آپ کے نور سے روشنی کیوں نہیں ہوتی؟۔ اور تم چراغ کیوں جلاتے ہو؟۔

جواب قرآن پاک میں ہے۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض۔ اللہ زمینوں آسمانوں

کا نور ہے۔ تو جب اللہ نور ہے تو اس کے نور کے ہوتے ہوئے اندھیروں میں روشنی کیوں نہیں ہوتی اور مخالفین چراغ کیوں جلاتے ہیں۔ اور ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے کراماً کاتبین ہر وقت رہتے ہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے۔ خلقت الملئکۃ من نور۔ کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ تو ان فرشتوں کا تاریک کمروں میں نور کیوں نہیں چمکتا؟۔ اور قرآن پاک بھی نور ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

وانزلنا الیکم نوراً مبیناہ کہ ہم نے تمہاری طرف ایک روشن نور نازل کیا ہے۔ تو پھر قرآن پاک کے ہوتے ہوئے مخالفین چراغ کیوں جلاتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ جیسے اللہ تعالیٰ، انکے فرشتوں اور قرآن پاک کا نور سب کو نظر نہیں آسکتا اسی طرح حضور علیہ السلام کا نور بھی سب کو نظر نہیں آسکتا۔ ے

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے ــــ دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے۔

سوال قرآن پاک میں متعدد مقامات پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے رجل، عبد اور بشر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ حضور علیہ السلام نور ہیں بالکل غلط ہے

جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں بشری لباس زیب تن کر کے تشریف لائے اور لباس کی تبدیلی سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ تمام فرشتے نور ہیں لیکن قرآن پاک میں ہے۔ فتمثل لہا بشراً سویا۔

کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت مریم کے پاس پورے بشر بن کر تشریف لائے۔ اور مشکوٰۃ شریف کے شروع میں حدیث پاک ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں سفید کپڑوں اور سیاہ بالوں کے ساتھ بشری شکل میں حاضر ہوئے۔ تو جب بشری شکل میں جبرائیل علیہ السلام کے آنے سے انکی نورانیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو حضور علیہ السلام کے بشری لباس میں تشریف لانے سے آپکی نورانیت میں کیونکر فرق پڑ سکتا ہے۔

لہذا آپ کیلئے جہاں کہیں رجل، عبد اور بشر کا اطلاق ہوا ہے وہ آپ کی اسی بشری حیثیت سے ہے اور یہ آپ کی نورانیت کے ہرگز منافی نہیں ہے۔

اور ہم اس کتاب کی تمہید میں یہ بھی تحریر کر چکے ہیں کہ نور کی ضد بشر نہیں بلکہ ظلمت (یعنی اندھیرا) ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے بھی مخالفین کا یہ سوال غلط و لغو ہے اور انہیں اعتراض کرنے سے پہلے کم از کم کچھ تو سوچنا چاہیئے۔

سوال قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھاتے پیتے تھے۔ آپ کے بال مبارک سیاہ تھے۔ آپکی بیویاں بھی تھیں اور غزوہ احد میں آپکے دندان مبارک شہید ہونے سے خون بھی نکلا تھا لیکن نور کے نہ سیاہ بال ہوتے ہیں۔ نہ وہ کھاتا پیتا ہے، نہ ہی نور کی بیویاں ہوتی ہیں اور نہ ہی نور کا خون بہتا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام نور نہیں ہیں۔

جواب ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہونے کے باوجود لباسِ بشری میں تشریف لائے لہٰذا آپ نور بھی ہیں اور بشر بھی ہیں۔ اور جب آپ نور اور بشر ہوئے تو آپکی ذاتِ پاک میں نور اور بشر دونوں کے خواص کا پایا جانا ضروری ہے۔

حضور علیہ السلام کے بالوں کا سیاہ ہونا، آپ کا کھانا پینا، آپکی بیویوں کا ہونا اور غزوہِ احد میں دانتوں سے خون نکلنا یہ آپ کی بشریت کے تقاضے ہیں اور آپ کا صومِ وصال (یعنی مسلسل دو دو مہینے بغیر کھائے پیئے روزے) رکھنا اور آپ کے شقِ صدر کے وقت خون کا نہ نکلنا یہ آپ کی نورانیت کے تقاضے ہیں لہٰذا بشری خواص کا آپ میں پایا جانا آپ کے نور ہونے کے ہرگز منافی نہیں ہے۔

خاتمہ الحمد للہ ہم نے قرآن و حدیث، اقوالِ بزرگانِ دین اور خود اقوالِ مخالفین سے حضور علیہ السلام کے نور ہونے کا ثبوت تحریر کر دیا ہے اور اس سلسلے میں مخالفین جتنے بھی سوالات کرتے ہیں اُن سب کے مسکت و شافی جوابات بھی تحریر کر دیئے ہیں۔

اگر کوئی ضد، عناد اور تعصب سے بالاتر ہو کر اسکا مطالعہ کرے گا تو

وہ انشاء اللہ حضور علیہ السلام کو بلا تامل نور تسلیم کرے گا۔ ورنہ ضد اور "میں نہ مانوں" کا تو کوئی علاج نہیں۔ یہاں پر ہم حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی تحریر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

این خورد گردد پلیدی زیں جدا ۔ واں خورد گردد ہمہ نور خدا

یعنی عام انسان کھاتا ہے تو اس سے پلیدی جدا ہوتی ہے اور حضور علیہ السلام کھاتے ہیں تو وہ سب کچھ نور بن جاتا ہے۔

مخالفین کو مولانا رومی کے اس عقیدے کو عمیق قلب سے سوچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آخر میں دعا ہے کہ مولائے کریم اس کتاب کو مصنف و جملہ معاونین اشاعت کے لئے ذریعہ مغفرت بنائے اور سب لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنَ ۝

تحریر کردہ

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال

یکم جولائی ١٩٩٩ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف:

مولانا علامہ محمد حنیف اختر صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ ○ (پ ۶) سورۃ مائدہ)

ترجمہ:۔ تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب آئی۔

اس آیت کریمہ میں وارد شدہ لفظِ نور سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک اور کتاب مبین سے مراد قرآن پاک ہے۔ چونکہ مذکورہ آیت میں نور معطوف علیہ اور کتاب مبین معطوف ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں مغائرت ہو جیسا کہ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ نور اور کتاب مبین دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہو۔ جیسے جَآءَنِیْ زَیْدٌ وَّ عَمْرٌو (میرے پاس زید اور عمر آئے) اس مثال میں بھی زید اور عمر کے درمیان واؤ عاطفہ موجود ہے۔ تو جس طرح زید اور عمرو علیحدہ علیحدہ شخص ہیں۔ اسی طرح نور اور کتاب مبین بھی دو جُدا جُدا چیزیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً تمام مفسرین نے نور سے حضور علیہ السلام کی ذات اور کتاب مبین سے قرآن پاک مراد لیا ہے۔

اقوالِ مفسرین چنانچہ حضرت علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ عَظِیْمٌ وَّهُوَ نُوْرُ الْاَنْوَارِ وَالنَّبِیُّ الْمُخْتَارُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ" یعنی تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور عظیم آیا اور وہ نور انوار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (تفسیر روح المعانی جلد نمبر ۶ صفحہ ۸۷)

● حضرت علامہ علاؤ الدین علی بن محمد المعروف بانی خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"قد جاءکم من اللہ نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم انما سماہ اللہ نورا لانہ یہتدی بہ کما یہتدی بالنور فی الظلام"۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور اسلئے رکھا کہ آپ کی نورانیت سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے جیسا کہ تاریکیوں میں نور سے راہ پائی جاتی ہے۔ (تفسیر خازن جلد ۱ ص ۲۱۷) ● حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قد جاءکم من اللہ نور ھو النبی صلی اللہ علیہ وسلم"۔ تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور وہ نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تفسیر جلالین ص ۹۷) ● حضرت علامہ ابی محمد الحسین الفرا البغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "قد جاءکم من اللہ نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم" (تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ ص ۲۳) ● حضرت علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ والنور محمد علیہ السلام لانہ یہتدی بہ کما سمی سراجا" یعنی نور سے مراد حضور علیہ السلام ہیں کیونکہ آپ کی نورانیت سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ جیسا کہ آپ کو (قرآن پاک میں) سراج منیر بھی فرمایا گیا ہے (تفسیر مدارک جلد ۱ ص ۲۱۴) ● حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں "قد جاءکم من اللہ نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم"۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ (تفسیر ابن عباس ص ۷۲) ● حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "ان المراد بالنور محمد وبالکتاب القرآن"۔ تحقیق نور سے مراد حضور علیہ السلام اور کتاب سے مراد قرآن پاک ہے۔ (تفسیر کبیر جلد نمبر ۳ ص ۳۹۵)

● حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" قیل المراد بالاول ھو الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وبالثانی القرآن"۔ کہا گیا ہے کہ اول

یعنی نور سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ثانی یعنی کتاب مبین سے مراد قرآن پاک ہے (تفسیر روح البیان جلد ۱ صـ ۵۴۸) ● حضرت علامہ ابو الفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وقد سماہ اللہ تعالیٰ فی القرآن نورا وسراجا منیرا فقال تعالیٰ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین وقال تعالیٰ انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا وانہ کان لا ظل لشخصہ فی شمس ولا قمر لانہ کان نورا ان الذباب کان لا یقع علی جسدہ ولا ثیابہ" بلیشک اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ کا نام نور اور سراج منیر رکھا جیسا کہ فرمایا "تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا" نیز فرمایا کہ "بلیشک ہم نے آپ کو شاہد و مبشر اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور سراج منیر بنا کر بھیجا"، اور بلا شبہ آپ کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں نہ تھا کیونکہ آپ نور محض تھے اور نہ ہی آپ کے جسم اقدس و لباس اطہر پر کبھی مکھی بیٹھتی تھی (شفا شریف)۔ ● مفسرین کرام کے ان مذکورہ بالا تمام اقوال کے علاوہ اس آیت کریمہ کا سیاق و سباق بھی یہی بتاتا ہے کہ نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ جس آیت کا "قد جاءکم من اللہ نور" ایک حصہ ہے اس کی ابتداء ان لفظوں سے ہوتی ہے "یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا" اے اہل کتاب بیشک تمہارے پاس ہمارا رسول آیا۔ جس رسول کی تشریف آوری کی خبر آیت کریمہ کے مذکورہ جملہ میں دی گئی ہے اسی رسول کی آمد کا ذکر اس سے آگے "قد جاءکم من اللہ نور" میں ہے۔ اس سیاق و سباق سے صاف ظاہر ہے کہ اس آیت کریمہ میں وارد شدہ لفظ نور سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

احادیث مبارکہ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہونا بہت سی احادیثِ مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "قلت یارسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیٔ خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ" میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے بتلایئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰) ● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا "تمہاری عمر کتنی ہے؟" جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ "میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں جانتا کہ حجاب رابع میں ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا تھا اور اس ستارے کو میں نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔" یہ سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ "یاجبرئیل وعزۃ ربی انا ذلک الکوکب" اے جبرائیل مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا۔ (تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۵۴۳) ● حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعۃ عشر الف مائۃ عام" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے ہاں نور تھا۔

(زرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۹) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ایک حدیث پاک میں ارشاد فرماتے ہیں "انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری"، میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے (مدارج النبوت) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب "فیوض الحرمین" میں اس حدیث پاک کی تصحیح بیان کی ہے ● حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں کپڑا سی رہی تھی۔ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے اور آپ کے چہرہ مبارک کی روشنی سے سوئی مجھے مل گئی (خصائص کبریٰ) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رات کی چاندنی میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ سرخ حلہ اوڑھے ہوئے تشریف فرما تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ کے چہرۂ انور کو "فاذا ھو احسن عندی من القمر"، آخر کار میرے دل نے فیصلہ کیا کہ حضور علیہ السلام چاند سے بھی خوبصورت ہیں (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۸) ● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا گویا کہ آفتاب آپ کے رخ انور پر چل رہا ہے (ترمذی) ● حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ "حضور علیہ السلام کا سایہ نہیں تھا اور جب آپ سورج کے مقابل آتے تو آپ کا نور سورج کے نور پہ غالب آجاتا"، (مواہب لدنیہ صفحہ ۲۰۴) ان تمام احادیث مبارکہ سے نورانیتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا واضح طور پہ ثبوت ملتا ہے۔

اقوال بزرگان دین حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا نور مشرق و مغرب میں انتہائی طور پہ چمک رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں

اپنی کتاب میں نور فرمایا ہے۔ (موضوعات کبیر صفحہ ۷۹) امام ابو سعید نیشاپوری کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں کہ جب نور محمدی حضرت عبد المطلب کو ملا تو ان کے جسم سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور نور محمدی اُن کی پیشانی سے چمکتا تھا حضرت عبد المطلب اس وقت ایسے مقبول الدعا تھے کہ مکہ والے انہیں سامنے بٹھا کر بارش کی دعا کرتے تو فوراً بارش آجاتی تھی اور اسی نور کی وجہ سے ابرہہ کے ہاتھیوں نے حضرت عبد المطلب کو سجدہ کیا (مواہب لدنیہ جلد ۱ صفحہ ۱۵) امام احمد بن محمد قسطلانی فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم اپنا سر اُٹھا۔ انہوں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا۔ عرض کی مولا یہ کیسا نور ہے۔ فرمایا یہ نور ایک نبی کا ہے جو تمہاری اولاد میں سے ہوں گے۔ ان کا نام آسمان میں احمد اور زمین میں محمد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو نہ میں تمہیں پیدا کرتا نہ آسمان و زمین کو،، (مواہب لدنیہ جلد نمبر ۱ صفحہ ۹)

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی پیدائش عام انسان کی طرح نہیں ہے بلکہ عالم کے تمام افراد میں سے کوئی فرد بھی پیدائش میں آپ سے کسی طرح کی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ آپ باوجود نشاء عنصری کے اللہ کے نور سے پیدا ہوئے جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں (مکتوبات شریف جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۸۷)

حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا نور محمدی کو اُن کی پشت مبارک میں رکھا اور وہ نور ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود آدم علیہ السلام

کی پشت میں ہونے کے آپ کی پیشانی سے چمکتا تھا (زرقانی جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۹)

● حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں کو اس لئے دیا گیا تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمدی جلوہ گر تھا۔ (تفسیر کبیر جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۱۸) ● علاوہ ازیں "مشکوٰۃ شریف، تفسیر فتح العزیز، شمائل ترمذی اور خصائص کبریٰ"، میں منقول ہے کہ حضور علیہ السلام کی پیدائش کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے حضرت آمنہ نے شام کے محلات دیکھ لئے۔ اور حضور علیہ السلام کے بدن اور کپڑوں میں جوئیں نہیں پڑتی تھیں اور آپ کے جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ آپ کا بدن مبارک، پسینہ اور دیگر فضلات خوشبودار تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے پیچھے اندھیرے اور روشنی میں برابر دیکھتے تھے۔ کلام کرتے وقت دیواروں پر روشنی پڑتی تھی اور ہنستے وقت آپ کے دندان مبارک سے نور نکلتا تھا۔ ان تمام واقعات سے حضور علیہ السلام کا نور ہونا روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے نور ہونے کے صرف اہلسنت وجماعت ہی قائل نہیں بلکہ مخالفین کے اکابر بھی حضور علیہ السلام کو نور تسلیم کرتے ہیں۔

اقوالِ مخالفین

چنانچہ مخالفین کے مسلم پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "نشر الطیب"، میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر پوری فصل باندھی ہے اور سب سے پہلے مندرجہ ذیل حدیث کو درج کیا ہے۔ ● عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی۔ آپ نے فرمایا۔ اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور (ترجمہ بایں معنیٰ کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا (نشر الطیب صلا) اس حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

ف:۔ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا (نشر الطیب صک) ● نیز مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی اسی کتاب میں ایک حدیث یہ بھی درج کی ہے کہ "امام زین العابدین سے روایت ہے۔ وہ اپنے باپ حضرت امام حسین اور وہ ان کے جدِ امجد حضرت علی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔ (نشر الطیب ص۹) ● یہی مولوی اشرف علی تھانوی اپنے رسالہ "النور" کے صفحہ ۲۲ پر ایک شعر لکھتے ہیں۔

ع بنی خود نور اور قرآن ملا نور ــــــ نہ کیوں ہو مل کے پھر نورٌ علیٰ نور

● مخالفین کے ایک اور پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ "حق تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کی شان میں فرمایا ہے کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین آئی۔ نور سے مراد حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ اے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے آپ کو شاہد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے۔ اور منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔
پس اگر انسانوں میں سے کسی کو روشن کرنا محال ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے لئے یہ امر میسر نہ ہوتا۔ اور آپ کی ذات گرامی اگرچہ جملہ اولاد آدم علیہ السلام سے ہے مگر آپ نے اپنی ذات پاک کو ایسا مطہر فرمایا کہ نور خالص ہو گئے اور تواتر سے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں (امداد السلوک ص۸۵) مندرجہ بالا عبارت میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے سایہ مصطفےٰ کے قائلین اور نور مصطفےٰ کے منکرین کا جس شاندار طریقے سے رد کیا ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مخالفین کو ہماری نہیں تو کم از کم اپنے اکابر کی بات ہی مان لینی چاہیئے۔ اگر حضور علیہ السلام کو نور ماننے کی وجہ سے یہ لوگ کوئی فتوٰے ہم پر لگائیں گے تو یاد رکھیں کہ اس فتوے سے ان کے اپنے اکابر بھی محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔

ے اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

آخر میں اس مسئلہ کے بارے میں مخالفین کے سوالات کے جوابات تحریر کیے جاتے ہیں۔

سوالات وجوابات

سوال:۔ جب حضور علیہ السلام اللہ کے نور سے پیدا ہوئے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ خدا کے نور کا ایک ٹکڑا ہیں

اور پھر اس طرح تو اللہ تعالیٰ کا نور کم ہو گیا۔

جواب :۔ اگر یہ لوگ اپنے اکابر کی کتابیں ہی پڑھ لیتے تو انہیں یہ سوال کرنے کی جرأت ہی نہ ہوتی۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا (نشر الطیب صہ ۶) تھانوی صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا نور خدا کے نور کا ٹکڑا نہیں اور خدا کا نور مصطفےٰ کے نور کا مادہ نہیں بلکہ حضور علیہ السلام خدا کے نور کے فیض سے پیدا ہوئے اور آپکا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا پرتو اور روشنی ہے۔ جیسے ایک مشعل ہو تو اس کی روشنی کے متعلق سب یہی کہتے ہیں کہ یہ روشنی مشعل کی ہے لیکن اس سے یہ معنی ہرگز مراد نہیں ہوتا کہ یہ روشنی اس مشعل کا ایک ٹکڑا ہے۔ اسی طرح بلا تشبیہ حضور علیہ السلام کا نور خدا کے نور کا ٹکڑا نہیں بلکہ خدا کے نور کی تجلی و روشنی اور اس کے نور کا پرتو و عکس ہے۔ نیز جس طرح ایک مشعل سے ہزاروں مشعلیں روشن کر دی جائیں تو اس پہلی مشعل کی روشنی ذرہ بھر بھی کم نہیں ہو گی۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کے خدا کے نور سے پیدا ہونے سے خدا کا نور بھی کم نہیں ہو گا۔

اور اگر مخالفین پھر بھی ضد بازی سے کام لیں تو پھر ہم ان سے یہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں ارشاد باری ہے " فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سجدین (الایۃ)" جب میں اس (آدم) کو ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدے میں گر جانا۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام میں اپنی روح پھونکی تو کیا

آدم علیہ السلام کے اندر خدا کی روح کا ٹکڑا داخل ہو گیا تھا؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ تو جس طرح خدا نے آدم علیہ السلام میں اپنی روح پھونکی اور خدا کی روح ٹکڑے نہیں ہوئی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور خدا کا نور بھی ٹکڑے نہیں ہوا۔

سوال:۔ حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ میں خدا کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے۔ جب تمام مخلوق حضور کے نور سے ہے تو پھر تم سب کو نور کیوں نہیں کہتے۔

جواب:۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو پتھر سے پیدا کر سکتا ہے اور وہ اونٹنی پتھر ہرگز نہیں ہے۔ اسی طرح وہ بات پر بھی قادر ہے کہ وہ حضور کے نور سے ساری مخلوق پیدا فرمائے اور وہ (مخلوق) نور نہ ہو۔ لہٰذا مخالفین کا حدیث پاک سے ساری مخلوق کے نور ہونے پر استدلال کرنا سراسر کم علمی اور جہالت ہے۔

سوال:۔ حضور علیہ السلام اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے "اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورا وفی سمعی نورا وفی لسانی نورا واجعلنی نورا"۔ اے اللہ میرے دل کو میری آنکھ کو میرے کان کو میری زبان کو اور مجھے نور بنا دے۔ اگر حضور علیہ السلام نور ہوتے تو آپ یہ دعا کیوں مانگتے؟

جواب:۔ تم لوگ ہر روز نماز میں پانچ مرتبہ دعا مانگتے ہو "اھدنا الصراط المستقیم"، یا اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ اگر تم ہدایت یافتہ ہوتے تو تم ہر روز یہ دعا کیوں مانگتے (جو جواب تمہارا

ہوگا وہی جواب ہمارا ہے) یہ سوال کا الزامی جواب ہے اور اس کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اس دعا کے ذریعے ایک تو آپ اپنے اعضاء کے نور بنانے پر شکر خداوندی ادا کرتے تھے اور دوسرا اس دعا کے ذریعے آپ اس نور بنانے پر شکر خداوندی ادا کرتے تھے اور دوسرا اس دعا کے ذریعے آپ اس نور میں اضافہ اور زیادتی کی بارگاہ خداوندی میں استدعا کیا کرتے تھے۔

سوال :۔ جب ہر چیز حضور علیہ السلام کے نور سے پیدا ہوئی ہے تو پھر ناپاک اور خبیث چیزوں کی نسبت بھی حضور علیہ السلام کی طرف ہوگی کیونکہ تمام مخلوق میں خبیث اور قبیح چیزیں بھی شامل ہیں۔

جواب :۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کو سراج منیر (یعنی چمکا دینے والا آفتاب) فرمایا ہے تو جس طرح دنیا کے اس ظاہری سورج کی شعاعیں گندی اور ناپاک چیزوں پر پڑتی ہیں اور ان پڑنے کے باوجود گندی و ناپاک نہیں ہوتیں۔ اسی طرح مدینے کے سورج حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی شعاعیں بھی دنیا کی گندی اور بری چیزوں سے ہرگز متاثر نہیں ہو سکتیں۔ سوال :۔ جب حضور علیہ السلام نور ہیں اور حاضر و ناظر بھی ہیں تو اندھیری جگہوں پر روشنی کیوں نہیں ہوتی اور تم لوگ چراغ کیوں جلاتے ہو۔

جواب :۔ جب اللہ تعالیٰ نور ہے اور یہ تمہیں بھی تسلیم ہے تو خدا کے نور کے ہوتے ہوئے تم چراغ کیوں جلاتے ہو۔ اور فرشتے بھی نور ہیں اور ہر انسان کیساتھ دو فرشتے کراماً کاتبین رہتے ہیں تو ان فرشتوں کا نور تاریک کمرہ میں کیوں نہیں چمکتا ؟ اور قرآن پاک بھی نور ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

وانزلنا الیکم نورا مبینا (الآیہ) تو پھر قرآن پاک کے ہوتے ہوئے تم لوگ چراغ کیوں جلاتے ہو۔ معلوم ہوا کہ جیسے اللہ تعالیٰ فرشتوں اور قرآن کا نور سب کو نظر نہیں آسکتا اسی طرح حضور علیہ السلام کا نور بھی سب کو نظر نہیں آسکتا۔

سوال :۔ قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر حضور علیہ السلام کے لیے رجل، عبد اور بشر کا لفظ استعمال ہوا ہے لہٰذا یہ کہنا کہ حضور علیہ السلام نور ہیں بالکل غلط ہے۔ جواب :۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں لباس بشری زیب تن کرکے تشریف لائے اور لباس کی تبدیلی سے حقیقت ہرگز تبدیل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ تمام فرشتے نور ہیں۔ لیکن مشکوٰۃ شریف کے شروع میں حدیث پاک ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک مرتبہ سفید کپڑوں اور سیاہ بالوں کیساتھ بشری شکل میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو جب بشری لباس میں جبرائیل علیہ السلام کے آنے سے اُن کی نورانیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو حضور علیہ السلام کے بشری لباس میں تشریف لانے سے آپ کی نورانیت میں کیوں کر فرق پڑ سکتا ہے۔ لہٰذا آپ کے لیے جہاں کہیں رجل، عبد اور بشر کا اطلاق ہوا ہے وہ آپکی اسی بشری حیثیت سے ہے اور یہ آپ کی نورانیت کے ہرگز منافی نہیں ہے۔

سوال :۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کھاتے پیتے تھے۔ آپ کے بال مبارک سیاہ تھے۔ آپ کی بیویاں بھی تھیں اور غزوہ احد میں آپ کے دندان مبارک شہید ہونے سے خون بھی نکلا تھا اور نور کے نہ سیاہ بال ہوتے ہیں، نہ وہ کھاتا پیتا ہے اور نہ ہی نور کی بیویاں ہوتی ہیں، اور نہ ہی

نور کا خون بہتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نور نہیں ہیں۔

جواب:۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام نور ہونے کے باوجود لباس بشری میں تشریف لائے لہٰذا آپ نور بھی ہیں اور بشر بھی اور جب آپ نور اور بشر ہوئے تو آپ میں نور اور بشر دونوں کے خواص کا پایا جانا ضروری ہے۔ حضور علیہ السلام کے بالوں کا سیاہ ہونا۔ آپ کا کھانا پینا، آپ کی بیویوں کا ہونا اور آپ کا خون نکلنا یہ آپ کی بشریت کے خاصے ہیں۔ اور آپ کا صوم وصال رکھنا اور آپ کے شق صدر کے وقت خون کا نہ نکلنا یہ آپ کی نورانیت کے تقاضے ہیں۔ لہٰذا آپ میں مذکورہ بشری خواص کا پایا جانا آپکے نور ہونے کے ہرگز منافی نہیں ہے۔

الحمد للہ کہ مسئلہ نور کا ہر پہلو قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کر دیا گیا ہے اور اس مسئلہ پر جتنے آج تک اعتراضات کئے گئے ہیں ان سب کا مدلل جواب تحریر کر دیا گیا ہے۔

مولائے کریم رسالہ ہذا کو باعث ہدایت بنائے (آمین)

تحریر کنندہ:۔

محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال

۵/ جون ۱۹۹۳ء

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب

خانیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

تمہید حضور سید الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان میں سب کیلئے رحمۃ اللعالمین بن کر تشریف لائے۔ جس دور میں آپ کا ظہور قدسی ہوا اس وقت بھی آپ رحمت تھے۔ آج بھی آپ سب کیلئے رحمت ہیں اور قیامت تک سب کیلئے رحمت رہیں گے۔

دوسرے لفظوں میں آپ ہمیشہ ہمیشہ سب کیلئے مشکل کشا ہیں اور لوگ تاقیام قیامت آپ کے وسیلے سے اپنی پریشانیوں اور تکالیف کا ازالہ کرتے رہیں گے لیکن موجودہ دور میں بعض لوگ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں۔ کوئی حاجت روا نہیں۔ جو کچھ بھی مانگنا ہے ڈائریکٹ رب سے مانگو۔ کسی کو وسیلہ بنانا جائز نہیں۔

ہم ذیل میں چند روایات درج کرتے ہیں اور مخالفین سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اس سے ہمارا مقصد کسی پر طعن و تشنیع کرنا نہیں بلکہ صرف اور صرف اصلاح مقصود ہے۔

چند روایات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو اس دعا کی تعلیم فرمائی کہ وہ بعد از نماز یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ ۔ (ترمذی شریف)۔

ترجمہ:۔ اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی کے وسیلے سے جو نبی رحمت ہیں۔ اے محمد، میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت پوری ہو۔ الٰہی حضور علیہ السلام کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ جب اس نابینا نے نماز پڑھ کر یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھیں عطا کر دیں اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کبھی اندھا ہی نہ تھا۔ (طبرانی شریف)۔ اس حدیث پاک میں غور کرنے سے یہ امر روز روشن کی طرح ہوتا ہے کہ اس میں حضور علیہ السلام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا ہے اور یہ وہ دعا ہے جو آپ نے اپنے صحابی کو خود سکھائی ہے۔

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگنا شرک و بدعت ہو تو کیا معاذ اللہ حضور علیہ السلام نے اپنے صحابی کو شرک و بدعت کی تعلیم دی تھی؟ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا وسیلہ اختیار کرنا جائز ہے۔

• حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ "آج بھی اگر کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو وہ دو رکعت نماز کے بعد یہی دعا پڑھے اللہ تعالیٰ اسکی حاجت کو پورا فرمائیگا۔" (مجربات عزیزی)۔ اس سے معلوم ہوا کہ مستند و مسلم بزرگان دین اس دعا میں مذکور نبی کے وسیلے کو آج بھی جائز قرار دے رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا وسیلہ شرک نہیں بلکہ جائز و روا ہے۔

• حضرت عبد الرحمٰن بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "حضرت عبد اللہ بن عمر کا پاؤں سُن ہو گیا۔ تو کسی نے ان سے کہا کہ تم اس کو یاد کرو جو

تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہو۔ فقال یا محمداہ۔ حضرت عبداللہ نے کہا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ کہتے ہی ان کا پاؤں ٹھیک ہوگیا" (بخاری شریف)۔

گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ ایسا مفید ہے کہ اس سے سُن پاؤں بھی درست ہو جاتے ہیں اور اہل مدینہ میں شروع سے آج تک متواتر یہی عادت چلی آتی ہے کہ وہ پاؤں سُن ہوتے ہی فوراً یا محمد کہتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کے اسمِ گرامی کا وسیلہ پکڑنا جائز و درست ہے۔

● اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (پ۵ سورۃ النساء)۔ ترجمہ۔ اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اے محبوب یہ آپ کے پاس آجائیں اور وہاں آکر اللہ سے استغفار کریں اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ان کیلئے بخشش کی دعا مانگیں تو یہ یقیناً اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے"۔ اس آیت کریمہ میں لفظ "جاءوک" قابل غور ہے۔ یعنی کوئی بندہ بھی گناہ کر بیٹھے تو روحانی یا جسمانی طور پر حضور علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلے سے اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔ ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا وسیلہ جائز ہے۔

● قرآن پاک میں ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے۔ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ (پ۱ سورہ بقرہ)۔ یعنی یہ یہودی لوگ اس سے پہلے کافروں پر فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اس آیت کریمہ کی تشریح بیان کرتے ہوئے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ "ابھی حضور علیہ السلام اس دنیا میں جلوہ گر نہیں ہوئے تھے۔ آپ کی تشریف آوری سے قبل جب یہودیوں اور کافروں کی

جنگ ہوتی تو یہودی اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگتے کہ اے اللہ ہمیں اپنے اس پیارے نبی کے طفیل جن کو تو آخر زمانے میں مبعوث فرمانے والا ہے ان کافروں پر فتح عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ یہودیوں کی یہ دعا قبول فرما کر انہیں کافروں پر فتح فرما دیتا تھا۔

ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا وسیلہ جائز ہے۔

وفات کے بعد بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں تو آپ کو وسیلہ بنانا جائز تھا۔ اب آپ کی وفات کے بعد جائز نہیں ہے نہ وفات کے بعد کسی صحابی نے آپ کو وسیلہ بنایا نہ تابعی نے اور نہ تبع تابعین نے کیونکہ وفات کے بعد اس دنیا سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے اور کسی کو اس جہان کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔

اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ معترض کا یہ کہنا سراسر غلط و بے بنیاد ہے کہ وفات کے بعد کسی صحابی نے آپ کو وسیلہ نہیں بنایا۔ ذرا مندرجہ ذیل روایات پر غور فرمائیں۔

- ابوالجوزاء سے روایت ہے (جو مشہور تابعی ہیں) کہ مدینہ منورہ میں (بارش کے نہ ہونے کی وجہ سے) ایک دفعہ سخت قحط پڑ گیا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی کہ آپ دعا فرمائیں یا کوئی تدبیر بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے اوپر چھت میں ایک سوراخ کر دو اس طرح کہ قبر انور اور آسمان میں کوئی چیز حائل نہ ہو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو خوب مینہ برسا یہاں تک کہ گھاس بہت پیدا ہوئی اور اونٹ فربہ ہو گئے۔ (مشکوٰۃ شریف)۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے آپ کا وسیلہ مشکل میں پیش کیا اور پھر وہ مشکل دور بھی ہو گئی۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک شخص آپ کے روضہ مبارک

پر حاضر ہوا اور عرض کی۔ یا حبیب اللہ۔ میں نے یہ حکم سنا کہ جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں وہ آپ کے پاس آجائیں، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور آپ کے دروازے پر آگیا ہوں۔ اس پر قبرِ انور سے آواز آئی کہ جا تیری بخشش ہو گئی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، شان حبیب الرحمٰن) ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا وسیلہ وفات کے بعد بھی کام آتا ہے اور بعد وفات آپ کا وسیلہ پکڑنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔

● جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ مسیلمہ کذاب سے ہوا تو اس وقت مسیلمہ کذاب کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج تھی اور مسلمان بہت ہی کم تعداد میں تھے۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے ایسی مصیبتیں اٹھائیں کہ شاید ہی کسی جنگ میں اٹھائی ہوں۔ دشمنوں نے اتنے سخت پے در پے حملے کئے کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ جب حضرت خالد بن ولید اور ان کے ساتھیوں نے دیکھا کہ ہماری حالت بہت نازک ہے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا۔ چنانچہ ہر صحابی کی زبان پر "وامحمداہ وامحمداہ" جاری تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مسیلمہ کذاب ہلاک ہو کر جہنم رسید ہو گیا اور اس کی فوج کو شکست ہو گئی۔ (تاریخ کامل ابن کثیر)۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ بعد وفات بھی صحابہ کرام پکڑتے رہے ہیں اور ان کے بگڑے کام سنورتے رہے ہیں۔

● حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ جب مرضِ فالج میں مبتلا ہوئے تو انتہائی شدتِ مرض میں حضور علیہ السلام کی شان میں قصیدہ لکھا اور اس میں آپ کو مدد کیلئے یوں پکارا ہے

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ ۔ سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

یعنی اے بہترین خلق۔ آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ اس مصیبت کے وقت

میں جس کی پناہ لوں۔ (قصیدہ بردہ شریف)۔ رات کو اُن کے خواب میں حضور علیہ السلام تشریف لائے اور ان کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو ان کی ساری بیماری جاتی رہی اور انکو انعام میں چادر بھی عطا فرمائی۔ چنانچہ اس وجہ سے اس قصیدہ کا نام "قصیدہ بُردہ شریف" مشہور ہو گیا۔ کیونکہ عربی میں چادر کو بُردہ کہتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد بزرگانِ دین بھی آپ کے وسیلے سے اپنی مشکلات حل کراتے ہیں لہٰذا بعد از وصال آپ کا وسیلہ پکڑنا جائز و درست ہے۔ اگر معاذ اللہ اس کو ناجائز و شرک سمجھا جائے تو مذکورہ بالا تمام صحابہ کرام اور بزرگانِ دین مشرک قرار پائیں گے۔ (نعوذ باللہ) لہٰذا یہ شرک نہیں بلکہ عین اسلام ہے۔ بلکہ بعد از وفات دوسرے انبیائے کرام کے وسیلے سے بھی مشکلات حل ہوتی ہیں۔

• چنانچہ معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض کیں واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ یا حبیب اللہ۔ یہ نمازیں تو بہت زیادہ ہیں۔ ان میں کمی کرائی جائے۔ اب بارگاہِ خداوندی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار حاضری ہوتی رہی اور ہر دفعہ پانچ پانچ نمازیں معاف ہوتی رہیں یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں باقی رہ گئیں" (مشکوٰۃ شریف)۔ ثابت ہوا کہ ۴۵ نمازیں معاف کرانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام وسیلہ بنے اور یہ وسیلہ بھی بعد از وفات بنے۔ تو جو لوگ کہتے ہیں کہ وفات کے بعد کسی نبی ولی کو وسیلہ سمجھنا شرک ہے تو خدارا وہ مشرک نہ بنیں اور ہر روز پچاس نمازیں پڑھا کریں۔ اور یا پھر اس امر کو تسلیم کریں کہ وفات کے بعد نبیوں کا وسیلہ برحق ہے۔

• جب ۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جنگ ہوئی تو اس موقع پر دیوبندی مکتب فکر کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب کے بھانجے مولوی محمد انعام نے

مدینہ منورہ سے کراچی میں نور محمد صاحب کو خط لکھا کہ جس روز لاہور پر حملہ ہوا اسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے اور روضۂ اقدس سے جناب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے۔ اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر باب السلام تشریف لے گئے۔

بعض حضرات نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ اس قدر جلدی گھوڑے پر کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ فرمایا۔ پاکستان میں جہاد کیلئے۔ اور ایک دم برق کی مانند بلکہ اس سے بھی کہیں تیز روانہ ہو گئے۔ پیچھے پیچھے مواجہ شریف سے ہی پانچ حضرات اس راستے ایک موٹر میں سوار ہو کر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کر گئے۔ اور بھی بہت سے خواب اس اثنا میں اللہ کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں۔ دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھے اور بطفیل جناب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فتح اور عزت عطا فرمائے۔" آمین۔ (روزنامہ امروز لاہور ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء)۔ معلوم ہوا کہ وفات کے بعد بھی حضور علیہ السلام کے وسیلے سے مشکلیں حل ہوتی ہیں۔

مخالفین سے ثبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک اور آپ کے اسم گرامی کا وسیلہ پکڑنا ایک ایسا مسلّم الثبوت امر ہے کہ مخالفین کے بڑے بڑے پیشوا بھی اس کے قائل و عامل ہیں چنانچہ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل روایات پر غور فرمائیں۔

● مخالفین کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ "حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت ہی کر دیجئے۔ سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے آدم۔

تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا۔ اے رب۔ میں نے اسطرح پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور (اپنی شرف دی ہوئی) روح میرے اندر پھونکی تو میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملا دیا ہوگا۔ جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم۔ تم سچے ہو۔ واقعی وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں۔ اور جب تم نے ان کے واسطے سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔" (نشر الطیب)۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خطائے اجتہادی بھی ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے معاف ہوئی تو ہم کون ہیں اور کس باغ کی مولی ہیں کہ ان کے وسیلے سے بے نیاز ہو جائیں۔ اور پھر اس سے بھی لطف کی بات یہ ہے کہ مخالفین کے بعض پیشوا وفات شدہ بزرگوں کی قبروں سے بھی فیض حاصل کرنے کے قائل ہیں۔

● چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ ایک دن آپ (یعنی سید احمد صاحب)۔ حضرت خواجہ خواجگان قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہٗ کی مرقد منور کی طرف تشریف لے گئے۔ اور ان کی مرقد منور پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اسی اثنا میں ان کی روح پر فتوح سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اور آنجناب یعنی حضرت قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجہ کی کہ اس توجہ کے سبب سے ابتدا حصول نسبت چشتیہ کا ثابت ہو گیا۔" (صراط مستقیم)۔ معلوم ہوا کہ نبی تو نبی رہے ولیوں

کی قبروں کے وسیلے سے بھی فیض حاصل ہوتا ہے اور یہ بات لکھنے والے ہمارے امام نہیں بلکہ خود مخالفین کے پیشوا ہیں۔ لہٰذا یہ لوگ یا تو اپنے اکابرین کو مشرک سمجھیں اور یا پھر وسیلہ کو جائز سمجھیں۔ ان لوگوں کو ان دو باتوں میں ایک بات کا بہرحال انتخاب کرنا پڑے گا۔

• مخالفین کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ؎

شفیع عاصیاں تم ہو وسیلہ بیکساں تم ہو۔ تمہیں چھوڑ اب کدھر جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں۔ بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ (گلزار معرفت)

• یہی حاجی امداد اللہ صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں ؎

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے ۔ اے حبیب کبریا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل ۔ اے مرے مشکل کشا فریاد ہے (نالۂ امداد غریب)

• مخالفین کے ایک اور پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں ؎

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا۔ نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار (قصائد قاسمی)

• مخالفین کے ایک دوسرے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں ؎

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ ۔ اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ ۔ (نشر الطیب)

یعنی اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرمائیے۔ آپ مشکلات میں میری آخری امیدگاہ ہیں۔ ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ مخالفین کے علماء و پیشوا کے نزدیک بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ جائز ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آج بھی آپ کو اپنا وسیلہ سمجھتے ہوئے پکارتے ہیں اور آپ سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں۔

اہلسنت و جماعت کے مخالفین ہماری بات نہیں مانتے تو بیشک نہ مانیں کم از کم

اپنے بڑوں کی بات تو مانیں۔ یا پھر جیسے ہم پر فتوے لگاتے ہیں ایسا ہی کوئی فتوے بغیر بسم اللہ پڑھے اپنے اکابر پر بھی لگا دیں تاکہ ثابت ہو جائے کہ آج کے یہ لوگ اپنے عقیدے میں واقعی بڑے پختہ ہیں۔

اِن کا اپنا کردار آج کل جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ جو کچھ مانگنا ہے براہ راست اللہ سے مانگو۔ انکا اپنا کردار یہ ہے کہ:

۱۔ یہ لوگ ماں باپ اور دائی کے وسیلے سے پیدا ہوئے۔ ۲۔ استادوں کے وسیلے سے تعلیم پائی۔ ۳۔ بیماری کی حالت میں ڈاکٹروں کے وسیلے سے شفا پائی۔ ۴۔ مقدمات کی صورت میں وکیلوں کے وسیلے سے فائدہ اٹھایا۔ ۵۔ بھوک میں بیگم کے وسیلے سے کھانا ملا۔ ۶۔ ظلم کی صورت میں پولیس کا وسیلہ اختیار کیا۔ ۷۔ نظر کمزور ہوئی تو عینک کے وسیلے سے فائدہ اٹھایا۔ ۸۔ اولاد بیوی کے وسیلے سے ملی۔ ۹۔ مدرسہ حضرت کے وسیلے سے چلایا۔ ۱۰۔ پمفلٹ اور اشتہار کاتب اور پریس کے وسیلے شائع کیا۔ ۱۱۔ اور مرنے کے بعد غسل کفن اور دفن کیلئے بھی لوگوں کا وسیلہ حاصل کرنا پڑے گا ورنہ نعش پڑی پڑی متعفن اور بدبودار ہو جائے گی۔

مقصد یہ ہے کہ دنیا میں کوئی بھی کام بغیر وسیلے کے نہیں ہوتا۔ اس بات کو یہ بھی مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس طرح کا وسیلہ جائز ہے۔ اور اگر انہیں کہا جائے کہ جب ایک وکیل یا ایک ڈاکٹر کا وسیلہ جائز ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ بھی جائز ہے تو فوراً کہہ دیں گے کہ نہیں یہ جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ)۔

حرفِ آخر یہاں پر یہ لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں زندگی گزارنے کیلئے قدم قدم پر وسیلے کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ وسیلہ ما تحت الاسباب ہے لہذا یہ جائز ہے۔ اور انبیاء و اولیاء کا وسیلہ ما فوق الاسباب۔ لہذا یہ جائز نہیں بلکہ شرک ہے

بدعت ہے۔ حالانکہ یہ بھی ان کی نری غلط فہمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاکباز بندے اللہ کی
دی ہوئی طاقت سے مافوق الاسباب مدد بھی فرماتے ہیں اور یہ بات قرآن پاک سے ثابت ہے۔
چنانچہ پ ۱۳ سورہ یوسف میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب اپنے بھائیوں
کی زبانی پتہ چلا کہ میرے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینائی ختم ہو چکی
ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرا یہ کرتہ لے جاؤ اور ابا جان کے منہ پر ڈال دو اُنکی آنکھیں
روشن ہو جائیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی
بینائی واپس آگئی۔ یہ مدد "مافوق الاسباب" ہے۔

اسی طرح قرآن پاک کے پ ۳ سورۂ آل عمران میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
اپنی قوم سے کہا کہ میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھوں اور کوڑھی کے مریضوں کو
شفا دیتا ہوں اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ یہ بھی "مافوق الاسباب" مدد ہے۔

اس قسم کی بے شمار دلیلیں پیش کی جاسکتی ہے مگر عقلمند کو تو اشارہ ہی کافی ہے
اور بے عقلوں کیلئے دفتر بھی بیکار ہیں۔ بہر حال دلائلِ واضحہ اور براہینِ قاطعہ سے
واضح ہو گیا کہ انبیاءِ و اولیاء، اور بالخصوص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ از
روئے شرع جائز و روا ہے اور مسلمان شروع سے اس کے قائل و عامل چلے آرہے
ہیں اور مخالفین کے پیشواؤں نے بھی اس کو اپنی کتابوں میں جائز قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۔

تحریر کنندہ
محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال
یکم ستمبر ۲۰۰۰ء

ادارہ کی چند اہم مطبوعات

- سات متنازعہ مسائل اور اہلِ سنّت کا موقف
- عقائد و معمولات اہلِ سُنّت
- فہم دین کورس
- نماز کا سُنّت طریقہ
- اسلامی مہینوں کے فضائل و مسائل
- بھیڑ نما بھیڑیئے
- شفا اور برکت
- علماءِ اہلِ سُنّت کی نظر میں یزید
- ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی

Mob : 0333 - 8173630

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

عید میلاد النبی ﷺ کا تحقیقی جائزہ

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

میلاد النبی کا تحقیقی جائزہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط ٥ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ط

تمہید ماہِ ربیع الاول شریف وہ مقدس و متبرک مہینہ ہے جس کی بارہ تاریخ کو صبحِ صادق کے وقت نبی الانبیا حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس ظلمتکدۂ عالم میں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں دنیا بھر میں مسلمان اس دن کو "عید میلاد النبی" کے طور پر مناتے ہیں اور اس دن صدقہ، خیرات کرتے اور جلسے منعقد کرتے، جلوس نکالتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض لوگ اس پر چیں بہ جبیں ہو کر بدعت و شرک کے فتوے لگاتے اور اظہارِ غم و غصہ کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس عید میلاد النبی کا نہ قرآن میں کہیں ذکر ہے اور نہ حدیث میں اور نہ یہ خود حضور علیہ السلام کے زمانے میں منائی گئی اور نہ صحابہ کرام سے اس کا ثبوت ہے لہٰذا اس دن کا منانا جائز نہیں۔ ہم اس مسئلہ کا تحقیقی جائزہ لیتے ہوئے اس پر قرآن و حدیث کی روشنی میں گفتگو کرتے ہیں اور آسان لفظوں میں واضح دلائل پیش کرتے ہیں۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ احقاقِ حق و ابطالِ باطل ہو جائے (وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم)

قرآن پاک سے ثبوت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پ ۳۰ سورۃ والضحیٰ) یعنی تم پر جو تمہارے رب کی نعمتیں ہوں اُن کا (خوب) اظہار کیجئے۔ اور ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام سے بڑھ کر ہمارے لئے اور کوئی نعمت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اللہ کی نعمت ہیں (ملاحظہ ہو بخاری شریف جلد دوم ص۵۶۶) تو اس آیت کریمہ کی روشنی میں حضور علیہ السلام کا ذکرِ خیر کرنا اور آپکا چرچا کرنا جائز و روا ہے اور چونکہ میلاد شریف میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر ہی ہوتا ہے لہٰذا یہ بھی جائز اور حکم خدا کے عین مطابق ہے اور اس کا منکر درحقیقت قرآن کا منکر ہے۔ قرآن پاک میں ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (پ ۱۱ س ۱۰) یعنی آپ فرما دیجئے کہ وہ اللہ کے

فضل اور اُس کی رحمت کے حصول پر خوشیاں منائیں اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنی رحمت کے ملنے پر خوشیاں منانے کا حکم دے رہا ہے اور ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام بھی اللہ کی رحمت ہیں۔ خود قرآن میں ہے وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۰ کہ اے محبوب ہم نے آپ کو سب جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی خوشی منانا اس آیت کریمہ کے عین مطابق ہے ● نیز قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْآ اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ۰ (پ ۳ رکوع ۱۷) ترجمہ:- جب اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دیدوں اور پھر تمہارے پاس میرا پیارا رسول آجائے جو آکر تمہاری تصدیق کرے تو تم اُن پر ایمان لاؤ گے اور اُن کی مدد کرو گے اور اُس کا پکا وعدہ کرتے ہو۔ نبیوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں"۔ اس آیت کریمہ پر اگر گہری نظر سے غور کیا جائے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میثاق والے دن کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام کو ایک جلسہ و محفل میں جمع فرمایا اور اُن میں اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کا میلاد بیان فرمایا جیسا کہ ثُمَّ جَآءَکُمْ کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ میلاد النبی کے جلسے منعقد کرنا اور ان میں حضور علیہ السلام کا میلاد بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

● قرآن پاک میں ایک اور جگہ رب کریم کا ارشاد ہے۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۰ (پ ۳۰ سورہ البلد) یعنی قسم ہے والد کی اور قسم ہے مولود کی۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "اس آیت کریمہ میں لفظ والد یا تو حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہما السلام مراد ہیں (جن کی پشت میں نور محمدی جلوہ گر رہا) یا ہر والد مراد ہے۔ اور وَمَا وَلَدَ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے"۔ (تفسیر مظہری جلد اول ص ۲۷۶) ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ تو حضور علیہ السلام کی ولادت کی قسمیں اٹھاتا ہے اور پھر اس کا پیارا پیارا ذکر قرآن میں فرماتا ہے۔

- تو اگر ہم بھی آپ کی ولادت (یعنی میلاد) کا ذکر جگہ جگہ کریں تو یہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے عین مطابق ہوگا۔ ● قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہِ خداوندی میں دعا کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا۔ (پ سورہ المائدہ) ترجمہ: اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے پکا پکایا کھانا (دسترخوان) نازل فرما جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو جائے۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں ذرا غور کیجئے کہ جس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پہ من و سلویٰ (یعنی آسمان سے پکا پکایا کھانا) نازل ہو وہ دن عید کا دن ہے اور جس دن ہمیں دنیا کی سب سے بڑی نعمت ملی اور باقی تمام نعمتیں اُن کے صدقے میں ملیں تو وہ دن پھر کیونکہ عید کا دن نہ ہوگا اور یہ بھی یاد رکھیں کہ کھانا ایک جسمانی غذا ہے اور جس دن وہ ملے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو عید کا دن قرار دے رہے ہیں۔ اور حضور علیہ السلام تو ہمارے لئے ایک عظیم روحانی نعمت ہیں تو جس دن آپ کی جلوہ گری ہوئی تو میلاد النبی کا وہ دن کیونکر عید کا دن نہ ہوگا۔ ● نیز قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (سورۃ ابراہیم) یعنی ان لوگوں کو اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "اِن دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن میں عظیم واقعات رونما ہوئے"۔ (ملاحظہ ہو تفسیر کبیر زیر آیت مذکورہ) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس جہان میں تشریف آوری سے بڑا واقعہ اور کونسا ہوا ہوگا۔ لہٰذا جس دن حضور علیہ السلام کی جلوہ گری ہوئی اُس دن جشن منانا اور آپ کی تشریف آوری کی یاد کو تازہ کرنا اس آیت کریمہ کے عین مطابق ہے۔ الحمد للہ ہم نے قرآن پاک کی چھ آیتوں سے جشن عید میلاد النبی منانے کا ثبوت پیش کر دیا ہے جبکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہمارے مخالفین قرآن پاک کی ایک آیت کریمہ بھی ایسی پیش نہیں کر سکتے جس میں عید میلاد النبی منانے سے منع کیا گیا ہو۔ (هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ)

حدیث شریف

قرآن پاک کے ثبوت کے بعد اب ذیل میں احادیث کو مکرمہ سے عید میلاد النبی کا ثبوت ملاحظہ کیجئے ● حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ صحابہ کرام نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ فیہ ولدت وفیہ انزل علی۔ یعنی اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن پاک نازل کیا گیا۔ (مشکوٰۃ شریف) اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے پیر والے دن کا روزہ رکھ کر اپنا میلاد خود منایا تو اگر آج ہم میلاد النبی مناتے ہیں تو یہ آپ کی سنتِ مبارکہ پر عمل کرتے ہیں ● ایک حدیث پاک میں ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں رونق افروز ہوئے تو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے ابولہب سے جا کر کہا کہ تمہیں مبارک ہو تمہارے مرحوم بھائی عبداللہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے یہ خوشخبری پا کر اپنی اس لونڈی کو آزاد کر دیا (بخاری شریف جلد دوم) ● حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب کے مرنے کے ایک سال بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بری حالت میں ہے۔ میں نے پوچھا۔ کیا حال ہے؟ ابولہب نے جواب دیا کہ مجھے پورا ہفتہ عذاب ہوتا ہے لیکن جب پیر کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور میری شہادت کی انگلی سے شہد، دودھ یا پانی نکلتا ہے جس کو چوسنے سے سکون ملتا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عذاب میں یہ کمی اس لئے ہوتی ہے کہ حضور علیہ السلام پیر کے دن پیدا ہوئے اور ابولہب نے انگلی کے اشارے سے اس دن آپ کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ (فتح الباری شرح بخاری جلد ۹ صفحہ ۱۱۸)

● حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ "ایک کافر کو حضور علیہ السلام کا میلاد منانے پر انعام ملتا ہے تو جو عاشقِ صادق اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منائے تو وہ کبھی رب کی رحمت سے محروم نہیں رہے گا۔" (مدارج النبوت) ● حضرت امام قسطلانی رحمۃ

اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میلاد کی رات کی خوشی منانے سے جب ابولہب جیسے کافر کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو حضور علیہ السلام کے مومن امتی کا کیا حال ہوگا۔" پھر ارشاد فرماتے ہیں۔ لعمری انما یکون جزاءہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنت النعیم، یعنی مجھے میری عمر کی قسم کہ میلاد منانے والے کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (مواہب لدنیہ جلد ۱ ص۲۷) اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ابولہب نے حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشی اپنے بھتیجے کے طور پر منائی اور مسلمان یہ خوشی آپ کے نبی ہونے کی حیثیت سے مناتے ہیں۔ تو جب بھتیجے کا میلاد منانے والے ابولہب کافر کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو مسلمانوں کو اپنے نبی کا میلاد منانے سے بھی لازمی طور پر فائدہ پہنچے گا ● حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو آپ نے وہاں کے یہودیوں کو عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے ان سے سوال کیا کہ تم اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایک ایسا مقدس دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون جیسے دشمن سے نجات عطا فرمائی تو ہم تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا۔ فنحن احق بموسیٰ منکم فامر بصیامہ، یعنی ہم تمہاری بہ نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فتح کا دن منانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ پس حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا (بخاری شریف) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات بخشی وہ دن ان کے نزدیک مبارک ہے تو جس دن خود ساری کائنات کے نجات دہندہ تشریف لائے وہ دن پھر کیونکر مبارک اور مقدس نہ ہوگا اور اس دن کو پھر کیوں نہ محبت و عقیدت سے منایا جائے ● حضرت عرباض بن بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔ پھر فرمایا کہ میں تمہیں اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں میں دعائے خلیل اور بشارت عیسیٰ علیہ السلام ہوں

میں اپنی والدہ کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا جس سے اُن کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا اور جس کے سبب ان کے لئے ملک شام کے محل چمک گئے۔ (مسند امام احمد جلد چہارم ص۱۲۷) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ولادت کی باتیں صحابہ کرام کے سامنے خود بیان فرمائیں اور آج ہم بھی میلاد النبی کے جلسوں اور جلوسوں میں آپ کی ولادت کی باتیں ہی لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تو اس سے ثابت یہ ہوا کہ میلاد النبی منانا خود حضور علیہ السلام کے عمل کے عین مطابق ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ محدثین کرام نے حدیث کی کتابوں میں باقاعدہ میلاد النبی کا باب باندھا ہے چنانچہ "ترمذی شریف جلد دوم" میں ہے۔ باب ماجاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی یہ باب میلاد النبی کے بیان میں ہے تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ میلاد النبی منانا جائز ہے مذکورہ بالا تمام احادیث مبارکہ سے میلاد شریف منانے کا واضح ثبوت ملتا ہے جبکہ چھوٹے بڑے تمام مخالفین اس کی ممانعت میں ایک حدیث بھی پیش نہیں کرسکتے۔

اقوالِ بزرگان سے ثبوت

حضرت علامہ قسطلانی رحمتہ علیہ فرماتے ہیں ولازال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہٖ علیہ الصلوٰۃ والسلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون السرور۔ یعنی اہل اسلام حضور علیہ السلام کی ولادت کے مہینے میں ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانا پکانے اور دعوتِ طعام کرتے رہے ہیں اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے اور خوشی ظاہر کرنے چلے آئے ہیں۔ (زرقانی شریف ص۱۳۹)

● حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ومن تعظیمہٖ عمل المولد اذا لم یکن فیہ منکر قال الامام السیوطی یستحب لنا اظہار الشکر لمولدہٖ علیہ السلام۔ یعنی میلاد شریف کرنا بھی حضور علیہ السلام کی تعظیم ہے جب کہ وہ بری باتوں سے خالی ہو اور امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر اظہارِ تشکر کرنا مستحب ہے (تفسیر روح البیان جلد ۵ ص۶۶)

● حضرت علامہ علی بن برہان الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وقد استخرج لہ الحافظ ابن حجر اصلا من السنۃ وکذا الحافظ السیوطی۔ یعنی بیشک علامہ ابن حجر اور حافظ سیوطی

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں وہ دن عید کا دن بن جائے اور جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو وہ دن پھر کیونکر عید کا دن نہ ہوگا ● قرآن پاک میں مذکور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی کہ "اے اللہ ہم پر آسمان سے پکا پکایا دستر خوان نازل فرما جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو جائے" (پ ۷ سورہ المائدہ) اس آیت کریمہ کی روشنی میں ذرا غور کیجئے کہ جس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے پکا پکایا کھانا نازل ہو وہ دن عید کا دن ہے تو جس دن ہمیں دنیا کی سب سے بڑی نعمت ملی اور باقی تمام نعمتیں ان کے صدقے میں ملیں تو وہ دن پھر کیونکر عید کا دن نہ ہوگا ● نیز حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض و عناد۔ (زرقانی شریف جلد ا ص ۱۳۹) یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے ماہِ ولادت کی راتوں کو عید بنایا تاکہ یہ عید اس شخص پر سخت ترین مصیبت ہو جس کے دل میں مرض و عناد ہے۔ علامہ قسطلانی کی اس عبارت سے واضح ہوا کہ میلاد النبی کی رات مسلمانوں کے لئے عید کی رات ہے تو پھر میلاد النبی کا دن کیونکر عید کا دن نہ ہوگا ● اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اسلام میں "یوم عرفہ" یعنی نویں ذوالحج کے دن کو بھی عید کا دن قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ تو پاس بیٹھے ہوئے ایک یہودی نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نازل ہونے والے دن کو عید کا دن بنا لیتے آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم تو ایک عید مناتے اور ہمارے ہاں جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔ ایک جمعہ کا دن تھا اور دوسرا عرفہ کا دن" (ترمذی شریف) اس روایت سے اندازہ کیجئے کہ جس دن قرآن پاک کی ایک آیت نازل ہو وہ عید کا دن ہو جائے تو جن کے صدقے ہمارا پورا قرآن ملا جس دن وہ تشریف لائیں وہ دن بھلا پھر کیونکر عید کا دن نہ ہوگا۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے مبارک دن کو عید کہنا اور بطور عید منانا بالکل جائز ہے، رہا یہ سوال کہ اگر یہ عید کا دن ہے تو اس دن اضافی عبادت کیوں نہیں جیسا کہ عید الفطر اور عید الضحیٰ میں ہے تو اس کا جواب علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح دیا ہے کہ "یوم میلاد میں یوم جمعہ کی طرح جمعہ و خطبہ وغیرہ لازم نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے وجودِ رحمت کی وجہ سے اُمت پر تخفیف ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اسی رحمت کا ایک اظہار یہ بھی ہے کہ اس دن کسی عبادت کا مکلف نہیں بنایا" (مواہب لدنیہ جلد اوّل ص ۱۴۲)

یعنی عید میلاد النبیؐ بیشک عید کا دن ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس دن کی عبادت ہمارے لئے معاف کر دی گئی ہے (فافہم و تدبر)

آپکی تاریخِ ولادت

مخالفین کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو نہیں ہوئی بلکہ ۹ ربیع الاوّل کو ہوئی ہے لہٰذا ۱۲ ربیع الاوّل کو جشنِ ولادت منانا صحیح نہیں ہے۔ اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ آپ کی تاریخِ ولادت میں اختلاف ہے جن میں ۹ ربیع الاوّل کے علاوہ یکم۔ دو۔ آٹھ اور دس ربیع الاوّل کی روایات بھی موجود ہیں لیکن یاد رکھیں کہ ترجیح بارہ ربیع الاوّل کی روائیت کو ہی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے ● چنانچہ علامہ محمد بن مالک بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاوّل۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بارہ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے (سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۱۶۰)

● حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ولادتِ وے صلی اللہ علیہ وسلم روزِ دوشنبہ دوازدہم ربیع الاوّل بپنجاہ و پنج روز بعد از واقعہ فیل بود۔ یعنی حضور علیہ السلام کی ولادت اصحابِ فیل والے واقعہ کے پچپن روز بعد ۱۲ ربیع الاول شریف پیر کو ہوئی (شواہد النبوت ص ۲۲) ● حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ والمشہور انہ ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاوّل وھو قول محمد بن اسحاق وغیرہ۔ یعنی مشہور یہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے اور محمد بن اسحاق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وغیرہ کا بھی یہی قول ہے (زرقانی شریف جلد اوّل ص۱۳۲) ● حضرت علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وھو المشھور عند الجمھور وبالغ ابن الجوزی وابن الجزار فنقلا فیہ الاجماع وھو الذی علیہ العمل یعنی مشہور قول یہی ہے کہ آپ ۱۲ ربیع الاول شریف کو پیدا ہوئے۔ یہی قول جمہور کا ہے اور محدث ابن جوزی اور ابن الجزار نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے اور عمل بھی اسی پر ہے (حوالہ مذکورہ) ● حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "بدانکہ جمہور اہل سیر و تواریخ برآنند کہ تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در عام الفیل بود بعد از چہل روز یا پنجاہ و پنج روز و ایں قول اصح اقوال است و مشہور آنست کہ در دوازدہم ربیع الاوّل بود و بعضے علماء دعوے اتفاق بریں قول نمودہ"۔ ترجمہ جمہور اہل سیر و تواریخ اس پر متفق ہیں کہ حضور علیہ السلام کی ولادت واقعہ اصحاب فیل کے چالیس یا پچپن روز بعد ہوئی اور یہی قول تمام اقوال سے صحیح ہے اور مشہور یہی ہے کہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ تھی۔ اور بعض علماء نے تو اسی قول پر اتفاق و اجماع نقل کیا ہے (مدارج النبوت ص۱۴) ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ جمہور علماء کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاوّل ہی ہے یہی قول زیادہ صحیح ہے اور اسی پر اجماع و اتفاق ہے لہٰذا عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی ۱۲ ربیع الاول شریف کو ہی منانی چاہئیے اور جو لوگ اس کے مخالف ہیں وہ درحقیقت جمہور اور اجماع کے مخالف ہیں۔

یہ یوم وصال نہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوا۔ لہٰذا اس دن خوشی نہیں منانی چاہئیے بلکہ غم کا اظہار کرنا چاہئیے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ پہلے دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔ ایک حدیث تو پہلے تحریر کی جا چکی ہے کہ جب آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی تو وہ ۹ ذوالحجہ اور جمعہ کا دن تھا اور عرفات کا میدان تھا۔ (مسلم شریف) اور دوسری حدیث پاک میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال پیر کے دن ہوا (بخاری شریف) اور یہ بھی یاد رکھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک حج فرمایا جس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے اور اس کے تین ماہ بعد آپ کا وصال ہو گیا یعنی ذوالحجہ میں آپ نے حج فرمایا۔ اس کے بعد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محرم، صفر دو مہینے گزارے اور تیسرے مہینے ربیع الاول میں آپ کا وصال ہوا۔ اب ذرا گہری نظر سے دیکھیں کہ حجۃ الوداع ۹ ذوالحجہ جمعہ کے دن تھا اور آپ کا وصال پیر کے دن ہوا اب درمیانی مہینوں کو خواہ انیتس کا تسلیم کریں یا تیس کا یا بعض کو انیتیس کا اور بعض کو تیس کا تسلیم کریں پیر کو بارہ ربیع الاوّل کی تاریخ بنتی ہی نہیں۔ قارئین کرام خود حساب لگا کر دیکھ لیں۔ اور جب پیر کو بارہ ربیع الاوّل بنتی نہیں تو آپ کا وصال تو پیر کے دن ہوا۔ ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاوّل شریف یوم وصال نہیں بلکہ یوم میلاد النبی ہے ● اسی لئے مولانا شبلی لکھتے ہیں کہ "وفاتِ نبیؐ کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاوّل ہے۔" (حاشیہ سیرت النبی جلد دوم ملک) اور حساب کے لحاظ سے بھی اگر حجۃ الوداع کے بعد ایک ماہ تیس کا اور دو ماہ انیتس کے شمار کیجئے تو یکم ربیع الاوّل پیر کو ہی بنتی ہے لہذا ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کے وصال کا دن یکم ربیع الاوّل ہے اگرچہ بعض نے آپ کی تاریخ وفات دو ربیع الاوّل بھی لکھی ہے لیکن ۱۲ ربیع الاوّل ہرگز آپ کی تاریخ وفات نہیں ہے۔

حاکمِ اربل کون تھا؟

مخالفین کہتے ہیں کہ میلاد النبیؐ کو مروجہ طریقے سے منانے کا آغاز اربل کے حاکم مظفر ابوسعید نے کیا اور وہ ایک نہایت ہی ظالم اور عیاش قسم کا آدمی تھا لہذا میلاد شریف منانا جائز نہیں کیونکہ حاکم اربل سے پہلے کسی نے میلاد نہیں منایا۔ اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ اوّل تو میلاد منانے کا آغاز حاکم اربل سے نہیں ہوا بلکہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث میں موجود ہے جیسا کہ ہم اس سلسلے میں پہلے دلائل تحریر کر چکے ہیں۔ دوم یہ کہ اگر حاکم اربل نے اس کا باقاعدہ ایک مخصوص طریقے سے اجراء کیا تو اس کو شریعت کے خلاف نہیں کہا جا سکتا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا۔ کہ جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالا اس کو دوگنا اجر ملے گا۔ اس کے رائج کرنے کا بھی اور اس پر عمل کئے جانے کا بھی (مشکوٰۃ شریف) اور ظاہر ہے کہ محفلِ میلاد کو رائج کرنا بھی ایک اچھا طریقہ ہے کیونکہ قرآن و حدیث میں اس کی کہیں ممانعت نہیں ہے۔ لہذا شاہِ اربل کو اس کا ثواب ملے گا ● اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دور کے تقاضے الگ الگ ہوتے ہیں۔ ایک عمل مختلف زمانوں اور مختلف اوقات میں مختلف شکلیں اختیار کر لیتا ہے تو جب تک اس میں بنیادی روح کارفرما ہو اس وقت تک اس کو ناجائز قرار نہیں دیا جائے گا۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ قرآن وحدیث میں جہاد کا حکم دیا گیا ہے مگر حضور علیہ السلام کے زمانے میں اور اُن کے بعد متصل جہاد تیروں، کمانوں، نیزوں اور بھالوں سے ہوتا تھا۔ لیکن اب جہاد میں یہ چیزیں استعمال نہیں ہوتیں بلکہ اب جہاد کے لئے جدید آلات، بمبار طیارے، جدید ٹینک، کلاشنکوف اور بندوقیں وغیرہ ہوتی ہیں تو کیا کوئی عقل کا اندھا کہہ سکتا ہے کہ چونکہ یہ چیزیں حضور علیہ السلام کے زمانے میں نہ تھیں لہٰذا اب ان سے جہاد حرام یا بدعت ہے اگر کوئی ایسا کہے گا تو لوگ اس کو احمق ہی کہیں گے اسی طرح اگر میلاد النبی کو بھی موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق جلسے وجلوس کی شکل میں منایا جائے تو اس کو بھی کوئی پرلے درجے کا بیوقوف ہی ناجائز کہے گا کیونکہ اصل روح جیسے جہاد میں کارفرما ہے ایسے ہی میلاد النبی میں بھی کارفرما ہے اور جیسے موجودہ دور میں جہاد کرنے کے طریقے بدل گئے ہیں ایسے ہی موجودہ دور میں میلاد منانے کے طریقے بھی بدل گئے ہیں مگر جہاد آج بھی جائز ہے اسی طرح میلاد بھی آج جائز ہے ● رہا یہ سوال کہ حاکمِ اربل عیاش اور ظالم تھا لہٰذا اُس کا مروجہ میلاد منانا جائز نہیں تو اوّل تو وہ ظالم وعیاش ہرگز نہیں تھا۔ چنانچہ حافظ ابنِ کثیر فرماتے ہیں کہ "بادشاہ مظفر ابو سعید ایک سخی، عظیم سردار اور بزرگ بادشاہ تھا اور اس کے تمام کام بہت اچھے تھے اور وہ نہایت بہادر، جرأتمند، دانا اور عادل حاکم تھا" (البدایہ والنہایہ ص ۱۹) حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اربل کا حاکم مظفر ابن سعید اُن حکمرانوں میں سے ایک ہے جو نہایت ہی صاحبِ شرافت اور بڑی سخی شخصیت ہیں اور ان کے لئے نہایت ہی اچھے آثار ہیں" (حسن المقصد فی عمل المولد) تو اوّل تو حاکم اربل نہایت متقی و اچھا آدمی تھا جیسا کہ مذکورہ بالا دونوں حوالوں سے ظاہر ہے لیکن اگر بالفرض ظالم وکذاب بھی ہو تو بھی اس کے اچھے کام کو اچھا ہی کہا جائے گا جیسا کہ قول مشہور ہے۔ لاتنظر الی من قال وانظر الی ما قال۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی تو یہ نہ دیکھ کر کہنے والا کون ہے تو یہ دیکھ کہ وہ کہہ کیا رہا ہے۔ اگر شیطان خدا کو ایک کہے تو ہم اس کی ضد میں آکر وحدانہیں مانیں گے۔ یعنی اچھا کام اچھا ہے خواہ کسی سے بھی ظاہر ہو۔ تو اگر بالفرض حاکم اربل ایسا ہی ہے جیسا بعض لوگ کہتے ہیں تو کام تو اس نے اچھا انجام دیا لہٰذا اس کی وجہ سے اس کے اچھے کام کو برا نہیں کہا جائے گا بلکہ میلاد شریف منانے کو اچھا ہی کہا جائے گا۔

تصنیف پر انعام

مخالفین یہ بھی کہتے ہیں کہ "حاکم اربل مظفر ابو سعید نے ایک ہزار دینار رشوت دیکر اس زمانے کے ایک عالم ابو الخطاب بن دحیہ سے میلاد شریف کے جائز ہونے پر ایک کتاب بنام "التنویر فی مولد السراج المنیر" لکھوائی اور انہوں نے رشوت لے کر اس کو جائز لکھ دیا۔" اس کے جواب میں عرض ہے کہ حضرت شیخ علامہ الحافظ ابو الخطاب بن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ابن خلکان لکھتے ہیں کہ "وہ نہایت ہی جید عالم اور مشاہیر فضلاء میں سے تھے" (الحاوی للفتاوی ص۱۹۰) تو اگر انہوں نے التنویر کے نام سے جوازِ میلاد پر کتاب لکھی اور شاہِ اربل نے خوش ہو کر انہیں ایک ہزار دینار انعام دے دیا تو اس میں کیا قباحت ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کے میلاد کی خوشی میں ابولہب جیسے کافر کو انعام سے نواز دیتا ہے تو یہ انعام تو اس کے مقابلے میں کچھ حیثیت ہی نہیں رکھتا ● اور پھر یاد رکھیں کہ سلف صالحین میں سے صرف الحافظ ابو الخطاب بن دحیہ نے ہی میلاد کے جائز ہونے پر یہ کتاب نہیں لکھی بلکہ اور بھی بہت سے بزرگانِ دین اور علمائے کرام نے اس پر کتابیں لکھی ہیں۔ چنانچہ چند کتابوں اور ان کے مصنفین کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں (۱) ماثبت بالسنہ، مصنف حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی (۲) المیلاد النبی، مصنف امام ابن جوزی (۳) مورد الصادی فی مولد الہادی، مصنف حافظ شمس الدین دمشقی۔ (۴) نظم البدیع فی مولد النبی، مصنف علامہ یوسف نبہانی (۵) سمط الدرر فی اخبار مولد خیر البشر۔ مصنف، امام علی بن محمد الحبشی (۶) مولد النبی، مصنف شیخ السید جعفر البرزنجی (۷) مولد المصطفیٰ، مصنف الاستاذ خیر الدین وائلی (۸) فیصلہ ہفت مسئلہ، مصنف، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (۹) اثبات المولد والقیام مصنف شاہ احمد سعید دہلوی (۱۰) الشمامۃ العنبریہ من خیر مولد البریہ، مصنف علامہ محمد صدیق حسن خان بھوپالی۔ (تلک عشرۃ کاملۃ) اگر علامہ ابو الخطاب بن دحیہ نے میلاد شریف کے جائز ہونے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر التنویر نامی کتاب رشوت لے کر لکھی تو کیا مذکورہ بالا علمائے کرام نے بھی جوازِ میلاد پر یہ کتابیں رشوت لے کر لکھی ہیں؟ ظالمو! شرم کرو اور کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ ایک جائز چیز کو ناجائز ثابت کرنے کے لئے تم کیسے کیسے حربے استعمال کرتے ہو۔ ع۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

عذاب میں تخفیف

اس سے قبل یہ روایت تحریر کی جا چکی ہے کہ ابولہب نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد اس کے عذاب میں تخفیف کر دی۔ مخالفین نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ ایک تو یہ خواب کی بات ہے اور خواب کی بات حجت نہیں ہوا کرتی اور دوسرا یہ کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کافروں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ۔ کہ کافروں کے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی۔ تو ثابت ہوا کہ ابولہب والا مذکورہ واقعہ صحیح نہیں۔ اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ ہم نے ابولہب والی روایت کو بطور حجت نہیں بلکہ بطورِ تائید نقل کیا ہے اور یہ صحیح ہے کہ نبیؐ کے سوا کسی دوسرے کا خواب حجت نہیں ہوا کرتا لیکن اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ وہ بالکل غلط ہو اور اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ ہو۔ مثلاً قرآن پاک میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب جیل گئے تو دو کافر قیدیوں نے آپ کے سامنے اپنے خواب بیان کئے اور آپ نے ان کی جیسے تعبیر بیان فرمائی ویسا ہی ہو کر رہا۔ اگر ان کافروں کے خواب صحیح ہو سکتے ہیں تو مذکورہ روایت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا خواب سچا کیوں نہیں ہو سکتا۔ اور پھر اگر یہ خواب غلط تھا تو حضرت عباس اس کو بیان ہی نہ کرتے اور اگر آپ نے بیان کر دیا تھا تو دوسرے صحابہ کرام یا بعد میں تابعین یا تبع تابعین اس کی تردید کر دیتے مگر اس کی کوئی روایت نہیں ملتی بلکہ اس خواب کو تمام محدثین کرام نے نقل فرما کر اس کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت کی ہے۔ رہا یہ کہنا کہ قرآن میں ہے کہ کافروں کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوگی تو ابولہب بھی کافر تھا اس کے عذاب میں تخفیف کیسے ہو سکتی ہے۔ اس کے جواب میں ہم حافظ ابن حجر کی تحریر پیش کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "اس میں یہ احتمال ہے کہ یہ ہر کافر کا معاملہ نہیں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، اور امام قرطبی بھی فرماتے ہیں کہ عذاب میں تخفیف ابولہب کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ خاص ہے جس کے بارے میں نص وارد ہے (ہر کافر کے لئے نہیں) اور اللہ تعالیٰ کا یہ فضل (ابولہب پر) حضور علیہ السلام کا اکرام ہے نہ کہ کافر کا"۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۱۹) معلوم ہوا کہ ابولہب کے عذاب میں جو تخفیف ہوئی وہ صرف حضور علیہ السلام کے اکرام کی وجہ سے اسی کے ساتھ خاص ہے یہ حکم ہر کافر کے لئے نہیں ہے اور یہ بھی کوئی ابولہب کی عزت کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت کے طفیل ہے۔

یہ بدعت نہیں

مخالفین کا ایک اہم اعتراض یہ بھی ہے کہ "عید میلاد النبیؐ نہ حضور علیہ السلام نے منائی، نہ صحابہ کرام نے منائی، نہ محدثین عظام نے منائی اور نہ چاروں ائمہ نے منائی اس لئے یہ بدعت ہے"۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں مسجد نبوی کچی تھی اُس کے لمبے لمبے مینار نہیں تھے اس میں لاؤڈ اسپیکر نہیں تھا اور اس میں ہر روز صبح کی نماز کے بعد درس نہیں ہوتا تھا اور آج مخالفین کی تمام مسجدیں پختہ ہیں۔ ان کے لمبے لمبے مینار ہیں۔ مسجدوں کو رنگ و روغن کیا ہوا ہے اُن میں لاؤڈ اسپیکر نصب ہیں اذان میں ہر روز صبح کی نماز کے بعد درس ہوتا ہے آخر یہ سب کچھ کیوں ہوتا ہے؟ جب یہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کے زمانے میں نہیں تھا تو آج یہ سب کچھ کیسے جائز ہوگیا؟ جو جواب تمہارا ہوگا وہی جواب ہمارا سمجھ لیجئے۔ معلوم ہوا کہ عید میلاد النبی منانا ہرگز بدعت نہیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر حضور علیہ السلام، صحابہ کرام، تابعین اور محدثین نے عید میلاد النبی نہیں منایا تو میں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے اس سے منع کب کیا ہے؟۔ آپ کسی بھی دلیل اور کسی بھی حوالہ سے ثابت کرکے دکھائیں کہ فلاں صحابی نے فلاں محدث نے اس سے منع کیا ہے (ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین) اور پھر یہ کہنا کہ یہ کام صحابہ کرام نے نہیں کیا لہٰذا بدعت ہے بالکل غلط اور بے اصل ہے۔

حجتہ الاسلام حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں وقول القائل، ان ذلک بدعة لم یکن فی الصحابة فلیس کل ما یحکم باباحتہ منقولا عن اصحابھم رضی اللہ تعالیٰ عنھم انما المحذور بدعة تراغم سنة ماموراً بھا۔ (احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۲۲۳) ترجمہ:۔ یہ کہنا کہ یہ بات بدعت ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام کے دور میں نہیں تھی صحیح نہیں، کیونکہ کل مباحات صحابہ کرام سے منقول

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں ہیں۔ بدعت وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو اور جس کی شریعت میں ممانعت وارد نہ ہوئی ہو اس کو بدعت کہنا صحیح نہیں ہے حضرت امام غزالی کے اس فرمان سے بدعت کا مسئلہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ کہنا کہ فلاں چیز صحابہ کرام کے زمانے میں نہیں تھی اس لئے یہ بدعت و ناجائز ہے یہ بات "قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ صحابہ کرام سے ہر بات منقول نہیں ہے اور نہ عدمِ نقل عدمِ وقوع کو مستلزم ہے یعنی ممکن ہے کہ صحابہ کرام نے عید میلاد النبی کو منایا ہو لیکن اس کی نقل ہم تک نہ پہنچی ہو تو محض عدمِ نقل کی بنا پر اس کو ناجائز کہنا سراسر جہالت و حماقت اور نری بیوقوفی ہے

حرفِ آخر

الحمد للہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کے دلائل قرآن و حدیث سے، سلف صالحین سے، اور خود مخالفین کے حوالوں سے پیش کئے جا چکے ہیں اور اس مسئلہ پر آج تک جتنے سوالات کئے گئے ان کے شافی و مسکت جوابات بھی تحریر کر دیئے گئے ہیں۔ آخر میں ایک حدیث پاک مزید درج کی جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ "جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے اُس کو اِس کا بھی ثواب ملے گا اور اُس پر عمل کئے جانے کا بھی اور اس کے ثواب سے کچھ بھی کم نہیں کیا جائے گا۔ اور جو کوئی اسلام میں برا طریقہ رائج کرے تو اُس کو اس کا بھی گناہ ملے گا اور اُس پر عمل کئے جانے کا بھی اور اُس کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔" (مشکوٰۃ شریف) اس حدیث پاک میں حضور علیہ السلام نے اسلام میں اچھے طریقے رائج کرنے کی ترغیب دی ہے اور عید میلاد النبی منانا بھی ایک اچھا طریقہ ہے کیونکہ قرآن و حدیث میں اس کی کہیں بھی ممانعت نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو رائج کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے دونوں ہی اجر و ثواب کے حقدار ہیں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو حق قبول کرنے اور صراطِ مستقیم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

تحریر کنندہ:۔ محمد حنیف اختر

صدر:۔ بزمِ سعید خانیوال

خطیب جامع غوثیہ اسلام پورہ خانیوال

یکم دسمبر ۱۹۹۸ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میلاد النبی کی شرعی حیثیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم ۔

تقدیم

اللہ تعالٰے جل مجدہٗ کے فضل و کرم سے خانیوال میں اِس سال عید میلاد النبی کا مقدس تہوار پہلے سے زیادہ جوش و خروش کے ساتھ منایا گیا ۔ اِس دفعہ جشن میلاد کا جلوس پہلے سے کافی بڑا تھا ۔ اور اُس میں لوگوں کا جوش و خروش بھی قابلِ دید تھا ۔ بندہ ناچیز جلوس کے ہمراہ جب شہر کے مرکزی مقام "چوک سنگلانوالہ خانیوال" میں پہنچا تو ایک محترم دوست نے ایک پمفلٹ بعنوان "عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟ سوال کیجئے اپنے مولوی سے" مجھے دیا ۔ اور ساتھ ہی فرمائش کی کہ اس کا جواب ضرور شائع ہونا چاہیئے ۔ یہ پمفلٹ دو ورقی ہے یعنی چار صفحات پر مشتمل ہے ۔ اِن کم عقل اور کم علم لوگوں کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی و عداوت کو ملاحظہ کیجئے کہ اُنہوں نے یہ پمفلٹ عین اُس دن تقسیم کرنا لازم سمجھا جب پورے عالم اسلام میں میلاد پاک کی خوشیاں منائی جا رہی تھیں ۔ لوگ میلاد پاک کے تذکرے کر رہے تھے اور خبثِ باطنی کی بنا پر ان لوگوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے تھے ۔ عربی کی مثال مشہور ہے ۔ الاناء یترشح بما فیہ ۔ کہ برتن کے اندر جو کچھ ہو وہی باہر ٹپکتا ہے ۔ چنانچہ انہوں نے عین میلاد شریف والے دن یہ پمفلٹ تقسیم کر کے اپنے ظاہر و باطن کے کالا پن اور عداوتِ رسول کا بھرپور مظاہرہ کیا اور اس تعظیم والے عمل کو شرک و بدعت قرار دیکر اپنی عاقبت کی بربادی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا سامان فراہم کیا۔ اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں۔

؎ شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ؎ اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

ہم ذیل میں اُن کے اعتراضات کے جوابات تحریر کر رہے ہیں اور فیصلہ اپنے قارئین پر چھوڑتے ہیں اور ساتھ ہی معترضین کو دعوت انصاف دیتے ہیں۔

(وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ؕ)

پوچھیں اپنے مولوی سے

مذکورہ پمفلٹ کے مؤلف نے لکھا ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کا دن آنحضرت کی نبوت کی زندگی میں ۲۳ مرتبہ آیا حضرت ابوبکر صدیق کے دورِ خلافت میں ۲ مرتبہ آیا۔ حضرت عمر فاروق کے دور خلافت میں ۱۰ مرتبہ آیا حضرت عثمان غنی کے دورِ خلافت میں ۱۲ مرتبہ آیا حضرت علی مرتضےٰ کے دورِ خلافت میں پانچ مرتبہ آیا حضرت امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں ۲۰ مرتبہ آیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، محدثین اور آئمہ کرام کے دور میں بہت مرتبہ آیا۔ یہ دن آتا مگر عام دنوں کیطرح گزر جاتا۔ اگر اللہ کے رسول اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر محدثین چاروں آئمہ نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں منایا تو پھر ہم کیوں منائیں۔ پوچھیے اپنے مولوی سے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں میلاد النبی کے دن کو عید کا درجہ دیا جاتا تھا؟ کیا خلفائے راشدین کے دور میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جشن منائے جاتے تھے؟ کیا اہلبیت چاروں آئمہ یا امام ابو حنیفہ نے کبھی عید میلاد النبی کے کسی جلوس کی قیادت کی تھی؟ اگر نہیں تو پھر ہم کیوں ایسا کرتے ہیں؟ غور کیجئے!!

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ مؤلف مذکور نے مذکورہ بالا سطور میں محض لفاظی و چرب لسانی سے کام لیا ہے ورنہ اعتراض وہی پرانا ہے کہ جو چیز حضور علیہ السلام کے زمانے میں نہ ہو وہ بدعت ہے۔ اسی کو طول دیکر مؤلف نے بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں مسجد کچی تھی۔ اس کے لمبے لمبے مینار نہیں تھے۔ اس میں لاؤڈ اسپیکر نہیں تھا۔ اس میں ہر روز صبح کی نماز کے بعد درس نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ ہی صحابہ کرام و تابعین کے دور میں ایسا تھا۔ آج مؤلف مذکورہ کے ہم عقیدہ علماء اور نجدی مولویوں کی مسجدیں پختہ ہیں۔ لمبے لمبے مینار ہیں۔ مسجدوں کو رنگ و روغن کیا ہوا ہے۔ ان میں لاؤڈ اسپیکر نصب ہیں۔ اور ہر روز صبح کی نماز کے بعد درس ہوتا ہے۔ آخر یہ سب کچھ کیوں؟ جب یہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کے دور میں نہیں تھا تو آج یہ کیسے جائز ہو گیا؟ پوچھیں ذرا اپنے مولوی سے کہ جب اس بنا پر کہ یہ زمانہ نبوی میں نہیں تھا۔ میلاد النبی منانا ناجائز نہیں تو یہ مسجدیں یہ مینار یہ لاؤڈ اسپیکر اور یہ درس وغیرہ کیسے جائز ہیں جب کہ یہ بھی زمانہ نبوی میں نہیں تھے (جو جواب تمہارا ہوگا وہی جواب ہمارا سمجھ لیجئے) اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام، تابعین اور محدثین نے عید میلاد النبی نہیں منایا (جیسا کہ مؤلف مذکور نے لکھا ہے) تو میں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے اس سے منع کب کیا ہے؟ آپ کسی بھی دلیل اور کسی بھی حوالہ سے ثابت کر کے دکھائیں کہ فلاں صحابی یا فلاں محدث نے اس سے منع کیا ہے؟ (ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین) واضح رہے کہ حضور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث پاک میں ارشادِ گرامی ہے۔ الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت فھو مما عفا عنہ (ترمذی شریف وابن ماجہ) یعنی حلال وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے۔ جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے خاموشی اختیار فرمائی وہ عفو (یعنی جائز) ہے۔ اِس حدیث پاک کی رو سے اگر اللہ ورسول نے بالغرض عید میلاد النبی کو منانے کا حکم نہیں دیا تو انہوں نے اس سے منع بھی نہیں کیا۔ انہوں نے خاموشی اختیار کی اور جب انہوں نے خاموشی اختیار کی تو مذکورہ حدیث پاک کے مطابق اس کا منانا پھر بھی جائز ثابت ہو گیا۔ آپ پوچھیں اپنے مولوی سے کہ تم اس کو پھر ناجائز کیوں کہتے ہو؟

؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

اس کا تیسرا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا۔ من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا من غیر ان ینقص من اجورھم شئی ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بھا من غیر ان ینقص من اوزارھم شئی (مشکوٰۃ شریف) ترجمہ: جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے اُس کو اس کا بھی ثواب ملے گا۔ اور اُس پر عمل کیے جانے کا بھی اور اُس کے ثواب سے کچھ بھی کم نہیں کیا جائے گا۔ اور جو کوئی اسلام میں برا طریقہ رائج کرے تو اُس کو اُس کا بھی گناہ ملے گا اور اُس پر عمل کیے جانے کا بھی اور اُس کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔ اِس حدیث پاک کی روشنی میں ذرا ٹھنڈے دل سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غور کیجئے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں اچھے اچھے طریقے رائج کرنے کی ترغیب دی ہے۔ خواہ وہ کسی دور اور کسی زمانے میں رائج کیا جائے ایک اور حدیث پاک میں ہے۔ ما راٰہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن (مرقات باب الاعتصام) یعنی جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ پوچھیں ذرا اپنے مولوی سے کہ ان دونوں حدیثوں سے جب یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مسلمان اسلام میں جب بھی کوئی اچھا طریقہ رائج کریں تو انہیں اس پر دوگنا ثواب ملے اور جو چیز مسلمانوں کے نزدیک اچھی ہو گی اس کو اللہ بھی اچھا سمجھے گا تو جب مسلمان عید میلاد النبی کو اچھا طریقہ سمجھ کر مناتے ہیں تو پھر یہ اللہ کے نزدیک کیسے اچھی نہیں ہو گی؟ اور اگر صرف حضور علیہ السلام یا صحابہ کرام کے طریقے ہی اچھے ہیں۔ بعد کے دور والے اچھے نہیں ہیں تو حضور علیہ السلام نے من سن فی الاسلام الخ فرما کر نئے نئے طریقے رائج کرنے کی ترغیب کیوں دی ہے؟ کہو اس کا تمہارے پاس کیا جواب ہے؟

امام غزالی کا فیصلہ

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وقول القائل ان ذلک بدعۃ لم یکن فی الصحابۃ فلیس کل ما یحکم باباحتہ منقولا عن اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم انما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ مامورا الیھا (احیاء العلوم جلد دوم ص۲۲۳) ترجمہ:۔ یہ کہنا کہ یہ بات بدعت ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام کے دور میں نہیں تھی صحیح نہیں کیونکہ کل مباحات صحابہ کرام سے منقول نہیں ہیں بدعت وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو اور جس کی شریعت میں ممانعت وارد نہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئی ہو اس کو بدعت کہنا صحیح نہیں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمانِ عالیشان نے مسئلہ ہٰذا روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ کہنا کہ فلاں چیز صحابہ کرام کے زمانے میں نہیں تھی اس لئے یہ بدعت و ناجائز ہے۔ (جیسا کہ مذکورہ مؤلف نے بھی لکھا ہے) یہ بات قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام سے ہر بات منقول نہیں ہے اور نہ عدمِ نقل عدمِ وقوع کو مستلزم ہے۔ یعنی کسی چیز کا بذریعہ نقل ہم تک نہ پہنچنے سے اس کا عدمِ وقوع ثابت نہیں ہوتا۔ مثلاً خدانخواستہ اگر کسی مقام پر کوئی حادثہ ہوا ہو اور ہمیں اس کی خبر نہ ہو تو ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اس حادثے کی خبر نہیں۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ ہمیں خبر نہیں ہے۔ لہٰذا یہ حادثہ ہی نہیں ہوا اسی طرح اگر کسی کام کے حضور علیہ السلام یا صحابہ کرام کے زمانے میں ہونے یا نہ ہونے کا ہمیں علم نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کام فی الواقع اس زمانے میں ہوا ہی نہیں کیونکہ عین ممکن ہے کہ کام تو ہوا ہو لیکن اس کی نقل ہم تک نہ پہنچی ہو۔ اسی اصول پر مسئلہ عید میلاد النبی کو قیاس کر لیجئے!
یعنی ممکن ہے کہ صحابہ کرام نے عید میلاد النبی کو منایا ہو لیکن اس کی نقل ہم تک نہ پہنچی ہو تو محض عدمِ نقل کی بنا پر اس کو ناجائز کہنا سراسر جہالت و حماقت ہے (فافہم و تدبر)

سوائے ابلیس کے

مؤلف مذکور لکھتا ہے کہ "کیا صحابہ کرام، اہلبیت، محدثین، چاروں آئمہ کرام کو (نعوذ باللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ تھی کہ وہ آپ کا جشنِ میلاد مناتے۔ سو اگر جشن عید میلاد النبی نہ منانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں رکھتے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گستاخ ہیں تو نعوذ باللہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی حضرت علی صحابہ، تابعین، محدثین، چاروں آئمہ کرام ان جشن منانے والوں کے نزدیک سب گستاخ ہوئے۔ اور اس شعر کا مطلب کیا ہوا کہ ؎
؎ سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں:۔ کیا عید میلاد نہ منانے والے سب شیطان ہیں؟"

اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ میں ان بے تکی باتوں کا جواب پہلے ہی تحریر کر چکا ہوں کہ صحابہ کرام، تابعین، محدثین اور چاروں اماموں میں سے کسی نے بھی عید میلاد النبی کو ناجائز و حرام نہیں لکھا لہٰذا وہ ہرگز ہرگز گستاخ نہیں ہیں اور تم نے اس کو ناجائز، حرام اور بدعت لکھا ہے لہٰذا تم پکے پکے گستاخِ رسول ہو اور اگر کسی صحابی یا محدث نے عید میلاد النبی کو ناجائز لکھا ہے تو حوالہ پیش کرو۔ اور تم نے تو واقعی اس کو ناجائز لکھا ہے اور اس کا حوالہ تمہارا یہی دو ورقی پمفلٹ ہے جس کا میں اس وقت جواب تحریر کر رہا ہوں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ گستاخِ رسول تم ہی ہو۔ رہا "سوائے ابلیس کے" والا شعر تو یہ بھی غلط نہیں ہے۔ سنیئے! علامہ احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ "السیرۃ النبویہ" میں لکھتے ہیں۔ "عن عکرمہ ان ابلیس لما ولد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورأی تساقط النجوم قال لجنودہ قد ولد اللیلۃ ولد لیفسد امرنا فقال لہ جنودہ لو ذھبت فخبتہ فلما دنا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعث اللہ جبریل فرکضہ برجلہ رکضۃ دقع لعدن۔ ترجمہ: عکرمہ سے روایت ہے کہ جس دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیطان نے دیکھا کہ آسمان سے تارے گر رہے ہیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے کہا کہ آج کی رات وہ پیدا ہوا ہے جو ہمارے نظام کو درہم برہم کر دے گا اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تم اس کے نزدیک جاؤ اور اُسے چھو کر جنون میں مبتلا کر دو۔ جب وہ اس نیت سے حضور کے قریب جانے لگا تو حضرت جبرائیل نے اُسے اپنے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور وہ عدن میں جا گرا (السیرۃ النبویہ جلد اول ص۴۸)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کے میلاد پاک کی اگر کسی کو تکلیف ہوئی تو وہ صرف اور صرف ابلیس ہے۔ باقی تو سب جہان والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی منائی مگر شیطان نے غم منا کر ٹھوکر کھائی اور عدن میں جا گرا۔ تو اب آپ اس شعر کو بھلا کیسے غلط قرار دے سکتے ہیں کہ ؎

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں۔

خلافِ شرع اُمور

مؤلف مذکور مزید لکھتا ہے کہ "آج کے یہ مولوی عاشقِ رسول ہیں جو اللہ کے رسول کے حکم کے خلاف کہتے ہیں کہ جلوس نکالو۔ دھمالیں ڈالو، ڈسکو ڈانس کرو، بازار سجاؤ، ڈھول بجاؤ، شرکیہ نعتیں سنو اور سناؤ۔ دیگیں پکاؤ۔ حلوے پکاؤ اور ہمیں کھلاؤ۔ خود چاہے بھوکے مر جاؤ۔ سوچو مسلمانو! یہ عید میلاد النبی نہیں ہے بلکہ ان حلوہ خور مولویوں کی عید ہے۔ جن پر اس دن طرح طرح کے لذیذ کھانوں کی بارش ہوتی ہے تو پھر ان کا دماغ خراب ہے کہ وہ آپ کو اس بدعت سے روکیں۔"

اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ اہلسنت وجماعت عید میلاد النبی کے جلوس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور بازار سجانے کے موقع پر بفضلہٖ تعالیٰ ہر سال خلافِ شرع حرکات سے روکتے ہیں اور ڈھول بجانے۔ دھمالیں ڈالنے اور ڈسکو ڈانس وغیرہ سے منع کرتے ہیں۔ اگر اس کے باوجود بھی کوئی بدبخت ایسی غلط حرکتیں کرتا ہے تو اس کا الزام مذہب اہلسنت وجماعت پر عائد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جیسے کوئی دیوبندی یا وہابی داڑھی منڈائے تو دیکھنے والا کہے کہ ان کے مذہب میں تو داڑھی منڈانا جائز ہے تو کیا اس کا یہ کہنا صحیح ہوگا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں بلکہ یہ اس کا ذاتی وانفرادی فعل ہے۔ تو اسی طرح اگر کوئی عید میلاد النبی کے موقع پر خلافِ شرع حرکتیں کرتا ہے تو یہ بھی اس کا ذاتی فعل ہے اور اسے مسلک اہلسنت وجماعت پر محمول کرنا کھلی زیادتی اور زبردست بددیانتی ہے۔ رہا مؤلف کا مذکورہ یہ کہنا کہ "حلوے پکاؤ اور ہمیں کھلاؤ خود چاہے بھوکے مرجاؤ" یہ قول اس کے دلی مرض اور خبثِ باطنی کا آئینہ دار ہے کیونکہ کوئی بھی سنّی عالم دین ایسا ہرگز نہیں کہتا۔ یہ نری بکواس اور بہتانِ عظیم ہے۔ لیکن اگر کوئی اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے میلاد النبی کے موقع پر حلوے کی یا چاول کی دیگیں پکوائے تو ہم اس کو منع بھی نہیں کرتے کیونکہ یہ صدقہ وخیرات ہے۔ اور بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ لن تنالوا البرحتی تنفقوا مما تحبّون (پ۴) کہ تم اس وقت تک بھلائی کو نہیں پا سکتے جب تک کہ اللہ کی راہ میں اپنی پسندیدہ چیز خرچ نہ کرو۔ تو دیگیں وغیرہ پکوا کر تقسیم کرنا اس آیت کریمہ کے مطابق بہت بڑے ثواب کا کام ہے لیکن افسوس ہے ان جاہل لوگوں پر کہ یہ نیکی کے کام سے بھی روکتے ہیں۔ مؤلف مذکور نے مذکورہ بالا سطور میں عید میلاد النبی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو بدعت بھی کہا ہے۔ حالانکہ یہ ہرگز بدعت نہیں ہے۔ ان بیوقوفوں کو دراصل پتہ ہی نہیں کہ بدعت کسے کہتے ہیں؟ یہ لوگ قیامت تک بدعت کی صحیح تعریف ہی نہیں کر سکتے۔ ہم مخالفین کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ ۔۔ بدعت کی ایسی صحیح اور جامع ومانع تعریف کریں جس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ ہو سکے اور جس سے عید میلاد النبی اور گیارہویں شریف تو حرام ثابت ہو اور تبلیغی جلسے کرنا، ان کے اشتہارات شائع کرنا اور دینی رسالے طبع کرنا جائز ثابت ہو اور جس سے اولیاء اللہ سے مدد مانگنا تو حرام ثابت ہو اور پولیس سے مشکلات میں مدد مانگنا عین اسلام ثابت ہو۔ ایسی صحیح وجامع تعریف پر ہم ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔ (ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین)

عیسائیوں سے مشابہت

مؤلف مذکور نے یہ بھی لکھا ہے کہ ،، امام الانبیاء کی ہجرت کے ۶۰۴ سال بعد عیسائیوں کی دیکھا دیکھی عراق میں اربل کے بادشاہ ملک مظفر ابوسعید جو نہایت بے دین، بڑا عیش پسند فضول خرچ اور عیاش طبع شخص تھا نے اپنے دنیا پرست کذاب مولوی عمر بن حسن بن دحیہ کلبی کے ساتھ مل کر عید میلاد النبی کی اس رسم کو ایجاد کیا اور لالچی مولوی نے ایک ہزار دینار لے کر عید میلاد النبی کے حق میں فتویٰ دیا۔" آگے چل کر مزید لکھا ہے کہ ،، عیسائی اپنے نبی کا میلاد مناتے ہیں اور مسلمان بھی اپنے نبی کا میلاد مناتے ہیں۔ عیسائی اپنے نبی کے یوم پیدائش کو عید کا دن مناتے ہیں۔ اور مسلمان بھی اپنے نبی کے یوم ولادت کو عید کا دن سمجھتے ہیں۔ عیسائی اپنی عید کے دن بازاروں، گھروں گرجا گھروں کو سجاتے ہیں اور اسی طرح آج کے مسلمان بھی ایسا ہی کرتے ہیں" الخ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مؤلف نے آگے چل کر یہ حدیث پاک نقل کی ہے کہ "جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ اُنہی میں سے ہے۔ (ابوداؤد شریف) اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ مؤلف مذکور نے مذکورہ بالا سطور میں یہ تسلیم کیا ہے کہ عید میلاد النبی موجودہ شکل میں ۶۰۴ھ میں ایجاد کی گئی اور آج ۱۴۱۶ھ ہے۔ اس طرح مسلمان تقریباً آٹھ سو سال سے (بقول ان کے) عید میلاد النبی کو مناتے چلے آرہے ہیں۔ تو ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ کیا آٹھ سو سال سے تمام محدثین، مفسرین، آئمہ مجتہدین بادشاہ حضرات اور عوام الناس سب کے سب مشرک اور بدعتی چلے آرہے ہیں۔ اور آج پندرھویں صدی میں صرف تم ہی موحد اور دین کے ٹھیکیدار پیدا ہو گئے ہو۔

؎ اللہ سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے : دے موت آدمی کو پہ یہ بدادا نہ دے

رہا یہ کہنا کہ عراق میں اربل کے بادشاہ ملک مظفر ابوسعید نے میلاد النبی کو ایجاد کیا۔ اور وہ بے دین اور عیاش طبع شخص تھا۔ یہ بھی سفید جھوٹ اور نری بکواس ہے اگر وہ بے دین تھا تو اس کا کوئی حوالہ پیش کیجئے۔ ورنہ ایک حوالہ ہم نقل کر دیتے ہیں۔ علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں۔ شہما شجاعا بطلا عاقلا عادلا وطالت مدتہ، فی الملک الی ان مات (مرآۃ الزمان) (ترجمہ) وہ بادشاہ زیرک، دانا، بہادر اور مردِ میدان تھا، دانشور اور عادل تھا۔ اس کا عہد حکومت کافی طویل تھا۔ یہاں تک کہ اس نے وفات پائی۔ اس حوالے سے معلوم ہوا کہ شاہ اربل کے متعلق تمہارا قول انتہائی غلط اور لغو ہے۔ اسی طرح مولوی عمر بن حسن بن دحیہ کلبی کو تمہارا دنیا پرست اور کذاب کہنا بھی بہتانِ عظیم ہے۔ وہ تو درحقیقت اس زمانے کے ایک بہت بڑے محدث تھے اگر وہ واقعی ایسے تھے جیسا کہ تم نے لکھا ہے تو اس کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثبوت کے لئے بھی کوئی حوالہ پیش کیجئے۔ رہا تمہارا یہ کہنا کہ انہوں نے ایک ہزار دینار لے کر عید میلاد النبی کے حق میں فتویٰ دیا تو یہ بھی سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے از خود عشقِ رسول کی بنا پر میلاد النبی کے موضوع پر "التنویر فی مولد البشیر النذیر" کے نام پر ایک عظیم الشان کتاب لکھی۔ جب ملک مظفر نے اس کتاب کو دیکھا تو اس نے خوش ہو کر ابن دحیہ کو ایک ہزار اشرفی بطور انعام پیش کی۔ اس کو لفاظی سے الٹ کرتے ہوئے مؤلف مذکور نے یوں لکھ دیا کہ انہوں نے ایک ہزار دینار لے کر عید میلاد النبی کے حق میں فتویٰ دیا (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) اور مؤلف مذکور کا یہ کہنا کہ اپنے نبی کا یوم پیدائش منانے میں عیسائیوں اور مسلمانوں میں مشابہت پائی جاتی ہے تو اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ مشابہت اچھی چیز میں بری نہیں ہوتی۔ غلط چیز میں بری ہوتی ہے مثلاً وہابی، دیوبندی خدا کو ایک مانتے ہیں اور شیطان بھی خدا کو ایک مانتا ہے تو یہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان کی شیطان کے ساتھ مشابہت ہے اور حدیث پاک ہے کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے۔ تو بتاؤ تم اس کا کیا جواب دو۔ جو جواب تمہارا ہوگا بس وہی جواب ہمارا سمجھ لیجئے۔

وفات کا دن

مؤلف مذکور لکھتا ہے کہ "بارہ ربیع الاول آپ کی وفات کا دن ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو صحابہ روتے تھے، زمین روتی تھی، آسمان روتا تھا، کائنات روتی تھی۔ الخ" اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وصال بارہ ربیع الاول نہیں بلکہ دو ربیع الاول ہے چنانچہ علامہ محمد بن سعد، محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ۱۹ صفر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چہار شنبہ کو بیمار ہوئے آپ تیرہ راتیں بیمار رہے اور آپ کی وفات ۲ ربیع الاول ۱۱ھ بروز دوشنبہ کو ہوئی،، (طبقات ابن سعد جلد دوم ص۳۱۶) نیز مولوی محمد اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ "اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ (پیر) ثابت ہے۔ پس جمعہ کو نویں ذوالحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی (نشر الطیب ص۲۴۱) ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا یوم وصال ۱۲ ربیع الاول شریف کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ ذرا غور کریں کہ ۱۰ھ کا حج جمعہ کے دن ہوا۔ اس حساب سے ذوالحجہ کی یکم تاریخ جمعرات کو ہوئی۔ اس کے بعد تمام مہینے تیس دنوں کے ہوں یا انتیس کے یا بعض مہینے انتیس دنوں کے تو کسی طرح بھی بارہ ربیع الاول شریف کو پیر کا دن نہیں آتا۔ تمام حضرات اس کا خود حساب لگا سکتے ہیں معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا یوم وصال ۲ ربیع الاول شریف ہے۔ بارہ ربیع الاول شریف ہرگز نہیں۔ یہ تو آپ کے میلاد پاک کا دن ہے۔

ع گر اب بھی نہ تو سمجھے پھر تجھ سے خدا سمجھے

حرف آخر

ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مخالفین کے دو ورقی پمفلٹ میں درج عید میلاد النبی کے متعلق انکے تمام اعتراضات کے مدلل، مسکت اور دنداں شکن جوابات تحریر کر دیئے ہیں۔ ان میں اگر ہمت ہے تو ہمارے اس رسالے کا پورا اور مکمل جواب دیں۔ لیکن متانت اور سنجیدگی سے اور دلائل دینی لیکر اور فضول قسم کی گفتگو سے پرہیز کریں۔ اگر کسی نے بالفرض جواب دیا تو وہ ہمیں جواب الجواب کیلئے فوراً تیار پائے گا لیکن ہمارا تجربہ یہی بتاتا ہے کہ

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے — یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

یکم اکتوبر ۱۹۹۵ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گلدستۂ تقاریر

افادات : مولانا علامہ محمد حنیف اختر صاحب
مرتبہ : محمد نعیم اللہ خاں قادری

جلد سوم

❁ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	❁ فیوضات مزارات
❁ شان والی راتیں	❁ مرض، موت اور تعزیت
❁ رجب کے کونڈے	❁ دعا بعد جنازہ
❁ فضائل شب برات	❁ مسئلہ ایصال ثواب
❁ فضائل رمضان المبارک	❁ فضائل صدقات
❁ شان قرآن پاک	❁ قبر کی پہلی رات
❁ شان حضرت علی رضی اللہ عنہ	❁ مسائل طہارت و نماز
❁ تراویح بیس رکعت ہیں	❁ نماز درست کریں
❁ اعتکاف کے مسائل	❁ تکبیر میں کب کھڑا ہو
❁ جہاد کی فضیلت	❁ نماز کے مسائل (اول تا ششم)
❁ پکارو یا رسول اللہ	❁ چند اہم نمازیں
❁ یا رسول اللہ مدد	❁ ہفت روزہ نوافل
❁ دعا ایک عظیم الشان عبادت	❁ نوافل اور ان کی جماعت
❁ چند اہم دعائیں	❁ آؤ انگوٹھے چومیں
❁ علم یعقوب علیہ السلام	❁ تاریخی حقائق
❁ حدیث جبرئیل.....ایک حدیث کی تشریح	❁ اعلیٰ حضرت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
❁ پیر اور مرید	❁ قرآنی سورتوں کے وظائف

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

پراسرار بندے

تالیف:
مولانا علامہ محمد حنیف اختر صاحب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پُرا سرار بندے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔

تمہید

خالقِ کائنات جل مجدہ الکریم نے اس دنیا میں اولیائے کرام و بزرگانِ دین کو بڑی شان و عظمت سے نوازا ہے ۔ اور ان کو نہایت بلند مقام عطا فرمایا ہے ۔ اللہ تعالےٰ کے پاک دلیوں کی مقدس تعلیمات لوگوں کیلئے مشعلِ راہ ہیں ۔ اور اُن سے محبت و سچی عقیدت ذریعہ نجات ہے ۔ یہ اولیاء اللہ ہی کی شان ہے کہ خود ربِ کائنات نے ان سے دشمنی رکھنے والوں کے خلاف اعلانِ جنگ فرمایاہے اور یہ بھی اُنہی کی عظمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے چلنے پھرنے دیکھنے اور بولنے کو اپنا چلنا پھرنا دیکھنا اور بولنا قرار دیاہے ۔ ذیل میں ایسے ہی چند اولیائے کرام کے فضائل و کمالات تحریر کئے جارہے ہیں ۔ جن سے عوام الناس اپنے قلوب کو منور و مستفید کر سکتے ہیں ۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین ہادی السالکین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اُن پاکباز اولیاء کرام میں سے ہیں جنہوں نے اپنی محنت شاقہ سے برصغیر میں دینِ اسلام کی شمع کو روشن رکھا اور اپنے فیوض و برکات سے لوگوں کو مالا مال کیا ۔ حضرت سلطان باہو ۱۰۳۹ھ میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والدین کریمین چونکہ اولیائے کاملین میں سے تھے ۔ اسلئے انہوں نے آپ کا نام آپ کے حال کے عین مطابق "حضرت سلطان محمد باہو قدس سرہٗ" رکھا ۔ "باہو" کے معنی ہیں "ساتھ اللہ تعالےٰ کے" یعنی جو اول آخر ظاہر باطن ہر طرح اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اُس کو "باہو" کہتے ہیں۔ آپ کا عرف "اعوان" ہے اور آپ علوی ہاشمی ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب تیس ۳۰ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے حضرت سلطان باہو چونکہ مادر زاد ولی تھے اسلئے بچپن ہی میں آپ کے روحانی کمالات کا ظہور شروع ہو گیا تھا۔ آپ ماہِ رمضان المبارک میں اپنی والدہ ماجدہ کا سحری سے لیکر غروب آفتاب تک دودھ نہیں پیتے تھے۔ جب دایہ آپ کو سیر و تفریح کیلئے گھر سے باہر لے جاتی تو آپ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر اکثر ہندو کلمہ پڑھ لیتے تھے۔ چنانچہ ایک دن ہندوؤں نے اکٹھے ہو کر آپ کے والدین سے کہا کہ آپ کے بچے کے وجہ سے ہمارے دین کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ لہذا آپ اپنے بچے کی سیر و تفریح کا وقت مقرر کردیں۔ چنانچہ ہندوؤں کی استدعا پر وقت مقرر کر دیا گیا۔ ہندوؤں نے ایک نوکر رکھ لیا جب آپکے باہر نکلنے کا وقت ہوتا تو وہ نوکر منادی کرتا اور تمام ہندو اپنے اپنے گھروں میں گھس جاتے۔ آپ نے ساری زندگی اتباعِ شریعت میں گزاری۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر دنیا کی کوئی چیز اچھی ہوتی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلبیت کرام اسے ضرور قبول فرماتے۔ آپ نے سنتِ رسول پر عمل کرتے ہوئے چار شادیاں فرمائیں۔ آپ کے آٹھ صاحبزادے تھے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیفات میں تین راہزنوں "نفس" "شیطان اور دنیا" کو تین طلاق دیتے ہیں۔ آپ تخلیہ و گمنامی کو پسند فرماتے تھے۔ جہاں کہیں کثرتِ تجلیات کے سبب کسی کرامت کا ظہور ہوتا تو آپ وہ جگہ چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جاتے تھے تاکہ زیادہ لوگوں کی آمد یادِ حق اور عبادت الٰہی میں خلل انداز نہ ہو۔ آپ کی نظرِ کرم اور باطنی توجہ کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ ایک ہی نگاہ سے جاہل کو عالم اور مُردہ دل کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زندہ دل اور ولی کامل بنا دیتے تھے۔ حضرت سلطان باہو نے علمِ تصوف پر فارسی زبان میں ایک سو چالیس کتابیں تصنیف فرمائیں۔ آپ کی تصانیف کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انکے پڑھنے کے ساتھ ہی اُن کی تاثیر شروع ہو جاتی ہے اور ان میں سے کسی ایک کا بلاناغہ مطالعہ ہی طالب کو منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ آپ کا مشہور پنجابی کلام مجموعہ ابیاتِ باہو، طالبانِ حق کیلئے مشعلِ راہ ہے اور ہر خاص و عام کے نزدیک بیحد مقبول ہے۔ آپ کے والد محترم اور والدہ محترمہ نے شورکوٹ میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے اور آپ نے یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ کو تریسٹھ سال کی عمر شریف میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک ضلع جھنگ تحصیل شورکوٹ میں تھانہ گڑھ مہاراجہ سے دو میل کے فاصلے پر جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔ یہ مقام "دربار سلطان باہو" کے نام سے مشہور ہے۔ آج بھی لاکھوں خوش نصیب آپ کے دربارِ عالیہ پہ حاضر ہوتے ہیں اور بے شمار فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء عارف کامل حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات سے کون واقف نہیں۔ آپ کا نام "محمد"، اور لقب "جلال الدین" ہے۔ اور آپ زیادہ مشہور "مولانا روم" کے نام سے ہیں۔ آپ ۶۰۴ھ ہجری میں بلخ کے مقام پہ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا نام شیخ بہاؤ الدین تھا اور وہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم دین تھے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی۔ پھر علامہ سید برہان الدین صاحب اور مولانا کمال الدین صاحب سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ فتویٰ نویسی کا کام بھی مولانا برہان الدین سے ہی سیکھا حتیٰ کہ آپ عالمِ کامل بن گئے اور ایک مدرسہ میں طلباء کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑھانا شروع کر دیا۔ ایک دن آپ مدرسہ میں بیٹھے طلباء کو پڑھا رہے تھے کہ اچانک ایک درویش آپ کے مدرسہ میں آپہنچا۔ آپ کے قریب کتابوں کے قلمی نسخے پڑے ہوئے تھے۔ اور ساتھ ہی پانی کا ایک تالاب تھا۔ درویش نے کتابوں کی جانب اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ مولانا روم نے جواب دیا کہ "یہ تو نہیں جانتا"، درویش نے تمام کتابوں کو اٹھا کر تالاب میں پھینک دیا۔ مولانا روم نے غصہ میں آکر کہا کہ اے درویش تو نے یہ بہت بڑا ظلم کیا کہ میری عمر بھر کی کمائی برباد کر دی۔ درویش نے مسکرا کر تالاب میں ہاتھ ڈالا اور کتابیں نکال کر باہر رکھ دیں اور حیرت کی بات یہ تھی کہ نہ کوئی کتاب گیلی ہوئی اور نہ کسی کی سیاہی خراب ہوئی۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ یہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور پوچھا کہ "یہ کیا ہے؟" درویش نے جواب دیا کہ "یہ وہ علم ہے جو تو نہیں جانتا"۔ یہ درویش حضرت شمس الدین تبریز رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فوراً معافی مانگی اور آپ کے مرید بن کر آپ کے ارادتمندوں میں شامل ہو گئے۔ آپ ایک بہت بڑے عالم دین اور عارف کامل تھے۔ آپ کی سب سے مشہور تصنیف "مثنوی شریف" ہے۔ اس کے چھ دفتر ہیں۔ اور اس میں ۲۶۶۶ اشعار ہیں۔ یہ وہ عظیم کتاب ہے، جس کی شہرت دنیائے اسلام میں صدیوں سے چلی آرہی ہے اور تقریباً دنیا کی ہر زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں عشق و معرفت اور پند و نصائح کے دریا بہا دیئے ہیں۔ یہ کتاب راہ طریقت کے سالکین اور مریدین کیلئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا روم نے اس کتاب میں شریعت کے مشکل ترین مسائل کو حکایات کے ذریعے واضح کر کے نہایت آسان بنا دیا ہے۔ آپ پہلے سماع کے خلاف تھے۔ لیکن پیر و مرشد کے ساتھ حجرے میں چلہ کشی کے بعد یہ حال ہو گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ آپ کو سماع کے بغیر چین ہی نہیں آتا تھا۔ مولانا روم کے ہمعصر بزرگانِ دین میں امام فخرالدین رازی، حضرت شیخ سعدی، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت بو علی شاہ قلندر اور حضرت خواجہ فریدالدین عطار (رضی اللہ عنہم) شامل ہیں۔ آپ کا وصال ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ میں ہوا۔ آپ کا جنازہ مبارک جب اٹھایا گیا تو لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اس کے ساتھ تھا۔ جن میں ارضِ روم کا حکمران۔ امرائے سلطنت اور ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ اور شدت غم سے دھاڑیں مار کر رو رہے تھے۔ آپ کی نماز جنازہ قاضی سراج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور "قونیہ" (ترکی) میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ تدفین کے بعد مزارِ اقدس پر مسلسل چالیس روز تک لوگوں کا میلہ لگا رہا۔ آپ کے وصال مبارک کو سات سو سال گزر چکے ہیں۔ لیکن آپ کا مزار مبارک آج بھی ترکی میں زیارت گاہ عام ہے اور آپ کا فیض آج بھی جاری ہے۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ

فخرالاصفیا، زبدۃ الاتقیا، حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ۶۰۸ھ میں مصر کے ایک قصبہ "دلاص" میں پیدا ہوئے۔

آپ کا مکمل نام محمد بن سعید تھا۔ بعد میں آپ مصر ہی کے ایک اور قصبہ "بوصیر" میں رہنے لگے۔ اسی وجہ سے آپ کے دونوں لقب دلاصی اور بوصیری مشہور ہیں۔ لیکن بوصیری زیادہ مشہور ہے۔ آپ نے تیرہ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ فرما لیا اور جلد ہی تمام علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ حاصل کر لی۔ امام بوصیری نے دینی علوم سے فراغت کے بعد حضرت ابوالعباس احمد المرسی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور ان ہی کی زیر نگرانی روحانی مدارج طے کئے۔ ابتدا میں آپ بادشاہوں اور امیروں کی شان میں قصیدے لکھا کرتے تھے۔ ایک روز آپ دربار سلطانی سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واپس آ رہے تھے کہ راستے میں ایک بزرگ ملے۔ انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ کیا کبھی آپ نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے؟ آپ نے جواب دیا، نہیں۔ امام ابوصیری فرماتے ہیں کہ پھر جب میں رات کو سویا تو اسی رات مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت ہوگئی۔ صبح کو بیدار ہونے پر میری کیفیت عجیب تھی اور میرا دل آپ کی محبت سے معمور تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے بادشاہوں کے قصیدے لکھنے ترک کر دیئے اور حضور علیہ السلام کی شان میں نہایت ذوق و شوق سے چند قصیدے لکھے۔ آپ کا مجموعہ کلام "دیوانِ بوصیری" کے نام سے سب سے پہلے مصر میں شائع ہوا۔ بعد میں انگریزی اور جرمنی زبان میں اس کے ترجمے شائع ہوئے۔ جب امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ مرضِ فالج میں مبتلا ہوئے تو آپ نے اس حالت میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ایک اور قصیدہ لکھا جو بعد میں "قصیدہ بردہ شریف" کے نام سے مشہور ہوا۔ ادھر دن کو آپ نے قصیدہ لکھا اور اُدھر رات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ بوصیری، میرا جو قصیدہ تم نے آج لکھا ہے وہ مجھے سناؤ۔ میں نے سنایا تو آپ نے خوش ہو کر میرے تمام اعضاء پر اپنا رحمت بھرا ہاتھ پھیرا۔ اور ساتھ ہی انعام کے طور پر ایک چادر عطا فرمائی۔ صبح کو میری آنکھ کھلی تو وہ چادر میرے پاس موجود تھی اور تمام بیماری ختم ہو چکی تھی۔ چادر کو عربی زبان میں "بردہ" کہتے ہیں۔ اس وقت سے اس قصیدہ کا نام "قصیدہ بردہ شریف" مشہور ہے۔ یہ قصیدہ سات سو برس گزرنے کے باوجود آج بھی جگہ جگہ پڑھا جاتا ہے۔ اور اس مبارک قصیدے کی عربی زبان میں چالیس شرحیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے کل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اشعار ایک سو باسٹھ ۱۶۲ ہیں۔ اور ہر شعر اپنی جگہ حب رسول کا عظیم شاہکار ہے۔ اس قصیدے کے جرمنی۔ فرانسیسی۔ لاطینی۔ انگریزی۔ ترکی۔ فارسی۔ اردو اور پنجابی میں بھی ترجمے ہوئے اور ان میں سے اکثر شائع ہوئے۔ اس قصیدے کی برکت سے امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ سینکڑوں لا علاج مریضوں نے شفا پائی۔ بڑے بڑے بادشاہ اور وزیر اس کو ہمیشہ بطور وظیفہ پڑھا کرتے تھے اور اس سے اپنی پریشانیوں کو دور کیا کرتے تھے۔ آج بھی یہ قصیدہ بہت سے مشائخ عظام و علمائے کرام کا وظیفہ ہے اور وہ اس سے اطمینان و سکون حاصل کرتے ہیں۔ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۹۴ھ میں انتقال فرمایا اور اس طرح آپ نے چھیاسی ۸۶ سال کی ظاہری عمر مبارک پائی۔

ہرگز نہ میرد آنکس دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

سلطان المشائخ حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی "حضرت سید علی" کنیت "ابو الحسن" اور مشہور "ہجویری" کے لقب سے ہیں مگر زیادہ مشہور "داتا گنج بخش" کے نام سے ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام "سید عثمان" تھا۔ آپ افغانستان کے مشہور شہر غزنی کے محلہ "ہجویر" میں ۴۰۰ھ کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ حضرت علی ہجویری بن سید عثمان بن سید علی بن عبد الرحمان بن شاہ شجاع بن ابو الحسن بن حسن اصغر بن سید زید بن حضرت امام حسن بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ گویا آٹھ واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن پاک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑھنا شروع کیا۔ پھر آہستہ آہستہ دیگر علوم دینیہ حاصل کیے حتیٰ کہ جلد ہی عالمِ کامل بن گئے۔ آپ نے جن اساتذہ کرام سے فیض کیا اُن میں شیخ ابوالعباس احمد شیخ ابوالقاسم گرگانی۔ ابوسعید فضل اللہ۔ شیخ ابوالقاسم عبدالکریم اور ابو احمد مظفر بن احمد رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد حصولِ معرفت کیلئے مرشدِ کامل کی تلاش میں نکلے۔ مختلف علاقوں کا سفر کیا۔ حتیٰ کہ ملک شام میں حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور انکی زیرِ نگرانی سلوک کی منزلیں طے کیں۔ آپ نے اپنی زندگی کا کچھ حصہ اپنے پیرومرشد کی صحبت میں گزارا۔ پابندِ شرع رہ کر اللہ تعالیٰ کی بے پناہ عبادت کی اور سفروحضر میں اپنے پیرِ و مرشد کا مکمل ساتھ دیا حتیٰ کہ آپ بہت جلد ولی کامل بن گئے اور آپ کے مرشد نے آپ کو خلافت دیکر خدمت دین کا حکم دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد پیر صاحب نے آپ سے فرمایا کہ تم لاہور جاکر رشد و ہدائیت کا فریضہ سرانجام دو۔ چنانچہ آپ ۴۳۱ھ میں لاہور تشریف لے آئے۔ یہاں آپ کے آنے سے اسلام کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ آپ نے اپنے ذاتی خرچہ سے لاہور میں ایک مسجد تعمیر کرائی اور اسی مسجد کو اپنی تمام تبلیغی و تدریسی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ اِس مسجد میں آپ باقاعدہ درس دیا کرتے تھے اور یہیں طالب علم آپ سے اسباق وغیرہ لیتے تھے۔ آپ کی عظیم الشان تبلیغ کے نتیجے میں ہزاروں جاہل عالم، ہزاروں کافر مسلمان، ہزاروں ناقص کامل اور ہزاروں فاسق نیکوکار بن گئے۔ آپ نے خلقِ خدا کو راہِ راست پر لانے کیلئے چند کتب بھی لکھیں۔ جن میں کشف المحجوب خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ جس میں شریعت و طریقت اور علم و عرفان کا ایک دریا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موجزن ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۵ سال کی عمر شریف میں ۴۶۵ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کی تاریخ وفات بیں۲ صفر بیان کی جاتی ہے لیکن بعض نے اس سے اختلاف بھی کیا ہے (واللہ اعلم) آپ کا مزارِ اقدس لاہور میں آج بھی مرجعِ خاص عام ہے۔ اور پاک و ہند میں بہت مشہور ہے۔ آپ کے مزار پر ہزاروں لوگ دن رات حاضری دیتے ہیں۔ اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔ عوام الناس کے علاوہ بڑے بڑے اولیا اکرام اور بزرگانِ دین نے بھی آپ کے مزارِ اقدس پر حاضری دی ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے قدموں میں اعتکاف کیا اور بے شمار فیوض و برکات حاصل کئے اور یہ شعر کہا۔

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا — ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہنما

تقریبا ہر حاکمِ وقت بھی آپ کے دربار پر حاضری دیتا ہے اور کبھی کبھی آپ کو دل سے نہ ماننے والے بھی آپ کے مزار شریف پر حاضری دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں غرضیکہ آپ حقیقی طور پر گنج بخش ہیں۔ جس سے اپنے و بیگانے سبھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

غوث العالمین حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ رمضان المبارک ۵۶۶ھ میں "کوٹ کروڑ"، کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ کا نام بہاؤالدین اور کنیت "ابوالبرکات" تھی۔ آپ کے والد صاحب کا نام "وجیہہ الدین"، اور دادا کا نام "کمال الدین"، تھا۔ جو بہت بڑے بزرگ تھے۔ آپ کے نانا محترم کا نام۔ مولانا حسام الدین ترمذی تھا۔ غوث بہاؤالحق رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے والد صاحب جب قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول ہوتے تو آپ دودھ پینا چھوڑ دیتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور تلاوت کی آواز سننے میں محو ہو جاتے۔ جب آپ کو حصولِ علم کیلئے مدرسہ میں داخل کروایا گیا تو آپ نے ابتدائی دنوں میں ہی فرمایا کہ جس وقت اللہ تعالٰی نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ فرمایا تھا اس وقت سے لیکر آج تک کے تمام واقعات مجھے یاد ہیں۔ آپ نے ۷ سال کی مختصر عمر میں قرآن پاک حفظ فرما لیا۔ جب آپکی عمر بارہ سال ہوئی تو آپ کے والدین یکے بعد دیگرے انتقال فرما گئے۔ آپ انہی دنوں خراسان چلے گئے اور وہاں سات سال تک علوم ظاہری و باطنی حاصل کیئے پھر وہاں سے بخارا تشریف لے گئے اور مزید علوم حاصل کئے اور بہت سے بزرگوں کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ اس کے بعد حج بیت اللہ کیلئے حرمین شریفین حاضر ہوئے اور پانچ سال تک مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ پھر آپ انبیاء کرام کے مقابر کی زیارت کیلئے بیت المقدس پہنچے اور پھر وہاں سے بغداد شریف تشریف لے آئے۔ بغداد میں آپ نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اس کے بعد پیر صاحب نے آپ کو رشد و ہدایت کا سلسلہ عام کرنے کے لئے ملتان جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ ملتان تشریف لے آئے اور یہاں آکر لوگوں کو فیوض و برکات سے متمتع کرنے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ غوث بہاؤالحق رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں عاجزی و انکساری بہت تھی۔ آپ اپنا تمام کام خود کر لیا کرتے تھے اور بعض اوقات خادموں کے ہوتے ہوئے بھی اپنے اُمور خود سر انجام دے لیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ مسجد میں تشریف لائے تو وہاں پر آپ کے چند مرید اور درویش وضو کر رہے تھے۔ آپ کو دیکھ کر سب کے سب وضو چھوڑ کر احترام میں کھڑے ہو گئے مگر ایک درویش بدستور وضو کرتا رہا اور جب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وضو سے فارغ ہوا تو پھر تعظیم کیلئے کھڑا ہوا۔ آپ نے اسوقت ارشاد فرمایا کہ "اصلی درویش یہ ہے کہ جس نے خدا کے کام کو مقدم جانا اور اس کے بعد اپنے مرشد کیطرف راغب ہوا" آپ اپنے مریدوں کو اکثر نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ اپنے بیوی بچوں کو رزق حلال کھلاؤ۔ اگر کسی نے ذرہ بھر بھی حرام کمائی اپنی اولاد کو کھلائی تو اُن کے اندر رزق حرام کی تاثیر پیدا ہو جائے گی۔ آپ کبھی کبھی قوالی بھی سنا کرتے تھے حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہما آپ کے ہم عصر تھے۔ اور آپ سے انکی اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ مریدین نے مستقل طور پر ملتان میں قیام کی دعوت دی تو آپ نے فرمایا کہ ملتان کی سرزمین پر شیخ بہاؤالدین کا سایہ ہی کافی ہے۔ اور انہی کی حمایت ہمیشہ تم لوگوں کے ساتھ رہے گی۔ آپ نے ۷ صفر ۶۶۱ھ میں ۹۵ سال کی عمر شریف میں وصال فرمایا اور آپ کا مزار مبارک ملتان کے قلعہ کہنہ پر آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ اور لوگ جوق درجوق یہاں پر حاضری دیتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگانِ دین کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔

(نوٹ، الحمدللہ، پیارا سوار بندے۔ حصہ اول تمام ہوا۔

تحریر کنندہ:۔ محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال۔

خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال

یکم نومبر ۱۹۹۴ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادارہ کی ایک اہم پیشکش

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ لینے والے چند مشہور علماء اہل سنت پر
جبر و تشدد اور ظلم و ستم کی داستان

جرأتوں کا قافلہ

تالیف:
علامہ ابو کلیم محمد صدیق فانی

آج ہی طلب فرمائیں۔

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح حیات

سوانح غوثِ اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مصنفہ: مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب سعیدی خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوانح غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

تقدیم

سلطان العارفین محی الملت والدین قطب الاقطاب، غوث الاغواث حضرت سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی سے کون واقف نہیں۔ آپ کی ذات ستودہ صفات لوگوں کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے، دُنیا کے کونے کونے میں آپ کی شان و عظمت کے ڈنکے بج رہے ہیں اور قیامت تک بجتے رہیں گے۔ آپ جملہ اولیائے کرام میں ایک انفرادی حیثیت کے حامل ہیں چونکہ ماہِ ربیع الثانی آپ کے وصال شریف کا مہینہ ہے اسلئے اس موقع کی مناسبت کے پیشِ نظر ذیل میں آپ کے مختصراً فضائل و کمالات کا تذکرہ کیا جاتا ہے تاکہ عوام الناس آپ کی مقدس ذات سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

ابتدائی حالات

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ ثابت النسب سید ہیں۔ اپنے والدِ ماجد کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی ہیں۔

شیخ ابوعبداللہ بن احمد بن قدامہ بیان کرتے ہیں کہ "آپ نازک بدن، کشادہ سینہ، میانہ قد، لاغر جسم، اور گندمی چہرے والے تھے"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کی کرامات کا بچپن میں ہی ظہور ہونے لگا تھا۔ چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے بیٹے عبد القادر نے ماہِ رمضان شریف میں دن کو کبھی میرا دودھ نہیں پیا۔ ایک دفعہ بادلوں کی وجہ سے رمضان شریف کے چاند میں شبہ پڑ گیا۔ اور لوگ میرے پاس پوچھنے کے لیے آئے تو میں نے کہا کہ آج میرے بیٹے نے میرا دودھ نہیں پیا۔ تو بعد میں ثابت ہوا کہ اُس دن رمضان شریف کی پہلی تاریخ تھی۔

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ، کا پورا خاندان ولیوں کا خاندان تھا۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابو صالح موسیٰ دوست جنگی رحمۃ اللہ علیہ ولیِ کامل تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی اللہ تعالٰے نے خیر و صلاح سے حظِ وافر عطا فرمایا تھا۔ آپ کے نانا حضرت سیّدنا عبد اللہ صومعی بھی بڑے زاہد، مستجاب الاعوات اور صاحبِ کرامت ولی تھے۔ آپ کی پھوپھی حضرت سیّدہ عائشہ بھی بڑی پارسا تھیں۔ ایک دفعہ بغداد شریف میں بارش بند ہونے کی وجہ سے لوگ سخت پریشان ہوئے۔ بہت دُعائیں مانگی گئیں مگر پھر بھی کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ آخر کار مشائخ جیلان اکٹھے ہو کر حضرت سیّدہ عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بارش کیلئے دُعا کی درخواست کی۔ یہ سُن کر آپ فوراً کھڑی ہو گئیں۔ اپنے گھر کے صحن میں جھاڑو دیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی یَارَبِّ اَنَا کَنَسْتُ فَرَشْتَ اَنْتَ۔ یا اللہ جھاڑو میں نے دیدیا ہے اب چھڑکاؤ تو کردے۔ آپ کا اتنا کہنا تھا کہ آسمان سے فوری طور پر موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور وہ مشائخ بارش کے پانی کو چیرتے ہوئے اپنے گھروں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واپس لوٹے ۔

فضائل وخصائل

شیخ ابوالمعمر مظفر منصور ابن المالک الواعظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے بڑھ کر کسی کو زیادہ خلیق، وسیع الصدر کریم النفس، نرم دل اور محافظِ عہد و پیمان نہیں دیکھا۔ جلالتِ قدر، علو مرتبت اور وسعتِ علم کے باوجود آپ چھوٹوں کے ساتھ بیٹھتے، بڑوں کی عزت کرتے، ہر ایک کو پہلے سلام کرتے اور فقیروں کی تواضع کرتے تھے ۔

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیروں اور بڑے لوگوں کیلئے کبھی کھڑے نہ ہوتے اور نہ ہی کبھی کسی بادشاہ یا وزیر کے دروازے پر تشریف لے جاتے ۔ شیخ ابوالقاسم عمر بزاز فرماتے ہیں کہ سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق واوصاف پاکیزہ و پسندیدہ تھے ۔آپ مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے، کمزوروں کے ساتھ بیٹھتے اور بیماروں کی عیادت فرمایا کرتے تھے۔آپ کے ساتھ بیٹھنے والے کو اس امر کا گمان تک نہ ہوتا تھا کہ مجھ سے بڑھ کر آپ کے نزدیک کوئی دوسرا عزیز ہوگا ۔ آپ میں ایثار و سخاوت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا چنانچہ بغداد میں طالب علمی کے زمانے میں آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے خرچے کیلئے ایک پارۂ زر (یعنی سونے کا ٹکڑا) بھیجا ۔آپ نے سخت ضرورت کے باوجود تھوڑا سا اپنے لئے رکھا اور باقی ستّر ولیوں میں تقسیم کر دیا ۔ اور جو تھوڑا سا اپنے لئے رکھا اُسکے عوض طعام منگوا کر درویشوں کے ساتھ مل کر کھایا ۔ روایت ہے کہ آپ سائل کا سوال کبھی رَد نہ فرماتے خواہ بدن سے اپنا کپڑا ہی اتار کر کیوں نہ دینا پڑے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحصیلِ علم

حضرت غوثِ اعظم سے سوال کیا گیا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا ؟ آپ نے جواب دیا کہ جب میں دس برس کی عمر میں مدرسے جاتا تو فرشتوں کو اپنے ساتھ چلتے دیکھتا اور جب مدرسے پہنچتا تو انہیں یہ کہتے ہوئے سُنتا کہ " اللہ کے ولی کو بیٹھنے کیلئے جگہ دو "

آپ نے حصُولِ علم میں بڑی محنت سے کام لیا اور بہت تھوڑے عرصے میں تمام علوُم کو ازبر کر لیا۔ آپ نے عراق و عجم کے بڑے بڑے زاہدوں اور عارفوں سے علوم و معارف حاصل کیے۔ آپ نے حضرت شیخ ابوالوفا علی ابن عقیل جیسے جید فقیہہ سے فقہ اور حضرت یحییٰ بن علی تبریزی جیسے جید عالمِ دین سے ادب کی تعلیم حاصل کی۔ روحانی تربیت کیلئے بھی آپ وقت کے عظیم مشائخ و اولیاء کی صحبت میں رہے۔ اس علمی جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ اپنے ہمعصر علماء و مشائخ پر سبقت لے گئے۔ آپ نے خرقہ شریف حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزمی سے پہنا اور بغداد میں انہی کا ایک مدرسہ تھا جس میں مقرر ہو کر آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور پھر آپ سے علماء و صُلحاء کی ایک بڑی جماعت نے اِستفادہ کیا۔

آپ کا مدرسہ

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کا فرمان ہے کہ " جو مسلمان میرے مدرسہ کے سامنے سے گذر جائے گا اللہ تعالیٰ اُسکے عذابِ قبر میں تخفیف فرمادے گا۔ چنانچہ ایک بار بغداد میں ایک نوجوان نے آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرے والد کا اِنتقال ہو چکا ہے۔ اور کل رات اُس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ مجھے قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ تم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت غوثِ اعظم کی خدمت میں جا کر میرے لیے دُعا کی درخواست کرو۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تمہارا باپ کبھی میرے مدرسے کے سامنے سے گزرا ہے؟ اُس نے جواب دیا "ہاں"۔ یہ سُن کر آپ خاموش ہو گئے اور وہ نوجوان واپس چلا گیا۔ دوسرے دن اُس شخص نے حاضر ہو کر عرض کی، کہ آج رات میں نے اپنے والد کو خوشی کی حالت میں سُرخ حُلّہ پہنے ہوئے دیکھا اور اس نے مجھے کہا کہ غوث پاک کی دُعا کی برکت سے مجھ سے عذاب دُور کر دیا گیا ہے اور یہ سُرخ حُلّہ پہنا دیا گیا ہے۔ یہ سُن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے رَبّ نے مجھ سے وعدہ کیا ہُوا ہے کہ جو مسلمان تیرے مدرسے کے سامنے سے گذرے گا اُس کے عذابِ قبر سے تخفیف کر دی جائے گی۔

حضرت غوثِ اعظم کی جب شہرت ہر سُو بڑھی تو بغداد کے چند عُلماء نے آپ کو ساقط ولا جواب کرنے کا مشورہ کیا۔ اور آپ کے مدرسہ میں آپ کے پاس اس اِرادے سے آکر بیٹھے ہی تھے کہ آپ کے سینہ مُبارک سے نورُ کی ایک شعاع بلند ہوئی جس سے وہ پریشان ہو کر چلّانے لگے اور دَوڑ کر آپ کے قدموں میں گِر پڑے۔ یہ دیکھ کر آپ نے سب کو یکے بعد دیگرے اپنے سینے سے لگایا اور ہر ایک سے فرمایا کہ تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ جب مجلس برخواست ہوئی تو اُن سے چیخنے کا سبب دریافت کیا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ جب ہم مجلس میں جا کر بیٹھے تو ہمارا سارا علم سلب ہو گیا اور جب آپ نے ہمیں سینے سے لگایا تو علم کی وہ ضیائیں واپس آ گئیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روحانی مدارج

حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آپ کو محی الدین کیوں کہتے ہیں؟" آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ۵۱۱ھ میں ایک دفعہ میں جمعۃ المبارک کے دن بغداد میں آرہا تھا کہ راستے میں ایک لاغر اور بیمار آدمی پر میری نظر پڑی۔ اُس نے کہا کہ:۔ السلام علیکم یا عبدالقادر۔ میں نے اُس کے سلام کا جواب دیا۔ اُس نے مجھے اپنے پاس بُلا کر کہا کہ مجھے پکڑ کر بٹھاؤ۔ میں نے اُسے بٹھایا تو اُس کا جسم موٹا تازہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر میں ذرا حیران ہُوا تو اُس نے کہا کہ کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟ میں نے نفی میں سَر ہلایا تو اُس نے کہا کہ میں دین ہوں۔ میں مُرا ہُوا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے ذریعہ زندہ کر دیا ہے لہٰذا آج سے آپ محی الدین ہیں۔ وہاں سے فارغ ہو کر میں جامع مسجد میں آیا تو ایک شخص نے مجھے سلام کرنے کے بعد کہا۔ یا محی الدین۔ اور جب میں نمازِ جمعہ سے فارغ ہُوا تو لوگ میرے پاس آ کر میرے ہاتھوں پر بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے یا محی الدین۔ حالانکہ اِس سے قبل مجھے محی الدین کہہ کر کبھی نہیں پکارا گیا تھا۔

شیخ علی بن ابی نصر الھیتی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت غوثِ اعظم کے ہمراہ حضرت معروف کرخی کے روضۂ اقدس پر حاضر ہُوا تو غوثِ پاک نے فرمایا اے شیخ معروف آپ ہم سے ایک درجہ آگے ہیں۔ دوسری بار پھر حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ اے شیخ اب ہم آپ سے دو درجے آگے بڑھ گئے ہیں۔ حضرت معروف کرخی نے قبر سے جواب دیا، وعلیکم السلام یا سید اھل الزمان۔

انہی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت غوثِ اعظم کے ہمراہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت امام حنبل کی قبرِ انور کی زیارت کیلئے گیا تو مَیں نے دیکھا کہ امام موصوف اپنی قبر سے نکلے اور آپ کو اپنے سینے سے لگایا اور خلعت پہنا کر کہا کہ اے شیخ عبدالقادر جیلانی مَیں علمِ شریعت اور علمِ طریقت میں آپ کا محتاج ہوں۔

غوثِ پاک فرماتے ہیں کہ:۔ ایک سفر میں میرا گذر جنگل سے ہوا میں کئی دنوں کا بھوکا پیاسا تھا۔ اچانک ایک بادل نے مجھ پر سایہ ڈال دیا۔ اور پھر مَیں نے ایک نور دیکھا جس سے آسمان روشن ہو گیا اور اُس کے بعد ایک صورت نمودار ہوئی جس نے کہا "اے عبدالقادر مَیں تیرا خُدا ہوں۔ مَیں نے تیرے واسطے سب حرام چیزیں حلال کر دی ہیں" یہ سُن کر مَیں نے کہا۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم ط اے لعین مجھ سے دُور ہو جا۔ اتنے میں وہ روشنی تاریکی میں تبدیل ہو گئی اور وہ صُورت دھول بن گئی۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اے عبدالقادر تو مجھ سے اپنے علم کی بدولت بچ گیا ہے ورنہ مَیں اس طرح ستّر (۷۰) ولیوں کو گمراہ کر چکا ہوں مَیں نے کہا کہ یہ سب میرے رَبّ کا فضل و کرم ہے۔

آپ کا وعظ

حضرت غوثِ اعظم رضی اللّٰہ عنہ، کی محفلِ وعظ میں شرکت کے لئے لوگ جوق دَر جوق گھوڑوں، خچروں، گدھوں اور اُونٹوں پر سوار ہو کر دُور دُور سے آیا کرتے تھے۔ حاضرینِ محفل کی تعداد تقریبًا ستّر ہزار ہوا کرتی تھی۔ آپ کی مجلسِ وعظ میں عراق کے اکابر علماء و مشائخ کے علاوہ ملائکہ اور جِنّ وغیرہ کثرت سے حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب آپ کرسی پر رونق افروز ہوتے تو آپ کی ہیبت سے کوئی شخص نہ لعابِ دہن پھینکتا، نہ ناک صاف کرتا۔ نہ کلام کرتا اور نہ اُٹھ کر مجلس سے باہر جاتا۔ آپ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے وعظ سے حاضرین پر وجد کی سی کیفیت طاری رہتی تھی اور آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے خواہ نزدیک ہوتے یا دُور آپ کی آواز کو برابر سُنتے تھے۔

ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے چند قدم ہوا میں اُڑ کر فرمایا کہ " اے اسرائیلی ٹھہر جا اور محمّدی کا کلام سُنتا جا "۔ اور پھر آپ اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔ بعدۂ آپ سے اس کی تفصیل پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام ہماری مجلس کے اوپر سے نہایت تیزی کے ساتھ گذر رہے تھے کہ مَیں نے اُن کو یہ بات کہی اور وہ وہیں ٹھہر گئے۔

آپ کی کوئی مجلسِ وعظ ایسی نہ ہوتی جس میں کوئی یہودی یا عیسائی یا رافضی اسلام نہ لاتا۔ ایک دن ایک راہب آپ کی محفل میں آیا اور آپ دستِ مبارک پر اسلام لا کر کہنے لگا کہ مَیں یمن کا رہنے والا ہوں میرے دِل میں اسلام کا شوق پیدا ہوا تو مَیں نے عزم کیا کہ جو شخص سب سے زیادہ نیک ہو گا مَیں اس کے ہاتھ پر اسلام لاؤں گا۔ اسی فکر میں مجھے نیند آ گئی اور خواب میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت علیٰی علیہ السلام مجھ سے فرما رہے ہیں کہ تُو بغداد میں جا کر شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر مسلمان ہو جا کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین پر سب سے زیادہ بہتر ہیں۔

اسی طرح ایک مجلسِ وعظ میں آپ کے دستِ حق پرست پہ تیرہ (۱۳) عیسائی مشرف بہ اسلام ہو کر کہنے لگے کہ ہم مغرب کے رہنے والے ہیں اور سوچتے تھے کہ کس کے ہاتھ پر اسلام لائیں ؟ اچانک ایک دِن ہاتفِ غیبی نے پکار کر کہا کہ تم بغداد میں جاؤ اور وہاں شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر ایمان لاؤ کیونکہ اُن کی برکت سے تمہارے دِلوں میں وہ ایمان ڈالا جائے گا جو تمہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہیں اور سے میسر نہ ہو گا۔

گردنِ اولیا پر قدم

حضرت شیخ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ اولیآ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ عراق میں ایک عجمی ظاہر ہو گا جن کا مرتبہ بہت بلند ہو گا۔ اُن کا نام عبد القادر اور مسکن بغداد ہو گا۔ وہ یہ اعلان کریگا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ اور اس وقت کے تمام اولیآ اللہ اُن کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں گے۔

اسی طرح ایک دن آپ حضرت شیخ حماد سے مل کر باہر نکلے تو انہوں نے اہلِ مجلس کو بتایا کہ اس نوجوان کے قدم تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر ہونگے اور جب یہ اعلان کریں گے تو تمام اولیاء ان کے آگے اپنے سروں کو جھکا لیں گے۔

چنانچہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بغداد شریف میں منبر پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے کہ آپ کی زبانِ مبارک سے اچانک نکلا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ، یعنی میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے یہ سُنکر رئیس المشائخ شیخ علی بن ابی نصر الهیتمی نے منبر کے قریب پہنچ کر آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا تاکہ آپ کے اس فرمان پر عملاً اقدام ہو جائے۔ دیگر مشائخِ مجلس نے بھی اپنی گردنیں جھکا دیں اور دُور دراز کے ولیوں نے بھی بذریعہ کشف اس اعلان کو سُنکر اپنی اپنی گردنیں خم کر دیں۔ ایک عجمی شیخ نے آپ کی اتباع کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کی تو اس کی ولایت سلب کر لی گئی۔ یہ واقعہ آپ کے قطبُ الاقطاب اور غوث الاغواث ہونے کی واضح دلیل ہے۔

چند مشہور کرامتیں

ایک دفعہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی خدمت میں خلیفہ مستنجد باللہ ابو المظفر یوسف عباسی نے حاضر ہو کر عرض کی مجھے نصیحت فرمائیں اور ساتھ ہی مال و زر کی دس تھیلیاں بطور نذرانہ پیش کیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری ان تھیلیوں کی ضرورت نہیں۔ خلیفہ نے جب اصرار کیا تو آپ نے تھیلیوں کو ہاتھ میں لیکر نچوڑا تو اُن سے خون بہنے لگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابو المظفر تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم لوگوں کا خون نچوڑ کر میرے پاس لے آئے ہو۔ اسی خلیفہ نے ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے کوئی کرامت دکھایئے۔ آپ نے پوچھا۔ کیا چاہتے ہو؟ خلیفہ نے کہا کہ مجھے اس وقت سیب درکار ہیں حالانکہ اس موسم میں سارے بغداد میں سیب نہیں تھے۔ حضور غوث پاک نے فضا میں ہاتھ پھیلا کر دو سیب پکڑے ایک خلیفہ کو دیا اور ایک خود رکھ لیا۔ آپ نے سیب توڑا تو اُس سے کستوری کی خوشبو نکلی اور جب خلیفہ نے توڑا تو اس کے اندر سے کیڑے نکلے۔ خلیفہ نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ لگنے سے پھلوں میں بھی کیڑے پڑ جاتے ہیں۔

اسی طرح آپ کی ایک مشہور کرامت ہے کہ ایک عورت اپنا لڑکا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ آپ اس کو ولی بنا دیں۔ آپ نے منظور فرما کر اس کو مجاہدات پر لگا دیا۔ چند دنوں کے بعد وہ عورت اپنے بیٹے کو ملنے آئی تو اُسے جَو کی روٹی کھاتے دیکھا اور بھوک و شب بیداری کے سبب بہت کمزور پایا پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا آپ مُرغی کے گوشت کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ عورت بولی کہ آپ تو مرغی کا گوشت کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو کھلانے کیلئے جَو کی روٹی دیتے ہیں۔ یہ سُنکر آپ نے ہڈیوں کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جمع فرمایا اور زبان سے کہا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ آپ کا اِتنا کہنا تھا کہ مُرغی فوراً زندہ ہو گئی۔ پھر آپ نے اُس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جب تیرا بیٹا اس درجہ پہ پہنچ جائے گا تو اُسے بھی ہر چیز کھانے کی اجازت ہو گی۔

ایک دفعہ آپ وعظ فرما رہے تھے کہ بارش شروع ہو گئی۔ اہلِ مجلس میں سے بعض لوگ اُٹھنے لگے تو آپ نے اپنا سَر آسمان کی طرف اُٹھا کر کہا کہ میں لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تُو ان کو بھگاتا ہے۔ آپ کا اتنا کہنا تھا کہ اُسی وقت آپ کی مجلس پر بارش بند ہو گئی جبکہ ارد گرد بدستور جاری رہی۔

ایک مرتبہ عمر بن صالح بغدادی اپنی اونٹنی ہانکتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں حج بیت اللہ شریف کیلئے جانا چاہتا ہوں اور میری اونٹنی سفر کے قابل نہیں ہے۔ حضور غوث پاک نے اونٹنی کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر ایک ایڑی لگائی تو وہ بیت اللہ شریف تک سب سے آگے رہی۔

ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے کہ لوگوں میں کچھ سُستی رُونما ہوئی آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہے تو میری تقریر سننے کیلئے بہت سے سبز پرندے بھیج سکتا ہے۔ آپ کا اِتنا کہنا تھا کہ بہت سے سبز پرندے آپکی مجلس میں آپہنچے۔ (سبحان اللہ)

آپ کا وصال

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سُورج نکلنے سے پہلے مجھے سلام کرتا ہے اور سال میرے پاس آکر مجھے سلام کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ اس بار مجھ میں فلاں فلاں واقعات ہونگے۔ اِسی طرح مہینے اور دِن بھی میرے پاس آکر مجھے واقعات کی خبر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ ماہِ رمضان ۵۶۰ھ میں بیمار ہو گئے۔ جب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوشنبہ کی اُنیس تاریخ ہوئی تو ایک صاحبِ وقار شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اُس وقت بڑے بڑے مشائخ عظام آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے وہ شخص آکر بولا۔ السلام علیکم یاولی اللہ ! میں ماہِ رمضان ہوں اور آج میری آپ سے آخری ملاقات ہے۔ یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا اور اُسی سال ۱۰ ربیع الثانی ۵۶۱ھ میں آپ وصال فرما گئے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

کسی شاعر نے ایک ہی شعر میں آپ کی تاریخِ ولادت، تاریخ وفات اور مقدارِ عمر کو نہایت احسن طریقے سے بیان کیا ہے۔ شاعر کہتا ہے :-

اِنَّ بَازَ اللّٰہِ سُلْطَانُ الرِّجَالِ جَاءَ فِیْ عِشْقٍ وَمَاتَ فِیْ کَمَالِ

اس شعر میں کلمہ عشق کے ۴۷۰ عدد ہیں جو آپ کی تاریخ ولادت ہے اور کلمہ کمال کے ۹۱ عدد ہیں جو آپ کی عمر شریف کی مقدار ہے۔ اور اگر کلمہ عشق کے اعداد کو کلمہ کمال کے اعداد کے ساتھ ملا دیا جائے تو ۵۶۱ عدد بنتے ہیں جو آپ کی تاریخ وفات ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسالہ ھٰذا کو بندہ ناچیز کی مغفرت کا ذریعہ بنائے اور معاونینِ کرام کے مال وجان اور کاروبار میں ترقی عطا فرمائے۔

آمین ۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر صدر بزم سعید

اسلام پورہ خانیوال   ۵ / اکتوبر ۱۹۹۲ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گیارہویں شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

تمہید محبوب سبحانی قطب ربانی شہباز لامکانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات ہرگز محتاج تعارف نہیں، دنیا بھر کے مسلمان آپ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کے لئے ہر ماہ گیارہویں شریف کا اہتمام کرتے ہیں اور بعض کم علم لوگ اس پر بدعت اور ناجائز ہونے کے فتوے لگاتے ہیں، بنابریں یہ مسئلہ ذیل میں واضح دلائل کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے تاکہ عوام الناس حق مسئلہ سے روشناس ہو سکیں اور مخالفین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے

ہمارا عقیدہ اہلسنت وجماعت بریلوی کا گیارہویں شریف کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ، گیارہویں شریف نہ فرض ہے نہ واجب اور نہ سنت بلکہ مستحب اور کار خیر ہے اور بزرگان دین کا ایک عمل ہے۔ جو اس پر عمل پیرا ہوگا وہ ثواب پائے گا اور جو اس کو نہ کرے گا اس پر شرعاً کوئی مواخذہ نہیں۔

مشہور درسی کتاب، نورالانوار کے مصنف حضرت ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے صاحبزادے حضرت ملا محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ، دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین نے آپکا عرس مبارک (گیارہویں شریف) ہر مہینے میں مقرر فرما دیا ہے۔" (دجیز الصراط صہ ۸۳)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہم نے اپنے سرور امام و عارف کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہٗ کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم عرس (گیارہویں شریف) کی محافظت و پابندی فرماتے ہوئے دیکھا ہے، علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور و متعارف ہے (ما ثبت بالسنۃ صہ ۱۲۲)

یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "شیخ امان رحمۃ اللہ جو گروہِ اولیاء میں مرتبہ بلند و پایہ ارجمند رکھتے تھے ربیع الثانی کی دس تاریخ (یعنی گیارہویں رات) کو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کیا کرتے تھے (اخبار الاخیار) ان روایات سے معلوم ہوا کہ بڑے بڑے بزرگانِ دین گیارہویں شریف ہمیشہ سے مناتے چلے آئے ہیں اور ایک حدیث پاک ہے۔ مارآہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن (مرقات باب الاعتصام) یعنی جس کام کو مومن اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے، اس حدیث پاک کے مطابق گیارہویں شریف کو جب بزرگانِ دین نے اچھا تصور کیا ہے تو یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی محمود و پسندیدہ ہے لہٰذا اس کو ناجائز و گمراہی کہنے والا ... خود گمراہ ہوتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایصالِ ثواب

گیارہویں شریف دراصل حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ایصال ثواب کرنے کا نام ہے اور ایصال ثواب کا ثبوت قرآن و حدیث سے اظھر من الشمس ہے، چنانچہ ذیل میں ایصال ثواب کے دلائل ملاحظہ ہوں،

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ والذین جاءوا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان (الآیہ)
یعنی وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔
اگر فوت شدہ مسلمانوں کو ایصال ثواب جائز نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں مُردوں کے واسطے دعا مانگنے کے مسلمانوں کی فعل کی مدح نہ فرماتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ کلام کرتیں تو صدقہ کا حکم دیتیں، اب اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کی طرف سے صدقہ کروں، آپ نے فرمایا، نعم تصدق عنہا ہاں تم ان کی طرف سے صدقہ کرو، (بخاری شریف ص ٣٨٦)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے پس کون سا صدقہ بہتر ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ پانی۔ فحفر بئرا وقال ھذہ لام سعد پس حضرت سعد نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے واسطے ہے، (ابو [illegible])۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت صالح ابن درہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حج کے لئے جاتے ہوئے مسجد عشار کے پاس سے گزرے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے فرمایا کہ تم میں کون ہے جو مسجد عشار میں دو یا چار رکعت پڑھے اور کہے ھذہ لابی ھریرۃ کہ یہ نماز ابو ہریرہ کے واسطے ہے (مشکوٰۃ شریف) ان تمام روایات سے ایصال ثواب کا واضح ثبوت ملتا ہے اور چونکہ گیارہویں شریف بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کیلئے ہی ہوتی ہے لہٰذا یہ بھی جائز و مستحسن ہے، اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روائیت سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی ماں کے ایصال ثواب کیلئے کنواں کھدوا کر فرمایا، ھٰذہ لام سعد یہ کنواں سعد کی ماں کے واسطے ہے۔
اسی طرح ہم بھی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے گیارہویں شریف کا اہتمام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ گیارہویں شریف حضرت غوث اعظم کے واسطے ہے۔ نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے ہیں کہ اس مسجد میں دو یا چار رکعت نماز نفل پڑھ کر کون ہے جو یہ کہے ھذہ لابی ھریرۃ کہ یہ نماز ابو ہریرہ کے واسطے ہے، اس حدیث شریف کے حاشیہ پر مشکوٰات شریف میں ہے:
معناہ ثواب ھذہ الصلوٰۃ لابی ھریرۃ یعنی اس کے معنی یہ ہے کہ اس نماز کا ثواب ابو ہریرہ کے واسطے ہے، اس حدیث پاک کی روشنی میں جس طرح یہ کہنا جائز ہے کہ یہ نماز ابو ہریرہ کے واسطے ہے اسی طرح یہ کہنا بھی جائز ہے۔ گیارہویں غوث اعظم کے واسطے ہے، اور جسطرح اس حدیث

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاک کا مطلب یہ ہے کہ اس نماز کا ثواب ابوہریرہ کے واسطے ہے اسی طرح گیارہویں شریف کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس گیارہویں شریف کا ثواب بھی حضور غوث اعظم کے واسطے ہے، اس قدر واضح دلائل کے باوجود بھی اگر کوئی گیارہویں شریف کو ناجائز کہے تو پھر یہی کہا جا سکتا ہے کہ ؏

بریں عقل و دانش بباید گریست .

بحث غیر اللہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام آجائے وہ حرام ہو جاتی ہے اور چونکہ گیارہویں شریف پر تم غوث اعظم کا نام لیتے ہو لہذا یہ بھی حرام ہے اور دلیل میں یہ آیت کریمہ پیش کرتے ہیں۔ وما اهل به لغير الله یعنی جس چیز پر غیر اللہ کا نام آجائے وہ حرام ہو جاتی ہے، اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ مذکورہ آیت کریمہ کا ترجمہ مخالفین نے قطعی طور پر غلط کیا ہے۔ اس کا صحیح ترجمہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں وَمَا اهل به لغير الله اى ذبح على اسم غيره والاهلال رفع الصوت وكانوا يرفعونه عند ذبحها لآلهتهم (تفسیر جلالین پ ۲ ع ۵)

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ جانور جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا۔ اور اھلال کے معنی آواز بلند کرنا ہے۔ اور مشرکین اپنے بتوں کے لئے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کرتے تھے،

اس آیت کریمہ کا یہی معنی تفسیر مدارک۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر حسینی، تفسیر بیضاوی اور تفسیر درمنثور میں بیان کیا گیا ہے۔ ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ مشرکین اپنے جانوروں کو ذبح کرتے وقت بجائے بسم اللہ اکبر کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللات والعزیٰ، پڑھا کرتے تھے۔ لات اور عزیٰ ان کے دو بت تھے لہٰذا ان جانوروں کو جن کے ذبح کے وقت بتوں کا نام لیا گیا تھا حرام قرار دیا گیا لیکن یاد رکھیں کہ جن جانوروں کو خدا کے نام سے ذبح کیا جائے وہ ہرگز حرام نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ومالکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ (پ سورۃ انعام) یعنی تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جس چیز پر خدا کا نام لیا جائے تم اس کو نہیں کھاتے۔ ثابت ہوا کہ مذکورہ آیت سے صرف اس ذبیحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے۔ اس کے علاوہ یہ آیت کریمہ اور کسی چیز کو حرام نہیں کرتی لہٰذا گیارہویں شریف کو اس میں داخل کرنا تحریف معنوی اور تفاسیر معتبرہ کی مخالفت ہے۔ نیز اگر مخالفین کی یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ جس چیز پر غیر خدا کا نام آجائے وہ حرام ہو جاتی ہے تو پھر تو دنیا میں کوئی چیز حلال رہ ہی نہیں سکتی۔ مثلاً آجکل عام طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ بکری حافظ عبدالرشید کی ہے۔ یہ بیوی مولوی غلام اللہ کی ہے۔ یہ بیٹا قاری غلام محمد کا ہے۔ یہ دوکان رحیم بخش کی ہے وغیرہ وغیرہ، تو اسطرح تو یہ تمام چیزیں حرام ہو گئیں۔ جب اتنی چیزوں پر غیر خدا کا نام آنے سے یہ حرام نہیں ہوتیں تو گیارہویں شریف پر غوث پاک کا نام آنے سے وہ کیسے حرام ہو سکتی ہے۔

دن مقرر کرنا

مخالفین کا گیارہویں شریف پر ایک اعتراض یہ بھی ہے، کہ اس کا دن مقرر ہے اور دن مقرر کرنا جائز نہیں
اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ ہمارے نزدیک دن مقرر کرنا نہ فرض ہے،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ واجب اور نہ ہی ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دن مقرر کئے بغیر دوسرے دنوں میں گیارہویں شریف اور نذر و نیاز قبول ہی نہیں ہوتی، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس دن بھی گیارہویں شریف کر لی جائے جائز ہے البتہ دن اس لئے مقرر کر دیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو یاد رہے اور جمع ہونے میں سہولت رہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رہا تعین تاریخ تو یہ بات تجربہ سے معلوم ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو کر رہتا ہے نہیں تو سال ہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸) نیز دن مقرر کرنے کے جواز میں متعدد احادیث مبارکہ بھی ملتی ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

فیہ ولدت وفیہ انزل علی میں اسی دن پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر قرآن پاک نازل ہونا شروع ہوا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اکثروا الصلوٰۃ علی یوم الجمعۃ تم جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے عورتوں کی درخواست پر ایک دن مقرر کر کے انہیں وعظ و نصیحت فرمائی۔ (بخاری شریف) اس قسم کی بہت سی احادیث کتب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احادیث میں مروی ہیں جن سے دن مقرر کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور جو لوگ دن مقرر کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں وہ خود بھی شادی کے دن مقرر کرتے ہیں، تبلیغی جلسوں کے دن مقرر کرتے ہیں، سالانہ اجتماعات کے دن مقرر کرتے ہیں اور مدرسوں میں تعطیلات کے دن مقرر کرتے ہیں۔ جب وہ ایسے موقعوں پر خود دن مقرر کرتے ہیں تو وہ گیارہویں شریف کے لئے دن مقرر کرنے کو کیسے ناجائز قرار دے سکتے ہیں۔

گیارہویں شریف اور قرآن و حدیث

بعض لوگ کہتے ہیں کہ گیارہویں شریف کا قرآن و حدیث سے ثبوت دو۔ جب قرآن و حدیث میں اس کا کہیں حکم نہیں ہے تو پھر کیسے جائز ہو گئی؟ اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ اگر قرآن و حدیث میں گیارہویں شریف کا ذکر ہوتا تو پھر یہ فرض یا واجب ہوتی اور ہم اس کو نہ فرض سمجھتے ہیں اور نہ واجب جیسا کہ ہم پہلے عقیدے کی وضاحت میں شروع میں تحریر کر چکے ہیں۔ ہم اس کو جائز و مستحب سمجھتے ہیں اور اس کے جائز ہونے کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ماحرم اللہ فی کتابہ وما سکت فھو مما عفا عنہ (ترمذی شریف)

یعنی حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس چیز سے خاموشی اختیار فرمائی وہ عفو (یعنی جائز) ہے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰت والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض کی ہیں پس انہیں ضائع نہ کرو (یعنی ان پر ہر حال میں عمل کرو) اور کچھ چیزیں حرام فرمائی ہیں ان کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں قائم کی ہیں ان سے آگے نہ بڑھو ۔ وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنها (دارقطنی) اور کچھ چیزوں سے بغیر نسیان کے (یعنی جان بوجھ کر) خاموشی اختیار فرمائی ان میں بحث نہ کرو (یعنی وہ تمہارے لئے جائز ہیں) ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ قرآن و حدیث میں جن چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی گئی ہے وہ شریعت میں جائز ہیں اور اسی اصول کے تحت گیارہویں شریف بھی جائز ہے کیونکہ اگر قرآن و حدیث میں اسکا حکم نہیں تو اس سے کہیں منع بھی نہیں کیا گیا، جب اس کے متعلق خاموشی اختیار کی گئی ہے تو لا شبہ جائز و درست ہے جو لوگ گیارہویں شریف کو معاذ اللہ ناجائز و حرام کہتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اسکا ثبوت قرآن و حدیث دیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ لوگ قیامت تک گیارہویں شریف کے حرام ہونے کی کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکتے ۔

کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنا

مخالفین گیارہویں شریف پر ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں چونکہ اسمیں کھانا سامنے رکھ کر ختم شریف پڑھا جاتا ہے اور دعا مانگی جا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تی ہے اور یہ جائز نہیں لہذا گیارہویں شریف بھی جائز نہیں، اسکا جواب یہ ہے کہ سب مسلمان جانتے ہیں کہ کھانا شروع کرتے وقت (جو ہوتا بھی سامنے ہے) بسم اللہ شریف پڑھنے کا حکم ہے (ملاحظہ ہو مسلم شریف) اور بسم اللہ شریف بھی قرآن پاک کی ایت ہے، تو اگر کھانا سامنے رکھ کر قرآن پاک کی ایک آیت کریمہ پڑھنی جائز ہے تو چند آیات ملاکر پڑھنی بھی جائز ہیں، رہا کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنے کا ثبوت تو اس کے لیئے مندرجہ ذیل دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام غزوہ خندق کے موقع پر بھوک کی وجہ سے نڈھال تھے، اس وقت آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ ضیافت کے لیئے سب ابو طلحہ کے گھر چلیں، ام سلیم نے روٹیاں لاکر پیش کیں حضور علیہ السلام نے ان کو توڑ کر گھی میں ملایا، ثم دعا فیہ بالبرکۃ۔ پھر اس پر برکت کیلیے دعا فرمائی۔ (مسلم شریف)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غزوہ تبوک کے موقع پر جب صحابہ کرام بھوک سے نڈھال تھے ارشاد فرمایا کہ جس کسی کے پاس تھوڑا بہت بچا ہوا کھانا ہو لے آئے، چنانچہ ایک دستر خوان پر حضور علیہ السلام کے سامنے روٹی اور کھجور وغیرہ جمع کی گئی۔ فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالبرکۃ پس حضور علیہ السلام نے کھانے پر برکت کی دعا فرمائی۔ (مشکوٰۃ شریف)

ان احادیث مبارکہ سے کھانا سامنے رکھ کر اس پر قرآنی آیات پڑھنے کا واضح ثبوت ملتا ہے، اب بھی اگر کوئی مانے تو اس کی ہٹ دھرمی کا اور یہیں نہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مانوں ر کا کوئی علاج نہیں کیا جا سکتا۔

انعامی چیلنج

ہم نے مسئلہ گیارہویں شریف کو دلائل کے ساتھ روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے اور ساتھ ہی مخالفین کے اعتراضات کے مدلل و دندان شکن جوابات بھی تحریر کر دیے ہیں، آخر میں ہم دنیا بھر کے مخالفین کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ گیارہویں شریف کو قرآن و حدیث سے ناجائز و حرام ثابت کر کے دکھائیں، اس کی حرمت پر وہ جتنی آئیتیں اور حدیثیں پیش کریں گے ہم ان میں سے ہر آئیت اور ہر حدیث پر مبلغ ایک ہزار روپے نقد انعام دیں گے۔ سب مخالفین سر جوڑ کر بیٹھیں اور باہمی مشورے سے قرآن و حدیث کی ورق گردانی کریں، اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکیں گے تو انہیں چاہیئے کہ وہ گیارہویں شریف کو ناجائز کہنے سے سچے دل سے توبہ کریں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے غلاموں سے شامل ہو کر مذہب اہلسنت وجماعت بریلوی کو قبول کر لیں اسی میں ان کی بھلائی ہے، آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسالہ ہذا کو باعث ہدائیت اور بندہ ناچیز کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

تحریر کنندہ: محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال

یکم جولائی ۲ ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گلدستۂ تقاریر

افادات : مولانا علامہ محمد حنیف اختر صاحب

مرتبہ : محمد نعیم اللہ خاں قادری

جلد چہارم

- ایمان افروز عبرت آموز چند منتخب احادیث
- چند اہم احادیث
- احکام مسجد
- فضائل جمعۃ المبارک
- فضائل بسم اللہ شریف
- مسلمانوں کے باہمی حقوق
- اسلام میں میاں بیوی کے حقوق
- یہود و نصاریٰ سے دوستی
- عورت اور حاکمیت
- ووٹ کی شرعی حیثیت
- عوام میں مشہور غلط مسائل
- غلط مسائل
- بدلتے مسائل
- چند ضروری مسائل
- چند اہم فتاویٰ
- چند اہم مضامین
- چند قرآنی واقعات
- چند ضروری مسائل
- مجبوری کے احکام
- بیماری کے مسائل
- احکام عدت
- اسلام میں عورت کی حکمرانی
- عورتوں کی چوڑیوں کا مسئلہ
- مہکتے پھول
- تلخ و شیریں
- چھینک اور جماہی کے مسائل
- اسلام اور انگوٹھے چومنا
- شادی اور ولیمہ
- نثری تقریریں
- فضائل مکہ مکرمہ
- فضائل مدینہ منورہ
- راہنمائے حجاج
- مناسک حج کی حکمتیں
- سفرنامہ حج
- منشور انسانیت
- مکتوب غزالی زماں
- اعلیٰ حضرت کے سلام کی تشریح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوانح

خواجہ معین الدین چشتی

رحمۃ اللہ علیہ

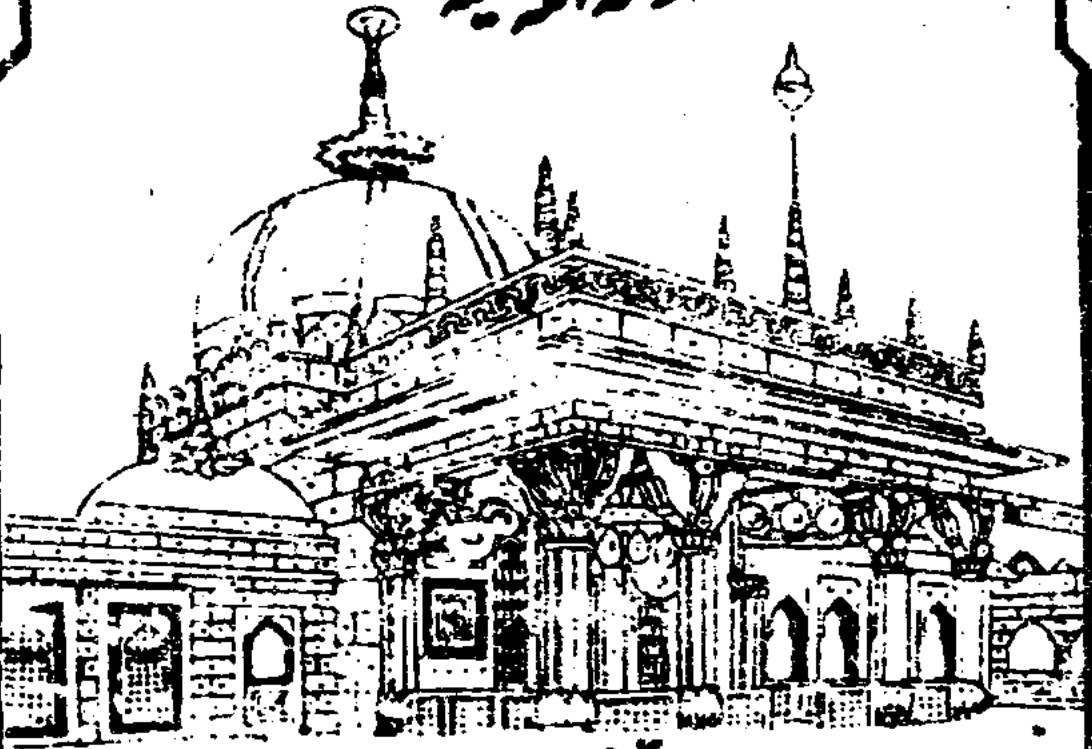

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوانح خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

امام طریقت، مخزنِ حقیقت، پیشوائے اہل دین، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ اقدس کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں۔ آپ کی شان بڑی عظیم اور مرتبہ بڑا بلند ہے۔ آپ صحیح النسب سید ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب والد محترم کی طرف سے تیرہ واسطوں سے اور والدہ محترمہ کی جانب سے بارہ واسطوں سے حضرت مولا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ آپ کے القابات میں "غوث المشائخ، قطب العارفین، حبیب اللہ، عطائے رسول، ہند الولی، نائب النبی اور سرکار غریب نواز وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی شان و عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کو بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے "قطب المشائخ" کا لقب عطا ہوا اور آپ سلطان الہند کہلائے۔ غرضیکہ آپ کا مقامِ ولایت نہایت ارفع و اعلیٰ ہے۔

آپکی ولادت

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴، رجب ۵۳۷ھ بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق بمقام سنجر (علاقہ سیستان) پیدا ہوئے۔ آپکے والد صاحب کا نام خواجہ غیاث الدین صاحب تھا اور وہ عالم فاضل اور ولی کامل تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت "بی بی ماہ نور" تھا اور وہ بھی نہایت پارسا اور نیک بخت خاتون تھیں۔ آپ بچپن سے اپنے والد محترم کے زیر سایہ تربیت پاتے رہے جب آپ کی عمر مبارک پندرہ سال کی ہوئی تو والد صاحب کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا اور وراثت میں ایک باغ چھوڑا۔ اس باغ کی نگہبانی آپ خود کرتے تھے اور اسی کی آمدنی سے آپ کی گزر اوقات ہوتی تھی۔ ایک دن آپ باغ کے درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ ایک مجذوب حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ باغ میں تشریف لائے۔ آپ نے ان کو نہایت احترام سے خوش آمدید کہا اور ایک درخت کے نیچے بٹھا کر انگوروں کا ایک خوشہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ بزرگ آپ کے جذبۂ خدمت سے نہایت خوش ہوئے اور اپنی زنبیل سے کھلی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نکالا اور چبا کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو کھلایا۔ اس کو کھاتے ہی خواجہ صاحب کو فی الفور دنیا سے نفرت ہو گئی اور دل نورِ الٰہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے معمور ہو گیا۔ آپ نے تمام جائداد اور باغ وغیرہ فروخت کر کے ان کی قیمت غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دی اور خود تلاشِ حق میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔

بیعت وخلافت

چلتے چلتے آپ خراسان پہنچے۔ وہاں پر دینی علوم حاصل کیے اور قرآن پاک بھی حفظ کیا۔ پھر وہاں سے سمرقند تشریف لے گئے۔ اس کے بعد پھر عراق کی جانب چلے۔ وہاں سے ملک عرب کی طرف گئے اور پھر قصبہ ہارون میں تشریف لائے جو نیشاپور کے اطراف میں واقع ہے۔ یہاں پر ایک ولیِ کامل اور قطبِ وقت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی ملاقات ہوئی اور آپ ان کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر ان کے مریدوں میں شامل ہو گئے۔ جس دن آپ ان کے مرید ہوئے اس دن بہت سے اولیائے کبار حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی محفل میں موجود تھے۔ پیر صاحب نے فرمایا۔ اے معین الدین! وضو کرو اور دو رکعات نماز نفل ادا کرو۔ آپ نے فوراً عمل کیا۔ اس کے بعد حکم ہوا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو اور سورۃ البقرہ پڑھو آپ نے ویسا ہی کیا۔ پھر فرمایا کہ اکیس بار درود پاک پڑھو۔ آپ نے اس پر بھی عمل کیا۔ اس کے بعد خواجہ عثمان ہارونی نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اے معین الدین! میں نے تجھے خدا تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک دن اور مجاہدہ کرو اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھو۔ جب آپ ایسا کر چکے تو پیر صاحب کے پاس آئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ سر اوپر اٹھاؤ۔ آپ نے سر اٹھایا تو پوچھا کہ کیا دیکھتے ہو؟ عرض کیا کہ زمین سے لے کر آسمانوں تک ہر چیز کو دیکھ رہا ہوں۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ دوبارہ ایک ہزار بار سورہ اخلاص پڑھو۔ آپ نے جب پڑھ لی تو فرمایا کہ آنکھیں بند کرو اور پھر کھولو۔ آپ نے ایسا ہی کیا تو پوچھا کہ اب کیا دیکھتے ہو؟ عرض کیا کہ اٹھارہ ہزار عالم سب کے سب دیکھتا ہوں۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ اب تمہارا کام پورا ہوا۔ اس کے بعد آپ بیس سال تک اپنے پیر صاحب کی خدمت میں رہے اور سفر و حضر میں ساتھ رہے۔ پھر پیر صاحب نے آپ کو خلافت دی اور رخصت ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زہد و تقویٰ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نہایت متقی و پرہیزگار انسان تھے۔ آپ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور ساری رات عبادت کرتے۔ عشاء کے وضو سے آپ صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ دو چادروں میں بخیہ کر کے بطور کفنی پہننا آپ کا لباس مبارک تھا۔ آپ کے قدموں کی برکت سے ہندوستان میں طریقہ اسلام ظاہر ہوا اور کفر و شرک کی سیاہی دور ہوئی۔ آپ نے جس پر ایک نظر کرم کی اسے ایک لمحہ میں خدا تک پہنچا دیا۔ آپ اکثر استغراق و محویت کے عالم میں رہتے تھے اور نماز کے وقت آنکھیں کھولتے تھے۔ جو شخص تین روز تک آپ کی خدمت میں حاضر رہتا وہ صاحب کشف و کرامت ہو جاتا۔ آپ ہر روز دن کے وقت ایک قرآن پاک اور رات کے وقت بھی ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ جب آپ قرآن پاک ختم کرتے تو غیب سے آواز آتی کہ "اے معین الدین! میں تمہارا ختم قبول کرتا ہوں"۔ آپ کو سماع کا بہت شوق تھا اور قوالی سن کر آپ پر وجد طاری ہو جاتا تھا جو شخص بھی آپ کی صحبت میں آتا اس کو قوالی کا شوق ہو جاتا تھا۔ آپ کی مجلس میں شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت شیخ محمد کرمانی اور حضرت مولانا بہاؤالدین بخاری رحمۃ اللہ علیہم اکثر شامل ہوتے تھے۔ یہی قوالی ہندوستان میں اہل ہنود کو اسلام کی طرف کھینچنے کا ذریعہ بنی اور اس زمانے کے کسی عالم یا فقیہ نے اس کا انکار نہ کیا۔

حج و زیارت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ پہلی بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ جب خانہ کعبہ کا طواف کر کے فارغ ہوئے تو پیر صاحب نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر خانہ کعبہ کے سامنے آپ کے حق میں خصوصی دعا کی تو غیب سے آواز آئی کہ "معین ہمارا دوست ہے اور ہم نے اسے قبول کر لیا ہے"۔ اس کے بعد پیر صاحب آپ کو ہمراہ لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے۔ پیر صاحب نے آپ کو حکم دیا کہ بارگاہ رسالت میں سلام عرض کرو۔ آپ نے سلام عرض کیا تو روضہ اقدس سے آواز آئی "وعلیکم السلام یا قطب المشائخ"۔ اس کے بعد آپ اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ واپس بغداد تشریف لے آئے کچھ عرصہ بعد پھر زیارت حرمین شریفین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لیئے تشریف لے گئے۔ مکہ مکرمہ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے ایک رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے سامنے عبادت میں مشغول تھے کہ روضہ اقدس سے آواز آئی کہ "اے معین الدین حسن! تم ہمارے دین کے معین و مددگار ہو۔ ہم نے تمہیں ہندوستان کی ولایت عطا کی۔ اب تم اجمیر شریف (ہندوستان) چلے جاؤ اور وہاں اسلام کا پرچم بلند کرو، جاؤ ہم نے تمہیں سلطان الہند بنا دیا ہے"۔ چنانچہ آپ سفر کرتے ہوئے سنجان پہنچے اور یہاں پر حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کے ساتھ ملاقات کی۔ پھر جیلانی میں حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور شرف ملاقات حاصل کیا۔ اس کے بعد چلتے چلتے تبریز پہنچے اور یہاں حضرت شیخ پیر جلال الدین صاحب سے فیض صحبت حاصل کیا۔ اس کے بعد سفر طے کرتے ہوئے لاہور تشریف لائے اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر دو ماہ تک ٹھہرے رہے اور فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ یہیں آپ نے وہ مشہور و معروف شعر کہا کہ ؎

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

ہندوستان میں آمد

ہندوستان کے تمام حصوں میں کفر کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ بت پرستی کی آندھی مشرق سے مغرب تک بڑے زور سے چل رہی تھی۔ شرک و بت پرستی کے ڈنکے بج رہے تھے۔ مٹی کے ڈھیلوں۔ پتھروں۔ درختوں اور گائے کے گوبر کو برابر سجدے ہو رہے تھے اور انسانیت عقل و شعور سے بے بہرہ ہو رہی تھی۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب سفر کرتے ہوئے لاہور سے اجمیر شریف کے نزدیک پہنچے تو آپ نے یہاں آکر ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا اور جس میدان میں آپ نے قیام فرمایا وہاں پر اجمیر کے راجہ کے اونٹ بیٹھتے تھے۔ اچانک خادم آیا اور بولا کہ اے فقیر یہاں سے چلے جاؤ۔ یہاں پر راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کو اس کا یہ اندازِ گفتگو پسند نہ آیا۔ آپ نے اس جگہ سے اٹھتے ہوئے فرمایا کہ "ہم تو اٹھ جاتے ہیں لیکن تمہارے اونٹ بیٹھے ہی رہیں گے۔ آپ وہاں سے ایک دوسرے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقام "اناساگر" پر تشریف لے گئے۔ یہ جگہ آپ کو بہت پسند آئی اور آپ نے اپنی عبادت کے لیے اس کو منتخب فرمالیا۔ القصہ راجہ کے اُونٹ آکر اس میدان میں بیٹھے۔ صبح کو ساربان نے جب اٹھانا چاہا تو وہ اُٹھ نہ سکے اور یُوں معلوم ہوتا تھا کہ ان کے سینے زمین سے چپک گئے ہیں۔ ساربان نے یہ واقعہ جاکر راجہ کو سُنایا تو اس نے کہا کہ جاؤ درویش کی خوشامد کرو۔ ساربان گیا اور جاکر گریہ زاری کی اور معافی مانگی تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ جاؤ تمہارے اونٹ کھڑے ہوگئے ہیں۔ چنانچہ ساربان نے آکر دیکھا تو واقعی اونٹ کھڑے تھے۔ اس واقعہ سے آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور راجہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی بہت حیران و متعجب ہوا۔ آخر کار راجہ اور اس کے ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ یہ درویش بہت بزرگ اور صاحب کمال ہے۔ لہٰذا اس سے ہم سوائے سحر و جادو کے نہیں جیت سکتے اجمیر کے قریب ایک جوگی "اجیپال" نامی رہا کرتا تھا اور تمام ہندوستان میں سحر و جادوگری میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ اس کے ڈیڑھ ہزار چیلے تھے جو اپنے فن میں ماہر تھے۔ راجہ نے اس جوگی کو بلا کر سارا واقعہ بیان کیا۔ جوگی نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں۔ ابھی کل ہی دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ دوسرے روز راجہ اور اجیپال اور اس کے چیلے حضرت خواجہ صاحب کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ کو ان کے آنے کی اطلاع ملی تو آپ نے وضو فرمایا اور اپنے گرد ایک حلقہ کھینچا اور اس کے اندر ہو کر بیٹھ گئے۔ جب کافر وہاں پہنچے تو بسیار کوشش کے باوجود حلقہ کے اندر داخل نہ ہو سکے۔ جب ان ناپاک لوگوں نے وہاں پر شور و غل مچایا تو آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ "اے گمراہو! کیا تم نیست و نابود ہونا چاہتے ہو؟" اس وقت اجیپال آپ کے سامنے آگیا اور بولا کہ میرا نام اجیپال ہے اور تم مجھ سے ہرگز مقابلہ نہیں کرسکتے۔ آپ خواہ مخواہ مصیبت میں نہ پڑو۔ ورنہ میں ابھی آسمان کے قریب جاکر آپ کے سر پر اتنی بلائیں برساؤں گا کہ آپ ان کا علاج بھی نہ کرسکیں گے۔ خواجہ صاحب نے جواب دیا کہ "کتے جتنے زیادہ کمزور ہوتے ہیں اتنے ہی زیادہ بھونکتے ہیں۔" یہ سُن کر اجیپال کو غصہ آگیا اور وہ سانپ کی طرح بل کھانے لگا۔ ہرن کی ایک کھال کو آسمان کی طرف پھینکا اور کود کر اس پر سوار ہوگیا۔ وہ کھال آسمان کی طرف اڑتی اڑتی غائب ہوگئی۔ حضرت خواجہ صاحب نے یہ دیکھ کر اپنی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جوتیوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس کافر کو اتنا مارو کہ زمین پر واپس آجائے۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ جوتیاں ہوا بن کر اُڑ گئیں اور اجیپال کے قریب پہنچ کر کبھی منہ اور کبھی سر پر لگنے لگیں اور مار مار کر اس کو واپس زمین پر لے آئیں۔ اجیپال اپنے کیے پر بڑا پشیمان ہوا اور زمین پر آتے ہی اپنا سر حضرت خواجہ کے قدموں پر رکھ دیا آپ نے تھوڑا سا پانی اسے دیا اور اس نے فوراً پی لیا اور شرک و کفر کی جو گمراہی اس کے دل میں تھی وہ سب کی سب جاتی رہی۔ اس نے فوری طور پر کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ راجہ اور اس کے ساتھیوں نے جب یہ منظر دیکھا تو پشیمان ہو کر واپس لوٹ گئے۔ اس کے بعد اجیپال نے عرض کی کہ حضور اب آپ شہر میں چل کر قیام فرمائیے۔ تاکہ خلق خدا کو فائدہ پہنچے۔ چنانچہ آپ اجمیر شریف کے اندر تشریف لائے اور خلقِ خدا کو فیضیاب کرنا شروع کیا۔ لوگ دھڑا دھڑ اسلام قبول کرنے لگے۔ ادھر سلطان شہاب الدین غوری نے حملہ کر کے راجہ پرتھوی راج کو شکست فاش سے دوچار کر دیا اور اس کے مندر کو مسجد میں منتقل کر دیا۔ چنانچہ حضرت خواجہ صاحب نے جمعہ کی نماز پہلی مرتبہ اس مسجد میں پڑھائی۔ سندھ یہ ایمان افروز منظر دیکھ کر بول اُٹھے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً نوّے لاکھ کافروں نے کلمہ پڑھ کر ایمان قبول کیا۔ پرتھوی راج کی حکومت میں سب سے بڑے مندر کا پجاری سادھو رام بھی آپ کی مخالفت سے تائب ہو کر آپ کے دستِ مبارک پر ایمان لے آیا۔ اس سے قبل مشہور جادوگر اجیپال بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو چکا تھا۔ آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ چنانچہ ان دونوں نے دعوتِ حق میں آپ کے دستِ راست کی حیثیت سے کام کیا۔

آپ کی کرامات

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مرید شیخ علی کے ہمراہ ایک دن کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک شخص ملا اور آپ سے اپنا قرضہ مانگنے لگا۔ آپ نے چند دن کی مہلت مانگی تو وہ بدتمیزی پر اتر آیا اور بکواس کرنے لگا۔ آخر کار حضرت خواجہ صاحب کو غصہ آگیا اور آپ نے اپنے کندھے سے چادر کو اتار کر زمین پر پھیلا دیا۔ خدا کی قدرت سے وہ چادر روپوں سے بھر گئی۔ آپ نے فرمایا کہ جلدی کر اس میں سے اپنا قرضہ لے لے۔ اس شخص نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے قرضہ سے کچھ زیادہ روپے اٹھاتے تو فوراً اس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ یہ دیکھ کر وہ رونے لگا اور آپ سے فریاد کی اور عرض کیا کہ حضرت خواجہ! میں نے توبہ کی اور اپنا قرض بھی معاف کیا۔ میرے حال پر رحم فرمائیں خواجہ صاحب نے اس کے حق میں دعا فرمائی تو اس کا ہاتھ فوری طور پر اچھا ہوگیا۔ اس نے آپ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور پھر ساری زندگی آپ کا خادم بنا رہا۔

◎ آپ ایک روز بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور بولا کہ حضرت صاحب! بہت دنوں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی تمنا تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ آج یہ سعادت حاصل ہوئی ہے۔ یہی بات اس نے پھر دہرائی تو خواجہ صاحب مسکرا پڑے اور فرمانے لگے آ تو گئے ہو۔ اب اپنا وعدہ پورا کرو۔ یہ سن کر وہ تھر تھر کانپنے لگا اور زمین پر سر رکھ کر کہنے لگا کہ "ایک شخص نے مجھے ہلاک کرنے کے لیے آپ کے پاس بھیجا ہے اور میں نے لالچ سے یہ کام کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ پھر اس نے اپنی بغل سے چاقو نکال کر زمین پر پھینک دیا اور عرض کیا حضور! مجھے آپ جو چاہیں سزا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جو ہمارے ساتھ بدی کرتا ہے ہم اس کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی تو وہ تائب ہو کر آپ کے غلاموں میں شامل ہوگیا اور ۴۵ حج کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں طواف کعبہ کرتے ہوئے اس کا وصال ہوگیا۔ (سبحان اللہ)

◎ حضرت خواجہ صاحب کے زمانے میں سات آتش پرست تھے جو بڑی عبادت و ریاضت کیا کرتے تھے۔ ایک روز وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں آگ کی پوجا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ انہوں نے کہا کہ ہم آگ کی پرستش اس لیے کرتے ہیں کہ کل قیامت کے دن یہ ہمیں نہ جلائے۔ آپ نے فرمایا۔ اے احمقو! جب تک تم خدا کی پرستش نہ کرو گے اس وقت تک تم آگ سے ہرگز نہیں بچ سکتے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر اللہ تعالیٰ کی پرستش کر سکتے ہیں کہ یہ آگ آپ کے جوتوں کو نہ جلائے۔ آپ نے فرمایا کہ آگ میں کیا طاقت ہے کہ وہ معین الدین کے جوتوں کو جلا سکے۔ پاس ہی آگ جل رہی تھی۔ آپ نے فوراً اپنی جوتیوں کو آگ میں ڈال دیا اور فرمایا کہ "اے آگ ان کی حفاظت کرنا۔" آگ جو پہلے بہت تیز جل رہی تھی فوراً ہی سرد ہوگئی اور غیب سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آواز آئی کہ آگ کی کیا مجال جو میرے دوست کے جوتوں کو جلائے۔ ان مجوسیوں نے یہ آواز سُنی اور یہ منظر دیکھا تو سب کے سب اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

◎ ایک شخص حضرت شیخ فریدالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا حضرت! ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے مجھے چھ روٹیاں عطا فرمائیں اس وقت سے لے کر آج تک ساٹھ سال ہو چکے ہیں لیکن وہ روٹیاں مجھے ہر روز مل رہی ہیں جو میرے خاندان کو کافی ہوتی ہیں اور کبھی ناغہ نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ خواب نہیں بلکہ تم پر اللہ کا کرم ہے اور خواجہ صاحب کی خاص عنایت ہے اس لیے تم کبھی غریب نہیں ہو گے۔

آپ کے خلفاء

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی دین اسلام کی بیش بہا اشاعت فرمائی۔ آپ کے چند ممتاز خلفاء کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

- حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت صوفی حمیدالدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت عبداللہ بیابانی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت خواجہ فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت شیخ وحیدالدین رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت سلیمان غازی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت خواجہ حسن خیاط رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی وفات

خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پاک ۶ رجب ۶۳۲ھ کو ہوا۔ اس لحاظ سے آپ کی عمر مبارک ایک سو سال بنتی ہے۔ اگرچہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعض نے آپ کی عمر ۹۷ برس بھی لکھی ہے۔ لیکن پہلی روایت زیادہ معتبر ہے۔ بوقتِ وصال آپ کی پیشانی مبارک پر نُورانی خط میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے " حبیب اللہ مات فی حب اللہ " یعنی آپ اللہ کے حبیب تھے اور اللہ کی محبت میں ہی وفات پائی۔ روایت ہے کہ جس رات آپ کا وصال پاک ہوا اُس رات بعض آدمیوں نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ آج ہمارے پاس خدا کا دوست خواجہ معین الدین چشتی آنے والا ہے اور ہم اس کے استقبال کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت فخر الدین صاحب نے پڑھائی اور اجمیر شریف میں ہی آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ آپ کی قبر مبارک پہلے اینٹوں کی تھی پھر پتھر کی بنائی گئی اور اس کے بعد شاہجہاں کے دور میں آپ کا مزار سنگِ مرمر سے بنایا گیا اور ساتھ ہی ایک شاندار مسجد تعمیر کی گئی۔ یہ مسجد ایسی شاندار مسجد ہے جس میں بیک وقت کئی ہزار افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ غرضیکہ آپ کے مزار پُر انوار پر اجمیر شریف (بھارت) میں آج بھی لاکھوں افراد حاضری دیتے ہیں اور اپنے دامنوں کو گوہرِ مراد سے بھرتے ہیں۔

آپ کے ملفوظات

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات و فرمودات بے شمار ہیں اور آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہیں ان میں سے آخر میں چند ملفوظات افادہ عوام کے لیے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

—— آپ فرماتے ہیں کہ:-

- درویش وہ ہے جس کے در سے کوئی حاجت مند محروم نہ لوٹے۔
- بڑی عبادت مظلوموں اور عاجزوں کی فریاد رسی کرنا ہے۔
- جو شخص باوضو ہوتا ہے اس کی روح عرش کے نیچے سیر کرتی ہے۔
- پیر و مرشد کی خدمت و زیارت ایک مستقل عبادت ہے
- اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

○ ماں باپ کا منہ دیکھنا اولاد کے لیے عبادت ہے۔

○ دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔

○ دنیا میں سب سے اچھی چیز مسلمانوں کا باہمی محبت سے مل جل کر رہنا ہے۔

○ دنیا کو اولیاء سے خالی نہ سمجھو۔

○ خدا کی پہچان اسے حاصل ہوگی جو مخلوق سے کنارہ کش رہے۔

○ اہل معرفت مثل آفتاب روشن رہتے ہیں اور تمام جہان کو روشن رکھتے ہیں۔

○ خدا جس کو دوست رکھتا ہے اس کے سر پہ بلاؤں کی بارش کرتا ہے۔

○ جتنا زیادہ عرفانِ الٰہی ہوگا اتنی ہی زیادہ حیرت بڑھے گی۔

○ جس میں تین خصلتیں ہوں گی اسے اللہ تعالیٰ دوست رکھے گا:۔

اوّل سخاوت جیسی دریا میں ہوتی ہے۔

دوسری شفقت جیسی آفتاب میں ہوتی ہے۔

تیسری تواضع جیسی زمین ہوتی ہے۔

○ پیر اگر اپنے مرید سے کچھ کہے تو مرید کو چاہیئے کہ وہ اس کو دل سے سُنے اور اس پہ عمل کرے۔

○ عشق والا وہ ہے جو اگر صبح کی نماز ادا کرے تو دوسرے دن صبح کی نماز تک یار کے خیال میں محو رہے۔

○ نیکوں کے ساتھ رہنے میں سلامتی ہے۔ آدمی خواہ کتنا ہی بُرا ہو وہ نیکوں کی صحبت میں اچھا ہو جاتا ہے۔ اور آدمی کتنا ہی نیک ہو وہ بُروں کی صحبت میں چلا جاتے تو وہ تھوڑے ہی دنوں میں بُرا ہو جاتا ہے۔

○ سچا وہ ہے کہ جس کے پاس مال و دولت نہ ہو۔ اور اسے کسی چیز کی خواہش نہ ہو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حرفِ آخر

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح حیات آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اولیاء اللہ کی بارگاہِ ایزدی میں بڑی قدر و منزلت ہے اور اللہ والے جیسے چاہیں خداوندِ کریم اُن کی مرادات کو پورا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اس سلسلے میں آپ تفصیلات خواجہ صاحب کے فضائل و کمالات میں پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ لہٰذا ہمیں جہاں تک ہو سکے اولیاء اللہ کی شان و عظمت میں گستاخی سے بچنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام بزرگانِ دین بالخصوص حضرت خواجہ صاحب کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔

تحریر کنندہ : محمد حنیف اختر خانیوال یکم فروری ۱۹۹۲ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادارہ کی ایک اہم پیشکش

قرآن واحادیث کی روشنی میں

پردہ کے احکام ومسائل پر مشتمل اہم کتاب

پردہ کیا ہے؟

از قلم:

محمد انور نظامی مصباحی (رکن المجمع العلی)

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی
Mob : 0333 - 8173630

آج ہی طلب فرمائیں۔

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوانح بابا فریدالدین گنج شکر

رحمۃ اللہ علیہ

مصنف

مجاہد اہلسنت

حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوانح بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تمہید اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں تبلیغ اسلام کیلئے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا اور ان کا سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر مکمل فرمایا۔ آپ کے بعد دین کی تبلیغ کا کام اولیائے کاملین کے سپرد کیا گیا اور انہوں نے اس فریضہ کو نہایت حسن و خوبی کے ساتھ نبھایا۔ ان کی نگاہ جس کافر پر پڑی اس نے فوراً کلمہ پڑھ لیا۔

بقول شاعر ؎

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

انہی اولیائے کاملین میں شیخ المشائخ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ ایک بہت بڑے بزرگ ہیں اور بڑی شان و عظمت کے مالک ہیں۔ ذیل میں مختصر طور پر افادۂ عوام کے لئے آپ کے کچھ حالات و واقعات تحریر کئے جاتے ہیں۔

ابتدائی حالات حضرت بابا فرید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۵۷۱ھ میں قصبہ کھوتوال میں پیدا ہوئے۔ اسی قصبے کو "چاولی مشائخ" بھی کہا جاتا ہے۔ ★ آپ ابھی اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں تھے کہ ایک دن آپ کی مادر مشفقہ کو بیر کھانے کی رغبت پیدا ہوئی۔ آپکے پڑوس میں ایک ہمسائے کے گھر بیری کا درخت تھا جس پر بہت عمدہ و پختہ بیر لگے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھے۔ انہوں نے گھر والوں کی اجازت کے بغیر چند بیر توڑ کر کھانا چاہے تو آپ اپنی والدہ کے پیٹ میں اسقدر بے قرار ہوئے کہ وہ بیر اُن کے ہاتھ سے گر پڑے اور اسطرح اُن کے بیر کھانے کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔

بعد میں جب آپ سنِ شعور کو پہنچے تو ایک دن آپکی والدہ نے فرمایا۔ بیٹا! جب تم میرے بطن میں تھے تو اس دوران میں نے کبھی کسی مشکوک شئے کو ہاتھ نہیں لگایا۔ آپنے مُسکرا کر کہا۔ امی جان۔ اگر کبھی بھول کر آپ نے بیر جیسی مشکوک چیز کھانا بھی چاہی تو میں نے بے قرار ہو کر آپ کو کھانے بھی نہیں دی۔

آپ کی والدہ یہ سُن کر حیران رہ گئیں کیونکہ انہوں نے اس واقعہ کا آج تک نہ آپ سے اور نہ کسی اور سے ذکر تک نہیں کیا تھا۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ بفضلہٖ تعالیٰ مادرزاد ولی تھے۔

گنج شکر

حضرت بابا فرید صاحب کا مشہور زمانہ لقب "گنج شکر" ہے۔ اس کے معنی ہیں "شکر کا خزانہ"۔ آپکا یہ لقب کیسے مشہور ہوا؟ اس کے متعلق مختلف روایات ہیں۔

★ ایک روایت یہ ہے کہ ایک دفعہ آپنے مسلسل روزہ رکھا اور بغیر کھائے پیئے چھ دن گزر گئے۔ جب آپ بالکل نڈھال ہو گئے اور بھوک سے بے تاب ہو گئے تو آپ نے اپنا ہاتھ زمین کی جانب بڑھا دیا اور چند کنکریاں لے کر منہ میں ڈالیں تو وہ قدرتِ خداوندی سے شکر کی ڈالیاں بن گئیں، پھر اس خیال سے کہ کہیں یہ شیطانی چکر نہ ہو دوبارہ کنکریاں منہ میں ڈالیں تو وہ بھی شکر بن گئیں۔ چند بار ایسا کیا اور کنکر ہر دفعہ شکر بنتے رہے۔ پھر آپنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے پیر و مرشد سے یہ کیفیت بیان کی تو انہوں نے خوش ہو کر فرمایا کہ تم تو "گنج شکر" ہو۔ وہیں سے آپ کا یہ لقب مشہور ہو گیا۔

★ دوسری روایت یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک بنجارا تاجر شکر کے بورے لاد کر کہیں جا رہا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ ان بوروں میں کیا ہے؟ اُس نے کہا۔ نمک ہے۔ آپ نے فرمایا، "نمک ہی ہو گا"۔ جب اس نے اپنی منزل پر پہنچ کر بورے اُتارے تو اُن میں واقعی نمک بھرا ہوا تھا۔ بیچارہ پریشان ہو کر واپس آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی۔ حضور! مجھ سے غلطی ہو گئی معافی چاہتا ہوں۔ اُن بوروں میں نمک نہیں بلکہ شکر بھری ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا شکر ہی ہو گی۔ چنانچہ اُس نے واپس جا کر دیکھا تو وہ سب بورے شکر کے بھرے ہوئے تھے۔ چنانچہ اُس دن سے آپ کا لقب "گنج شکر" مشہور ہو گیا۔ (سبحان اللہ)

آپکی سیرت

حضرت بابا فرید الدین صاحب کا اسم گرامی "مسعود" تھا اور زیادہ مشہور گنج شکر کے نام سے ہوئے جو دراصل آپکا لقب ہے جس کی وجہ تسمیہ اوپر تحریر کی جا چکی ہے۔ آپ کے والدِ گرامی کا اسم گرامی حضرت شیخ جمال الدین سلیمانی، تھا جو اپنے زمانے میں علم و فضل، زہد و تقوٰے اور عدل و سخاوت میں یکتا تھے۔

آپکی والدہ ماجدہ کا نام "بی بی قرسم خاتون" تھا جو ایک قبلیہ کاملہ تھیں اور مولانا وجیہہ الدین خجندی کی صاحبزادی تھیں۔ بابا فرید صاحب کا شمار عظیم مشائخ میں ہوتا ہے اور آپ نے برِ صغیر پاک و ہند میں اشاعتِ اسلام میں نہایت اہم و جاندار کردار ادا کیا ہے۔ آپ نے لوگوں کے دلوں میں نورِ عرفان کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ چراغ روشن کئے اور آپ کے طفیل لاکھوں گمراہوں کو راہ ہدایت نصیب ہوئی۔ "گنج شکر" کے علاوہ آپ کے دیگر مشہور القابات میں "شیخ شیوخ العالم شیخ الاسلام والمسلمین، اور "زہد الانبیاء" شامل ہیں۔

آپ کے زمانے کی پریشان حال مخلوق آپ کے آستانہ عالیہ پر آکر اطمینان وسکون حاصل کرتی تھی اور آپ کے درِ اقدس سے ان کے دکھ درد کا مداوا ہوتا تھا۔ آپ نے زندگی بھر لوگوں کو فیضیاب کیا اور آج بھی پاکپتن شریف میں فیض کے خزانے لٹا رہے ہیں۔

تختِ فرید تخت ہے رب فرید کا — نقشہ کھچا ہوا ہے یہ عرشِ مجید کا

بس یا فرید کہتے ہی جنت ملی ہمیں — اللہ بھی ڈھونڈتا ہے بہانہ فرید کا

★۔ ایک مرتبہ بیت المقدس کے چند درویش آپ کے پاس پاکپتن میں حاضر ہوئے اور آپ کو بڑے غور سے دیکھنے لگے۔ آپ اسوقت مراقبہ کی حالت میں تھے۔ جب آپنے سر اٹھایا تو انہوں نے سلام کے بعد عرض کی۔

حضور! ہم نے آپکو کئی مرتبہ بیت المقدس میں جھاڑو دیتے ہوئے دیکھا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ کیا ہمارے اور تمہارے درمیان یہ معاہدہ نہیں تھا کہ تم اس کا کسی سے ذکر نہیں کروگے۔ پھر آپنے فرمایا کہ "یاد رکھو" جہاں کوئی اللہ کا خاص بندہ ہوتا ہے وہیں کعبہ ہوتا ہے۔ وہیں بیت المقدس ہوتا ہے اور وہیں اللہ کا عرش ہوتا ہے۔

اگر یقین نہیں ہے تو آنکھیں بند کرکے دیکھ لو۔ انہوں نے آنکھیں بند کیں تو انہیں بیت المقدس نظر آنے لگا۔ یہ دیکھ کر وہ سب کے سب آپ کے حلقۂ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ارادت میں داخل ہو گئے۔

★ حضرت بابا فرید الدین صاحب کا ارشادِ گرامی ہے کہ "چالیس سال تک بندہ مسعود نے وہ کیا جو حق تعالیٰ نے چاہا اور اب بفضلہ تعالیٰ بندہ مسعود کے دل میں جو آتا ہے وہی ہو جاتا ہے۔

★ آپ کا فرمان ہے کہ زکوٰۃ کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ زکوٰۃ شریعت، ۲۔ زکوٰۃ طریقت، ۳۔ زکوٰۃ حقیقت۔ زکوٰۃ شریعت یہ ہے کہ دو سو روپئے میں سے پانچ روپئے اللہ کی راہ میں دئے جائیں۔ زکوٰۃ طریقت یہ ہے کہ دو سو روپئے میں سے پانچ روپئے رکھ لئے جائیں اور بقایا تمام روپئے خدا کی راہ میں دے دئے جائیں۔ اور زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ دو سو روپئے پورے کے پورے ہی اللہ کی راہ میں خرچ کر دئے جائیں۔

★ بابا فرید صاحب نے سلوک کی منازل طے کرنے کیلئے بڑی سخت محنت کی۔ کئی کئی سال عالمِ تفکر میں کھڑے رہے۔ نہ بیٹھے نہ سوئے آپکے پاؤں مبارک سوج جاتے تھے اور ان سے فوارے کی طرح خون نکلتا تھا۔

آپ کا سفر اسی سلوک کی منازل کو طے کرنے کیلئے آپ نے بہت دور دراز کے سفر بھی کئے۔ معرفتِ حق کے حصول کیلئے آپ بغداد شریف لے گئے۔

وہاں آپ کی ملاقات ایک ولیِ کامل حضرت شیخ اجل سنجری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ شکر عالم خوب آئے۔ میں کئی دن انکی خدمت میں رہا۔ میں نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیکھا کہ ان کے پاس جو بھی آیا وہ خالی نہ گیا۔ اگر دینے کو اور کچھ نہ ہوتا تو آپ خشک چھوہارے ہی ہاتھ پر رکھ دیتے اور فرماتے کہ اللہ تیرے رزق میں برکت دے۔ وہاں کے لوگ کہا کرتے تھے کہ جسکو شیخ نے کھجور دی وہ عمر بھر کسی کا محتاج نہیں ہوا۔

★ بابا فرید صاحب فرماتے ہیں کہ پھر میں وہاں سے رخصت ہوا تو بغداد شریف کے باہر ایک غار میں مجھے ایک درویش ملے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ یہ درویش اس قدر کمزور اور لاغر تھے کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ معلوم ہوتے تھے۔

میں نے دل میں سوچا کہ اس جگہ پر انہیں کھانے کیلئے کہاں سے ملتا ہوگا۔ اس خیال کے آتے ہی انہوں نے فوراً سر اٹھایا اور فرمایا کہ۔ اے فرید۔ آج چالیس سال گزر گئے ہیں اس غار میں رہتا ہوں اور کھاس پات سے پیٹ بھرتا ہوں۔

★ بابا فرید الدین مسعود فرماتے ہیں کہ پھر میں وہاں سے روانہ ہو کر بخارا میں پہنچا اور وہاں کے پر ہیبت بزرگ شیخ شرف الدین باخرزی سے رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ آپ نے مجھے دیکھ کر لوگوں سے فرمایا کہ یہ شخص اپنے زمانے کے عظیم مشائخ میں شمار ہوگا۔

پھر وہاں سے رخصت ہوا اور ایک مسجد میں ٹھہرا۔ وہاں سنا کہ یہاں ایک صومعہ میں ایک مرد درویش رہتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس درویش کے ہاں جو جلال دیکھا وہ مجھے اور کسی بزرگ میں نظر نہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیا۔ ★ آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں وہاں سے سفر کرتا ہوا ملتان پہنچا اور حضرت غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ آپ نے پوچھا کہ کہاں تک پہنچے ہو؟ میں نے کہا کہ جس کرسی پر تم بیٹھے ہو اگر کہوں تو یہ ہوا میں اڑنے لگے۔ اتنا کہنا تھا کہ کرسی ہوا میں معلق ہو گئی۔ حضرت بہاؤ الحق زکریا نے کرسی پر ہاتھ مارا اور نیچے اتر آئے اور فرمایا۔ فرید۔ اب تو تم خوب ہو گئے ہو۔

★ آپ فرماتے ہیں کہ یہاں سے پھر میں دہلی روانہ ہوا۔ وہاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو بات کہیں نہ دیکھی تھی وہ یہاں پائی۔

چنانچہ میں نے فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپکے مریدوں میں شامل ہو گیا۔ آپ مسلسل تین دنوں تک مجھے روحانی نعمتوں سے مالا مال کرتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ اے فرید الدین۔ اب تمہارا کام مکمل ہو گیا ہے۔ تم جا کر پاکپتن کا علاقہ سنبھالو۔

★ چنانچہ اپنے مرشد کریم کا حکم ملتے ہی آپ پاکپتن تشریف لائے اور یہاں آکر علم و حکمت کے خزانے لٹانے لگے۔

صاحبِ صدق و صفا بابا فرید الدین ہیں
کاملِ خلق اللہ بابا فرید الدین ہیں
آپکے در سے جو گزرا ہو گیا وہ جنتی
جن پہ ہے دنیا فدا بابا فرید الدین ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پردہ پوشی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درویشی پردہ پوشی کا نام ہے۔ یعنی درویش وہ ہوتا ہے جو دوسرے لوگوں کے عیبوں کو چھپائے اور انہیں کسی پر ظاہر نہ کرے۔

★ آپ کا فرمان ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال تک اپنی آنکھیں باندھے رہے۔ کسی نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ کام اس لئے کیا ہے کہ میں لوگوں کے عیبوں کو نہ دیکھوں اور اگر اتفاق سے دیکھ لوں تو اُن کی پردہ پوشی کروں۔

★ بابا فرید صاحب فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات ایک خرقہ عطا فرمایا۔ جب آپ معراج سے واپس تشریف لائے تو آپ نے تمام صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور فرمایا کہ مجھے یہ خرقہ تم میں سے کسی ایک کو دینے کا حکم ہوا ہے۔

میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ جو اسکا صحیح جواب دے گا میں یہ خرقہ اُسی کو دیدوں گا۔ پھر آپ نے حضرت ابو بکر صدیق سے پوچھا کہ اگر میں یہ خرقہ تمہیں دیدوں تو تم کیا کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اطاعت خدا اور صدق و صفا کو اپناؤں گا۔ پھر حضرت عمر فاروق کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے عمر۔ اگر میں یہ خرقہ تمہیں دوں تو تم کیا کرو گے؟ عرض کیا۔ میں عدل و انصاف اور معتدمول میں دادرسی کو اختیار کروں گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر حضرت عثمان غنی سے پوچھا۔ تم کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ میں آپ کے مشورے سے کام لوں گا، حیا کو اپناؤں گا اور سخاوت سے کام لوں گا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جانب متوجہ ہوتے اور پوچھا کہ اگر میں یہ خرقہ تمہیں دوں تو تم کیا کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں پردہ پوشی کیا کروں گا اور لوگوں کے عیبوں کو چھپاؤں گا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ خرقہ میں تمہیں دیتا ہوں کیونکہ مجھے رب کا حکم تھا کہ تمہارے صحابہ کرام میں سے جو یہ جواب دے یہ خرقہ اسکو دے دینا۔

بابا فرید صاحب یہ فرما کر رونے لگے اور آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اور جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ، معلوم ہوا کہ درویشی پردہ پوشی کا نام ہے۔

آپکی کرامات حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ صاحب کرامت بزرگ ہیں اور آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ مثلاً شکر سے نمک اور پھر نمک سے شکر بننے والی آپ کی مشہور کرامت پہلے تحریر کی جاچکی ہے اور اسی کرامت کی وجہ سے آپ گنج شکر مشہور ہوئے۔

★ آپ کے دربار پُرانوار پر بہشتی دروازے کا ہونا آپ کی زندہ کرامت ہے اور جو بھی صدقِ دل سے اس دروازے سے گزر جائے اور آئندہ زندگی میں کبھی گناہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخشش کرا کے بہشتی بنا دیتا ہے۔

★ حضرت بابا فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دفع بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص جس کا نام "محمد شاہ" تھا آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیٹھو۔ وہ بیٹھ گیا۔ آپ نے پوچھا! کیا بات ہے۔ پریشان کیوں ہو؟ اس نے عرض کی حضور! میرا بھائی بہت سخت بیمار ہے اور اُس پر نزع کا عالم طاری ہے اس لئے بہت فکرمند ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ جاؤ تمہارا بھائی ٹھیک ہو گیا ہے۔ محمد شاہ فوراً گھر گیا اور دیکھا تو بھائی واقعی بالکل ٹھیک ٹھاک تھا اور بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کبھی بیمار ہوا ہی نہیں تھا۔

★ بابا فرید صاحب فرماتے ہیں کہ میرے پاس جو بھی آتا ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب مجھ پر لازم ہو جاتا ہے کہ میں اُسے کچھ نہ کچھ دوں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آج بھی جو آپ کے دربار پُرانوار پہ حاضر ہوتا ہے وہ وہاں سے کبھی خالی نہیں لوٹتا بلکہ مالا مال ہو کر واپس آتا ہے۔

آپ کا وصال

حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پر بھی قدرتِ خداوندی کے مطابق آخر کار آخری وقت آگیا اور آپ کا ۶۶۴ھ میں وصال ہو گیا۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)۔

اگرچہ بعض مؤرخین نے آپ کا سنِ وفات ۶۶۸ھ بھی تحریر کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے۔

صحیح ۶۶۴ھ ہی ہے۔ وصال شریف کے وقت آپ کی عمر مبارک ۹۳ برس تھی۔ وصال کے بعد آپ کو پاکپتن شریف میں ہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دفن کیا گیا جہاں آپ کا مزار پُر انوار آج بھی مرجعِ خلائق ہے اور ہر خاص و عام وہاں سے آج بھی برابر فیض حاصل کر رہا ہے۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

آپ کے ملفوظات

آپ کے چند ملفوظاتِ عالیہ مندرجہ ذیل ہیں۔ ★ عقلمند وہ ہے جو قرآن پاک پڑھنے سے غافل نہ ہو ★ جس نے سچے شیخ اور سچے عالم کا دامن پکڑا وہ قیامت کے عذاب سے بچ گیا۔ ★ دل اُس وقت تک صاف نہ ہوگا جب تک کہ اس کی پورے طور پر حفاظت نہ کی جائے۔

★ صوفی وہ ہے جو ہر شئے کو پاک کرے اور اُسے کوئی شئے ناپاک نہ کرے۔ ★ علمائے کرام کے ساتھ دوستی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دوستی ہے۔

★ اے لوگو اپنے دلوں کو شیطان کا کھلونا نہ بناؤ۔ ★ کسی کا حق نہ مارو بلکہ اپنا حق بھی دوسروں کو دیدو۔

حرفِ آخر

مذکورہ بالا سطور میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ کے چند پہلو سپردِ قرطاس کیے گئے ہیں جن سے آپ کی عظیم شخصیت روزِ روشن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی طرح اُجاگر ہو جاتی ہے اور آپ کی شان و عظمت اور رفعتِ مرتبت کا پوری طرح اظہار ہوتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بزرگانِ دین کی حیاتِ طیبہ کے مختلف گوشوں کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

یہی ہمارے لئے بھلائی اور کامیابی کا راستہ ہے اور اسی راستے پر چل کر ہم ترقی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگانِ دین کا فرمانبردار و اطاعت شعار بنائے اور ہمیں ہمیشہ صراطِ مستقیم پر قائم دائم رکھے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنَ

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر

صدر

بن مسعید

خانیوال

خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال

یکم اگست ۱۹۹۶ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوانح

حضرت بہاؤالحق زکریا ملتانی

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوانح حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝

تمہید سرتاج الاولیاء حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات ہرگز محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا شمار اکابر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام اور غوث العالمین آپ کے مشہور القاب ہیں۔ آپ کی ذاتِ اقدس سے سلسلہ عالیہ سہروردیہ کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ آپ ایک بہت بڑے ولیِ کامل ہونے کے باوجود تواضع وانکساری کا مجسمہ تھے۔ آپ شخصیت پرستی کے یکسر خلاف تھے۔ آپ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو یکساں طور پہ پیدا فرمایا ہے تو پھر اُن کے درمیان تفریق کیوں کی جائے۔ یہ فرقِ مراتب ہمارا اپنا پیدا کردہ ہے لہذا انسان جب تک متقی نہ بن جائے اُسے اُس وقت تک اپنا ہر قدم سنبھال کر رکھنا چاہیئے۔ حضرت غوث بہاؤالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح حیات اس طرح ہے۔

بچپن آپ ۲۷ رمضان المبارک ۵۶۶ھ بروز جمعۃ المبارک کوٹ کروڑ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اسم گرامی بہاؤالدین اور کنیت ابو محمد اور ابو برکات تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کے والدِ گرامی جب تلاوتِ قرآن پاک فرماتے تو آپ دودھ پینا چھوڑ کر تلاوت سننے میں مشغول ہو جاتے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام مولانا وجیہہ الدین اور دادا کا نام کمال الدین تھا جو خود بھی ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی فاطمہ تھا جو مولانا حسام الدین ترمذی کی صاحبزادی تھیں اور بہت ہی نیک و

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پارسا خاتون تھیں۔

حضرت غوث بہاء الحق کو جب دینی تعلیم کے حصول کے لئے مکتب میں داخل کروایا گیا تو آپ نے ایک دن فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے جس وقت "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" فرمایا تھا اس وقت سے لے کر آج تک کے تمام واقعات مجھے یاد ہیں۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآنِ پاک قرأت کے ساتھ حفظ کر لیا۔ جب آپ کی عمر مبارک ۱۲ سال کی ہوئی تو والدین یکے بعد دیگرے آپ کو داغِ مفارقت دے گئے، چنانچہ آپ خراسان چلے گئے اور وہاں سات سال تک مسلسل علومِ ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ پھر وہاں سے بخارا گئے اور مزید تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد حرمین شریفین تشریف لے گئے اور حجِ بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ پھر مدینہ منورہ میں پانچ سال قیام کیا اور دورانِ قیام حضرت شیخ کمال الدین صاحب سے حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے رَوضۂ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجاہدات کئے۔ پھر آپ بیت المقدس تشریف لے گئے اور متعدد انبیائے کرام کے مقابر کی زیارت کی اور اس کے بعد وہاں سے آپ بغداد شریف لائے۔

آپ کی بیعت

آپ نے بغداد شریف میں حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی جو سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے بانی ہیں۔ ابھی مرشدِ کریم کے ہاتھ پر بیعت کئے ہوئے سترہ دن گزرے تھے کہ انہوں نے آپ کو خلافت مرحمت فرما دی، یہ دیکھ کر دوسرے درویش حیران رہ گئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم سالہا سال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے آپ کے زیرِ سایہ ریاضتوں اور مجاہدوں میں مشغول ہیں اور ہمیں تو آپ نے ابھی تک خلافت نہیں دی اور اس نوجوان کو چند دنوں میں ہی آپ نے خلافت دیدی ہے۔

آپ نے جواب دیا کہ "تم لوگ میرے پاس گیلی لکڑیاں لے کر آئے تھے جن میں آگ دیر سے لگتی ہے اور یہ جوان خشک لکڑیاں لایا تھا جس نے فوراً ہی آگ پکڑ لی ہے۔"

آپ کا مکمل سلسلۂ طریقت اس طرح ہے۔ شیخ بہاؤالدین زکریا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی، شیخ وجیہ الدین سہروردی، شیخ ابو عبداللہ، شیخ اسود احمد دینوری، شیخ ممتاز علی دینوری، خواجہ جنید بغدادی خواجہ سری سقطی، خواجہ معروف کرخی، حضرت داؤد طائی، حضرت حبیب عجمی، خواجہ حسن بصری، حضرت مولا علی، حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم،

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت دینے کے بعد حکم دیا کہ آپ لوگوں کی راہنمائی کے لئے ملتان تشریف لے جائیں۔

ملتان میں آمد

حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی بغداد سے روانہ ہو کر نیشا پور پہنچے اور وہاں سے ملتان تشریف لائے۔ اس وقت ملتان کا حاکم ناصر الدین قباچہ تھا اور سلطان شمس الدین التمش کا دور تھا۔ آپ نے ملتان آکر رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا آپ اپنے مریدوں و عقیدت مندوں کو اکثر نصیحت فرماتے کہ اپنے بیوی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بچوں کو رزقِ حلال کھلایا کرو۔ اگر کسی نے ذرّہ بھر حرام اپنے گھر والوں کو کھلایا تو ان کے اندر حرام رزق کی تاثیر پیدا ہو جائے گی۔

● شیخ بہاؤالدین زکریا کے باورچی خانہ میں طرح طرح کے کھانے پکتے تھے اور آپ وہ کھانے مہمانوں، مسافروں اور درویشوں کو کھلاتے تھے۔ کبھی کبھی آپ بھی درویشوں کے ساتھ مل کر کچھ کھا لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ فقراء کی جماعت کے ہمراہ بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے کہ آپ نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ روٹی شوربے میں خوب بھگو بھگو کر کھا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ یہ درویش خوب کھانا جانتا ہے۔ کیونکہ ایک حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "شوربے سے تر روٹی کو عام کھانوں پر ایسی فضیلت ہے جیسے مجھے تمام نبیوں پر اور حضرت عائشہؓ کو دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے"۔

● ایک دفعہ ملتان میں سخت قحط پڑا اور حاکم ملتان کو غلّہ کی ضرورت پڑی۔ آپ نے اپنے ہاں سے غلّہ کی کافی مقدار حاکم کے پاس بھیجی۔ جب غلّہ اس کے پاس پہنچا تو اس کے اندر سے نقرئی سکوں کے سات کوزے برآمد ہوئے۔ حاکم ملتان نے آپ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ تو مجھے پہلے ہی معلوم تھا۔ میں نے غلّہ کے ساتھ یہ بھی بخشا۔ آپ اسے بھی ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیں۔

● آپ اپنے خادموں سے فرمایا کرتے تھے کہ "گھر میں جتنے روپے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گندم و چاول وغیرہ ہو وہ سب شام سے پہلے پہلے تقسیم کر دیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ مال ہمارے گھر میں پڑا رہے اور غریب لوگ بھوکے مرتے رہیں۔ اگر میرے علاقے میں ایک شخص بھی بھوکا رہا تو میں خدا کے سامنے اس کا جواب دہ ہوں گا۔ چنانچہ آپ اپنا خزانہ شام کو ہمیشہ خالی کر دیتے لیکن خدا کے فضل و کرم سے صبح کو خزانہ پھر بھرا ہوتا۔ آپ کو کبھی بھی دولت کی کمی محسوس نہ ہوئی مگر خود ہمیشہ دولت سے بے نیاز رہتے۔ آپ کے لنگر سے لوگ دور دور سے آ کر طرح طرح کے عمدہ کھانے کھاتے مگر آپ چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھاتے۔

● آپ کو ذوقِ سماع بھی حاصل تھا اور کبھی کبھی آپ قوالی بھی سُنا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ عبداللہ رومی قوال ملتان میں آیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اُس کی قوالی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی صاحب نے بھی سُنی ہے آپ بھی سُنیں۔ آپ نے جواب دیا کہ جب میرے پیر صاحب نے تجھ سے قوالی سُنی ہے تو میں ضرور سنوں گا۔

چنانچہ عشاء کے کافی دیر بعد آپ نے قوال کو اپنے حجرۂ خاص میں بلایا اور قوالی سُنی اور صبح کو قوال کے پاس ایک خلعت اور بیس نقرئی ٹکے بھجوائے۔

● آپ تلاوت قرآن پاک کے بڑے دلدادہ تھے۔ آپ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تہجد کی نماز کے وقت قرآن پاک شروع فرماتے اور نماز فجر کی سنتوں تک پورا قرآن پاک ختم کر لیتے تھے۔

ایک دفعہ دو رکعت نماز کی نیت کر کے کھڑے ہوئے اور پہلی رکعت میں ہی پورا قرآن پاک ختم کر لیا اور ساتھ ہی چار سپارے زائد پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص کو پڑھ کر نماز کو مکمل کیا۔

● آپ کے حضرت بابا فرید صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ خصوصی تعلقات تھے اور آپ کو ان سے بڑی عقیدت تھی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ کے ہمعصر تھے اور دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ بڑی محبت تھی۔

● ایک دفعہ حضرت بختیار کاکی ملتان تشریف لائے تو معتقدین اور مریدوں نے آپ سے مستقل طور پر ملتان میں رہنے کی استدعا کی تو آپ نے فرمایا کہ ملتان کی سرزمین پر حضرت غوث بہاؤالحق صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا سایہ ہی کافی ہے۔

آپ کی کرامات

آپ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں جن میں سے چند کرامتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

● حضرت غوث بہاؤالحق کے ایک دوست جن کا نام سید جلال الدین سرخ بخاری تھا ایک مرتبہ بخارا سے آپ کو ملنے آئے تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سخت گرمی کی وجہ سے بے چین رہنے لگے۔ ایک دن وہ اسی طرح گرمی سے گھبرا کر بخارا کے ٹھنڈے موسم کو یاد کر رہے تھے کہ آپ کو بذریعہ کشف ان کے دل کا حال معلوم ہو گیا۔ آپ نے فوراً اپنے خادم کو بلایا اور حکم دیا کہ مسجد کے صحن سے تمام صفیں اٹھا کر جھاڑو دو خادم جب جھاڑو دے کر فارغ ہوا تو فوراً بادل آ گئے اور خوب موسلادھار بارش ہوئی اور ساتھ اولے بھی پڑے۔ مگر قدرتِ خداوندی سے یہ بارش اور اولے صرف مسجد کے صحن میں ہی پڑے باہر نہ بارش ہوئی اور نہ ہی اولے پڑے۔

جب ظہر کی نماز کے وقت حضرت بہاؤالحق تشریف لائے تو مسکراتے ہوئے سید جلال الدین سے فرمایا کہ "سید صاحب بخارا کی برف اچھی ہے یا ملتان کے اولے بہتر ہیں"۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور ایسی حالت میں تو ملتان کے اولے ہی بہتر ہیں۔

● آپ کے دور میں ایک بار دریا میں زبردست طغیانی آئی اور کئی گاؤں سیلاب کی نذر ہو گئے۔ لوگ بہت پریشان ہوئے کیونکہ ان کا سارا ساز و سامان دریا کے پانی کی نذر ہو رہا تھا۔ آخر پریشان حال لوگ حضرت غوث بہاؤالحق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور ہمیں اس سیلاب سے نجات دلائیے۔ آپ نے سجدے میں جا کر اشکبار آنکھوں سے طویل دعا فرمائی اور پھر ان لوگوں کو اپنا لوٹا دیا اور فرمایا کہ یہ لوٹا جا کر دریا میں ڈال دو۔ دریا کا سارا پانی

یہ لوٹا اپنے اندر سمیٹ لے گا۔ چنانچہ لوگوں نے جا کر ایسا ہی کیا اور واقعی دریا کا سارا پانی لوٹے میں آ گیا اور سیلاب فوراً ختم ہو گیا جیسے کبھی آیا ہی نہ ہو۔

● ایک دفعہ قلندروں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور آپ سے مالی مدد کی درخواست کی۔ آپ نے اُن کی جانب کوئی توجہ نہ دی جس کی وجہ سے وہ غصے میں آ کر آپ کو پتھر وغیرہ مارنے لگ گئے آپ نے کمال بُردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے خادم کو حکم دیا کہ دروازہ بند کر دو۔ دروازہ بند ہوا تو انہوں نے دروازے پر پتھر مارنے شروع کر دیئے۔ اس وقت آپ کو جلال آ گیا اور خادم سے فرمایا کہ میں یہاں خود نہیں بیٹھا بلکہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا بٹھایا ہوا ہوں۔ لہٰذا دروازہ کھول دو۔ خادم نے دروازہ کھولا تو سب کے سب قلندر نادم و شرمسار ہو کر آپ کے قدموں میں آ گئے اور اپنی غلطی کی معافی مانگنے لگے۔

● ایک دفعہ ایک بہت بڑا عالم بخارا سے دہلی آیا۔ اس کی شہرت چند دنوں میں دور دور تک پھیل گئی۔ پھر وہ دہلی سے ملتان آیا یہاں بھی اُس کا چرچا بڑا ہوا اور لوگ اُس کی بڑی تعظیم کرنے لگے۔ اُس کو حضرت غوث بہاؤالحق کا پتہ تو چل گیا مگر اُس نے آپ سے ملاقات کرنا اپنی توہین سمجھا۔ کافی عرصے کے بعد جب وہ واپس جانے لگا تو اس کے ساتھیوں نے اصرار کیا کہ آپ ایک دفعہ اس بزرگ سے مل تو

ہیں۔ بڑی مشکل سے وہ ملاقات پر آمادہ ہوا۔ اُس عالم نے بڑے بڑے لمبے بال رکھے ہوئے تھے۔ سر پر ایک بڑا عمامہ باندھ رکھا تھا اور بڑے بالوں کی شانوں پر دو لٹیں جھول رہی تھیں۔ جب وہ آپ کی خانقاہ پر پہنچا تو حضرت بہاؤالحق نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اپنے کندھوں پر دو سانپ لٹکا کر آرہے ہو۔ یہ بات کرنے کی دیر تھی کہ اُس عالم نے دیکھا تو واقعی اُس کے کاندھوں پر دو اصلی سانپ لٹک رہے تھے۔ اس سے وہ اِس قدر خوف زدہ ہوا کہ اُس کا سارا تکبر کافور ہو گیا اور جبہ و دستار اتار کر ایک طرف پھینکی اور آپ کے قدموں میں گر گیا اور بہت شرمندہ ہوا۔ پھر وہ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوا اور ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کرتا رہا۔

● ایک دفعہ آپ کے مرید و معتقدین بحری جہاز پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے کہ اچانک دریا میں طغیانی آئی اور جہاز غرق ہونے لگا لوگ بڑے پریشان ہوئے اور انہوں نے مدد کے لئے حضرت غوث بہاؤالحق کو پکارا۔ چنانچہ ان کو پکارتے ہی جہاز محفوظ ہو گیا اور خیر و عافیت سے ساحل پر جا کر لگ گیا۔ جہاز میں موتیوں اور جواہرات کے بڑے بڑے تاجر سوار تھے۔ اُن لوگوں نے خواجہ فخرالدین گیلانی کے ہاتھ تقریباً ستر لاکھ چاندی کے اس دور کے ٹکے آپ کی خدمت میں بطورِ نذرانہ بھیجے۔ آپ نے یہ سب مال تین دنوں کے اندر اندر فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم فرما دیا۔ اس سے آپ کی سخاوت کا بخوبی اندازہ

لگایا جا سکتا ہے۔

آپ کی وفات

حضرت غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۷، صفر ۶۶۱ھ کو وصال فرمایا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک ۹۵ سال تھی آپ کے وصال کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے اور وہ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن ایک بزرگ آپ کے صاحبزادے شیخ صدرالدین کے پاس تشریف لائے اور انہیں ایک لفافہ دیا اور فرمایا کہ یہ خط اپنے والد صاحب کو دے دینا۔ وہ خط لے کر اپنے والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لفافہ پیش کیا۔ خط دے کر باہر آ کر دیکھا تو قاصد جا چکا تھا اور ادھر خط پڑھتے ہی حضرت غوث بہاؤالحق کی روح مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور اس وقت ایک آواز بلند ہوئی "دوست بدوست رسید"۔ یہ آواز سنتے ہی شیخ صدرالدین فوراً حجرے میں گئے، دیکھا تو آپ وصال فرما چکے تھے۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

● ایک روایت میں ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو اسی وقت پاکپتن شریف میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا تو فرمایا "برادرم بہاؤالدین ذکریا ازیں بیابانِ فنا بشہرستانِ بقا بردند" یعنی افسوس

کہ میرے بھائی بہاؤالدین ذکریا ملتانی اس دارِ فانی سے دارالبقا کی جانب چلے گئے۔

● آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ صدرالدین صاحب آپ کے خلیفہ اور گدی نشین بنے۔

آپ کے دیگر مشہور خلفاء کے نام مندرجہ ذیل ہیں، شیخ حسن افغان، شیخ فخرالدین عراقی، سید صدرالدین احمد بن سید نجم الدین سہروردی، شیخ جمال خنداں، شیخ نجیب الدین، علی برغش،

● آپ کا مزار شریف ملتان شریف کے قلعہ کہنہ پر واقع ہے اور مرجعِ خواص و عوام ہے۔ آپ کا مقبرہ نہایت ہی خوبصورت ہے اور اس کا گنبد بہت شاندار و قابلِ دید ہے اور دن رات وہاں پر عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا ہے۔

حرفِ آخر

حضرت غوث بہاؤالحق ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان و عظمت کو پورے طور پر بیان نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کی عظمت کے آج بھی ہر جگہ ڈنکے بج رہے ہیں اور قیامت تک اسی طرح ڈنکے بجتے رہیں گے۔ کیونکہ آپ کی ذاتِ اقدس شریعت و طریقت کی جامع تھی اور آپ اپنے مریدوں کو بھی اسی امر کا درس دیا کرتے تھے۔

چنانچہ ایک بار آپ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ وہاں پر آپ کے چند مرید اور درویش وضو کر رہے ہیں۔ تمام درویش

آپ کو دیکھ کر وضو چھوڑ کر آپ کے استقبال کے لیئے کھڑے ہو گئے مگر اُن میں سے ایک درویش بیٹھ کر بدستور وضو کرتا رہا۔ جب اُس نے مکمل وضو کر لیا تو پھر اُس نے کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا آپ نے فرمایا کہ اصل درویش یہ ہے جس نے خُدا کے کام کو مقدم جانا اور اُس کے بعد اپنے مُرشد کی جانب راغب ہوا۔ یعنی درویشی کا دستور ہی یہ ہے کہ پہلے اپنے رب کی جانب جھکو اور اُس کے بعد اپنے مُرشد کی تعظیم بجا لاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو حضور غوث العالمین بہاؤالحق ذکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حضرت غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

کے صاحبزادے

حضرت صدر الدین عارف سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

کے

ملفوظاتِ عالیہ

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسکو بندہ سعید لکھ دیتا ہے اور اس کو زبان کے ذکر کے ساتھ قلب کی موافقت کی توفیق عطا کرتا ہے اور زبان کے ذکر سے قلب کے ذکر کی طرف ترقی دیتا ہے۔

یہاں تک کہ اگر اس کی زبان ذکر سے خاموش ہو جاتی ہے تو اسکا دل پھر بھی خاموش نہیں ہوتا اور اسی کو ذکر کثیر کہتے ہیں۔

اور بندہ اس ذکر تک اس وقت تک نہیں پہنچتا جب تک کہ وہ نفاقِ خفی سے بری نہ ہو جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے اکثر منافق اسکے قاری ہیں۔

اس نفاق سے مراد غیر خدا کے ساتھ وقوف اور تعلق باطن ہے اس سے پرہیز ضروری ہے۔

باطن کا تعلق صرف اور صرف خدا سے ہونا چاہیئے۔

حضرت غوث بہاء الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے
اور سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے ممتاز بزرگ
حضرت شاہ رکن عالم سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے

ارشاداتِ عالیہ

(۱) آدمی دو چیزوں سے عبارت ہے۔ صورت اور صفت۔ اگر آدمی اوصافِ ذمیمہ سے پُر ہے تو اُس کا شمار بہائم میں ہے۔ اوصافِ ذمیمہ کو دور کرنے کے لئے تزکیۂ نفس کی ضرورت ہے اور تزکیۂ نفس اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک بندہ خدا سے التجا و استعانت نہ کرے

یعنی اُس کی بارگاہ میں گڑگڑائے اور اس سے مدد طلب کرے التجا و استعانت سے اللہ کی طرف سے رحمت حاصل ہوتی ہے۔

(۲) جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت ہو جائے اسکی علامت یہ ہے کہ اُس کی نظر میں ساری کائنات ہیچ ہو جاتی ہے اور دنیا کے جھمیلوں میں پھنسے رہنے والوں کی وقعت اُس کے دل سے بالکل جاتی رہتی ہے۔

اور جب اس کے دل کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو اُس کے اوصاف فرشتوں کے اوصاف میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور اس میں ظلم کی بجائے عفو، غضب کی بجائے حلم، کبر کی بجائے تواضع،

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پہلے آپ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالواحد صاحب نے خواب میں دیکھا کہ دنیا میں ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ بندر، ریچھ اور سور وغیرہ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اچانک میرے سینے سے ایک نور چمکا۔ اس میں ایک تخت ظاہر ہوا جس پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ اور اس کے سامنے تمام ظالموں اور بے دینوں کو بکروں کی طرح ذبح کیا جا رہا تھا۔ آپ نے حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس سے زمانے کی تاریکی و بے دینی دور ہو گی۔ چنانچہ یہ تعبیر پوری ہوئی اور آپ کے ہاں حضرت مجدد الف ثانی پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت بڑے عالم اور روحانی بزرگ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب اٹھائیس ۲۸ واسطوں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ نے علوم عقلیہ و نقلیہ کا اکثر حصہ اپنے والد ماجد سے ہی پڑھا اور بعض دوسرے مشاہیر اساتذہ سے بھی اکتساب فیض کیا۔ محقق وقت مولانا کمال کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بعض کتابیں پڑھیں۔ مولانا یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے منقولات میں کچھ کتابیں پڑھیں اور قاضی بہلول بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف اور تفسیر بیضاوی وغیرہ پڑھیں اور اس طرح علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد سند فراغت حاصل کی۔ آپ سترہ سال کی عمر شریف میں تمام علوم عقلیہ و نقلیہ سے فارغ ہو گئے اور آگرہ جا کر طلبا کو پڑھانا شروع کر دیا۔ آپ کچھ عرصہ کے بعد وہاں سے واپس سرہند شریف تشریف لے آئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو سلسلہ سہروردیہ میں اجازت و خلافت حضرت شیخ یعقوب کشمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلسلہ چشتیہ و قادریہ دونوں میں اپنے والد محترم حضرت شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ سے اور سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھی۔ رفتہ رفتہ آپ کی شہرت چار سُو پھیلتی گئی۔ اور پوری دنیا میں آپ کا چرچا ہو گیا۔ لوگ دُور دُور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ جو بھی آتا آپ کا مطیع و معتقد بن جاتا۔ آپ سالکین کو ایک نگاہِ کرم سے وُہ منزلیں طے کرا دیتے جو وہ کئی سالوں کی ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد بھی حاصل نہ کر پاتے تھے۔

شانِ مجدّد

حضور نبی کریم رءوف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حدیث پاک میں ارشادِ گرامی ہے "ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا امر دینھا۔" یعنی اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لیے ہر سو سال کے سِرے پر ایک ایسا بندہ پیدا کرتا رہے گا جو دینی اُمور کو تازہ کرتا رہتا ہے۔ اِس حدیث پاک کی روشنی میں ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوتا ہے جو دینِ اسلام کو از سرِ نو زندہ کرتا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سو سالہ نہیں بلکہ ہزار سالہ مجدد ہیں۔ واضح رہے کہ سو سالہ مجدد کسی نہ کسی نبی کے قدم پر اور ہزار سالہ مجدد اولوالعزم رسول کے نقشِ قدم پر ہوتا ہے۔ آپ چونکہ ہزار سالہ مجدد ہیں۔ اسی لئے آپ نے تجدیدِ دین کیلئے بڑے بڑے اہم اُمور سرانجام دیئے۔ آپ نے ایک ایسے وقت میں اسلام کی سربلندی و حفاظت کے لئے آواز بلند فرمائی۔ جب ہندوستان میں اسلام ایک زبردست خطرے سے دوچار تھا۔ آپ نے اکبر و جہانگیر جیسے جلیل القدر شہنشاؤں کے سامنے نہایت جرأت و پامردی سے کلمہ حق بلند فرمایا۔ آپ نے قید و بند

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں مگر شریعت اسلامیہ کی توہین برداشت نہ کر سکے۔ حضرت مجدد صاحب نے محض پاک و ہند کے احوال کی ہی اصلاح نہیں فرمائی بلکہ اس عظیم مقصد کی خاطر آپ نے دنیا کے کئی ممالک مثلاً ایران، توران، ترکی اور بدخشاں وغیرہ کے بااثر افراد کو مکتوبات بھی ارسال کیے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی کتاب "اثبات النبوۃ" کے دیباچہ میں اسلام کے خلاف اٹھنے والی سازشوں کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ آپ نے ہندوؤں کی اس سازش کو کہ ایک نیا دینی وسیاسی نظام وضع کر کے (نعوذ باللہ) لوگوں کے دلوں سے اسلام اور ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کو ختم کر دیا جائے اپنے مجاہدانہ وجرأتمندانہ کردار سے ناکام بنا دیا اور غیر مبہم الفاظ میں ببانگ دہل اعلان فرمایا کہ ملت اسلامیہ بالکل منفرد اور جداگانہ حیثیت کی حامل ہے اس طرح آپ نے دو قومی نظریہ کی بنیاد رکھی۔ آپ نے بیرونی ملکوں میں تبلیغی وفود بھیجے اور پوری دنیا میں عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ دوسرے ہزار سال کے مجدد ہیں۔ اس لئے آپ تمام مجددوں میں ایک امتیازی شان کے مالک ہیں۔ اور وہ امتیازی شان کیا ہے۔ اس کا جواب آپ خود یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جان لینا چاہیئے کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد گزرا ہے۔ لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار سال کا مجدد اور ہے۔ اور جس طرح سو اور ہزار میں فرق ہے۔ اسی طرح ان دونوں قسموں کے مجددوں میں فرق ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور یہ مجدد وہ ہوتا ہے کہ جس کے فیوض و برکات سے اس مدت کے اندر امتیوں کو جو حصہ پہنچتا ہے اسی کے واسطے سے پہنچتا ہے خواہ وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اُمّت کے اقطاب، اوتار، ابدال اور نجبار ہی کیوں نہ ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اہم کارنامہ دین کو بدعات سے پاک کرنا ہے۔ یوں تو ایک مدت سے نفس پرست بادشاہوں، جاہل صوفیوں اور علماءِ سُو نے اسلام کی پاکیزہ و مقدس تعلیمات میں خلافِ اسلام نظریات و اعمال کی آمیزش کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ لیکن حضرت مجدد صاحب کے قریبی زمانے میں اس میں بہت شدت آچکی تھی۔ آپ نے اس فتنے کے سدِّ باب کے لئے بھرپور جدوجہد فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ بدعت میں کوئی خوبی اور نورانیت نہیں۔ اس میں ظلمت و کدورت کے سوا کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ آپ نے ہمیشہ بدعت سے بچنے اور سُنّت کی اتباع کی تلقین کی۔ اور اس حدیث کی طرف مریدوں کو متوجہ کیا جس کی رُو سے کسی چھوٹی ہوئی سُنّت کے زندہ کرنے سے سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ آپ نے اپنے زمانے کے صوفیاء کے برعکس اس امر کا اعلان کیا کہ شریعت اور طریقت دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ نہ کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور۔ آپ نے فرمایا کہ شریعت و طریقت کو علیحدہ علیحدہ کرنا الحاد و زندقہ ہے۔

فتنہ دینِ الٰہی

مغلیہ دَور کے مشہور فرمانروا اکبر نے اپنے دور میں ایک نیا دین ایجاد کرکے اس کی باقاعدہ تبلیغ شروع کردی تھی۔ اُس دین کا نام اُس نے "دینِ الٰہی" رکھدیا۔ "دینِ الٰہی" کی خاص خاص باتیں جو اُس نے ایجاد کی تھیں مندرجہ ذیل ہیں۔ سورج کی دن میں چار مرتبہ عبادت کی جاتی۔ آگ، پانی، درخت اور حتیٰ کہ گائے اور اُس کے گوبر کی پوجا خود بادشاہ کرتا۔ گائے کا گوشت حرام اور خنزیر کا گوشت جائز قرار دیا گیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سود. شراب اور جوا کو حلال سمجھا گیا. قرآن کو مخلوق. وحی کو محال اور معراج و شق القمر کے معجزات کو غلط کہا گیا. محمد. احمد اور مصطفٰے جیسے نام تبدیل کئے جانے لگے. بہت سے علماء اسلام قتل کر دیئے گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کی تصریح ترک کر دی گئی. کلمہ طیبہ تبدیل کر دیا گیا. اب کلمہ لاالٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ پڑھا جانے لگا. گائے کو ذبح کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا. مسجدوں کو ویران کر دیا گیا. اور بہت سی مساجد شہید کر دی گئیں. کفار کی عبادت گاہوں اور ہندوؤں کے مندروں کی تعظیم کی گئی. اکبر بادشاہ خود کو سجدہ کرانے لگا. اسلام کی ضد میں خنزیر اور کتے کے ناپاک ہونے کا مسئلہ منسوخ کر دیا گیا. اسلام کی غربت یہاں تک پہنچ گئی کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طعن کرنے لگ گئے. اور مسلمان باوجود ایمان کے اہل کفر کی رسموں کی بجا آوری میں مشغول ہو گئے. عہد اکبری میں عیسائیت کو بھی زبردست فروغ ملا. عیسائی پادری اس کے دربار میں حاضر ہو کر دین اسلام اور پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخانہ انداز گفتگو اختیار کرتے اور کہتے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون جھوٹ کا پلندہ ہے. انہوں نے بادشاہ سے یہ بھی درخواست کی کہ وہ اپنی مملکت میں قرآن کی درس و تدریس پر پابندی لگا دے کیونکہ یہ غلطیوں سے بھرا ہوا ہے. ان عیسائیوں کی آمد و رفت اور ان کے مناظرے سُن کر اکبر بادشاہ کے دل سے قرآن مجید، اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام جاتا رہا. اُس نے علوم شریعت قرآن، حدیث اور فقہ کے پڑھنے پڑھانے پر پابندی لگا دی اور ان کی بجائے ریاضی، ہیئت اور نجوم جیسے مضامین کے پڑھنے کا حکم دیا. وہ مجوسیوں کی کتابوں کو (معاذ اللہ) قرآن پاک سے زیادہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معتبر اور صحیح قرار دینے لگا۔ غرضیکہ اکبری دور میں بے دینی اور الحاد و زندقہ کا ایک سیلاب اُمڈ آیا تھا اس ناگفتہ بہ حالت پر لوگ بہت پریشان تھے لیکن اکبر بادشاہ کے ڈر سے کوئی بھی میدان میں آنے کو تیار نہ تھا۔ ایسے پُر آشوب وقت میں اس کشتی کو ساحلِ مُراد تک پہنچانے کے لئے ایک مردِ خُدا میدانِ عمل میں اُترا جنہیں "حضرتِ مجدد الف ثانی" کہا جاتا ہے۔ آپ نے اکبری الحاد کا قلع قمع کرنے کیلئے ایک ہنگامی اور بھرپور پروگرام بنایا۔ پہلے آپ نے پیروں، مریدوں، قدردانوں اور حکومت کے اعلیٰ مناصب پر فائز اپنے دوستوں کو خطوط لکھے۔ جن میں اپنے خیالات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ پھر اپنے مریدوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو تبلیغ اسلام کے لئے تیار کیا۔ اس کے بعد آپ نے شاہی دربار کے بڑے بڑے امراء کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل کر لیا تاکہ وہ بادشاہ کے دل کی کیفیت کو بدلنے کیلئے اپنا اثر استعمال کریں۔ کچھ عرصہ کے بعد اکبر بادشاہ مر گیا تو جہانگیر تخت نشین ہوا۔ اور اس کے آنے سے بھی حالات میں کوئی خاص تبدیلی نہ آئی بلکہ اگر کوئی مسلمان اس کے دور میں شعائرِ اسلامی کو بجا لاتا تو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی کی تبلیغ کا سلسلہ جس قدر بڑھتا گیا اسی قدر آپکے خلاف آپ کے مخالفین کی سازشوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ لوگوں نے جہانگیر کو آپکے خلاف بھڑکایا اس پر جہانگیر نے حاکمِ سرہند کو لکھا کہ مجدد الف ثانی کو کہے کہ میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔ جب آپ شاہی دربار میں پہنچے تو آپ نے بادشاہ کو سجدۂ تعظیمی نہ کیا۔ آپکو سجدہ تعظیمی کیلئے کہا گیا تو آپ نے صاف انکار کر دیا۔ علامہ اقبال اس موقع پر کہتے ہیں۔

گردن نہ جھکی جسکی جہانگیر کے آگے　　جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب آپ نے سجدہ کرنے سے صاف انکار کیا تو اس پر جہانگیر سخت غضبناک ہوا۔ اور اُس نے آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ آپکے جیل جانے کی خبر سُنکر مسلمانوں میں پریشانی کی لہر دوڑ گئی اور فوج کے جنرلوں میں بھی اضطراب پیدا ہو گیا۔ اور وہ حکومت کے خلاف بغاوت کرنے پر تیار ہو گئے۔ آپ نے اُن سب کو خطوط لکھ کر روکدیا۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی خط لکھ کر تسلی دی کہ میری قید سے بالکل فکرمند نہ ہوں اور میری رہائی کی آرزو بھی نہ کریں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور اس کی مشیت پر راضی ہوں۔ اِسی مقامِ رضا پر فائز ہونے کی بنا پر آپ نے بادشاہ کے لئے بددعا تک نہ کی۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ "جہانگیر بادشاہ اور اُس کے حواریوں کو میرے سامنے لایا گیا۔ اگر میں چاہتا تو ان سب کو ہلاک کر دیتا۔ لیکن میں خدا کے فیصلے پر راضی ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ۱۰۲۸ھ سے ۱۰۲۹ھ تک ایک سال قلعہ گوالیار میں قید رہے۔ اگرچہ مجدد صاحب نے جہانگیر کیلئے بددعا نہ فرمائی مگر پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے محفوظ نہ رہ سکا۔ اور کئی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو گیا جن میں دمہ کی بیماری سب سے زیادہ تھی۔ بڑے بڑے طبیبوں سے علاج کروایا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اِسی اثناء میں جہانگیر نے مجدد صاحب کو رہا کر دیا۔ جہانگیر بادشاہ نے حضرت مجدد کو قید سے کیوں رہا کیا؟؟؟ اس کے متعلق گذارش یہ ہے کہ جہانگیر نے خواب میں دیکھا کہ اس کے امراض حضرت مجدد صاحب کی دعاؤں کے بغیر دور نہ ہونگے۔ چنانچہ جب حکیموں کے علاج سے اُسے ذرہ بھر بھی فائدہ نہ ہوا تو اس نے مجدد صاحب سے دعائے صحت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ "اِس شرط پر دعا کرتے ہیں کہ جہانگیر توبہ کرے اور مسجدوں کی تعمیر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں تشدد ہی سے کام کرے۔ جہانگیر نے کہا کہ آپکے حکم پر عمل ہوگا۔ چنانچہ اس نے مسجدوں کی تعمیر کا حکم جاری کیا۔ اور مجدد صاحب نے اُس کے حق میں نہایت خشوع و خضوع سے دعا کی جس کے نتیجے میں اسی رات اس کے مرض میں افاقہ ہوگیا۔ اب جہانگیر بادشاہ نہ صرف خود آپ کا معتقد ہوگیا بلکہ اپنے بیٹے شاہجہان کو حضرت مجدد صاحب سے بیعت کرادیا۔ اب گائے کا ذبیحہ پھر شروع ہوا۔ سجدہ تعظیمی کو ختم کردیا گیا۔ مسجدوں کی تعمیر از سرِ نو نہایت جوش و خروش سے شروع کی گئی۔ اور جتنے بھی شریعت کے خلاف قوانین تھے وہ سب کے سب منسوخ کردیئے گئے۔

مکتوبات شریف امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ دوسرے ہزار سال کے مجدد ہیں۔ اس لئے آپکی تصانیف عالیہ میں اور خصوصًا آپکی عظیم تصنیف "مکتوبات امام ربانی" میں اس پورے دور کی ہدایت و رہنمائی کا سامان موجود ہے۔ بات اھ سے لیکر آج تک دین سے متعلق جتنے بھی مسائل کھڑے ہوئے ہیں اور آئندہ بھی دوسرے ہزار سال کے اختتام تک کھڑے ہونگے ان سب کا حل، صراحتہً یا کنایتہً "مکتوبات شریف" میں موجود ہے۔ اس سے بڑھ کر آپ کے مجدد الف ثانی ہونے کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ آج کے اس پُرفتن دور میں اگر آپکے مکتوبات شریف پر صحیح طور پر عمل کیا جائے تو اختلافات کی خلیج کو درمیان سے ہٹایا اور اختلاف کو مٹایا جاسکتا ہے۔ تجدیدِ دین کے سلسلے میں آپ نے جو مساعی جمیلہ فرمائیں وہ ہر دور کے مسلمانوں کیلئے مشعلِ راہ کا کام دیتی ہیں۔ آپکے چند مکتوبات تبرکاً ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

- آپ ایک مکتوب شریف میں فرماتے ہیں کہ "یہ کہنا کہ رام اور رحمٰن ایک ہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہستی کے دو نام ہیں ہرگز ٹھیک نہیں۔ ایک ہی شے خود بخود خالق اور خود ہی مخلوق ہو ایسا نہیں ہوسکتا۔ رام و کرشن کی پیدائش تک اللہ تعالیٰ کو کسی نے رام و کرشن نہیں کہا۔ ان کے پیدا ہونے کے بعد ذاتِ احدیت پر رام و کرشن کا اطلاق ہوا۔ ان ناموں کے پردے میں اللہ تعالیٰ کی بجائے رام و کرشن کی پرستش کی جاتی ہے۔ قرآن پاک میں بھی ہے کہ اللہ کے سوا تم جن کی پرستش کرتے ہو تو ایسے نام تم نے اور تمہارے باپ دادا نے از خود رکھ لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکی کوئی سند نازل نہیں فرمائی۔"

● ایک اور مکتوب میں آپ فرماتے ہیں کہ "رسوماتِ شرک کی تعظیم اور کفریہ مراسم کے احترام کو شرک ہونے میں بڑا دخل ہے۔ دو دینوں کو سچا جاننے والا بھی مشرک ہے اور اسلام و کفر کے احکام کی آمیزش کرنے والا بھی مشرک، کفر سے بیزاری اسلام کی شرط ہے۔ اور شرک کی آمیزش سے بیزاری توحید کا تقاضا ہے۔ بیماری اور مصیبتوں میں شیطان اور بتوں سے مدد طلب کرنا جو جاہل مسلمانوں میں عام ہو چکا ہے عین شرک اور گمراہی ہے"۔

● آپ ایک اور جگہ مکتوب میں فرماتے ہیں کہ "شریعت مطہرہ کا رواج سلاطین اسلام کے حسنِ اہتمام سے وابستہ ہے۔ کچھ عرصہ سے اسی امر میں کمزوری آگئی ہے جس کے باعث اسلام یقیناً کمزور ہو چکا ہے۔ ہندوستان کے کافر بے دھڑک مسجدوں کو گرا رہے ہیں اور ان کی جگہ اپنے مندر تعمیر کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں کفار برملا کفریہ رسمیں ادا کرتے ہیں اور مسلمان اسلام کے اکثر احکام نافذ کرنے سے عاجز ہیں۔ رمضان المبارک کے مہینے میں ہندو برملا کھاتے پیتے ہیں مگر مسلمان انہیں ایسا کرنے سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رُک نہیں سکتے۔"

• ایک اور مکتوب میں آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ،جب تک عقائد درست نہ ہوں احکامِ شرعیہ کا علم کوئی فائدہ نہیں دیتا اور جب تک دونوں محقق نہ ہوں اعمال و افعال نافع نہیں ہوتے۔ پھر جب تک یہ تینوں حاصل نہ ہوں اُس وقت تک تزکیہ نفس ہونا محال ہے۔ بعد ازاں اِن ہی چار ارکان سے مسلمان مکمل ہوتا ہے۔

• حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فنا فی الرسول کے اس مقامِ رفیع پر فائز ہیں کہ آپ حضور علیہ السلام کے قدموں پہ نثار دکھائی دیتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت آپ پر اتنی غالب ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ "میں خدا کو خدا اس لئے مانتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ہے۔

• آپ ایک مکتوب شریف میں فرماتے ہیں کہ "دونوں جہاں کی سعادت اتباعِ سنت سے وابستہ ہے۔ ایک شخص اگر ہزار سال تک اتباعِ سنت کی نیت کے بغیر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے تو اس کی یہ عبادت بیکار رہے۔ ایک سنت کو چھوڑنے کا نقصان پوری زندگی کی نعمتیں چھن جانے کے مترادف ہے۔ جس نے ایک سنت کو چھوڑا گویا اس سے پوری زندگی کی نعمتیں چھن گئیں۔" الغرض آپ کے مکتوبات علم و معرفت کا ایک عظیم خزانہ ہیں۔

آپ کی وفات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جب عمر مبارک ۵۳ سال کی ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ "میں اپنی عمر ۶۳ سال سے زیادہ نہیں دیکھنا چاہتا کیونکہ میرے آقا و مولا حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی عمر مبارک بھی اتنی ہی ہے۔ چنانچہ چند سالوں کے بعد آپ نے ۲۹ صفر ۱۰۳۴ھ بروز دوشنبہ صبح کے وقت ۶۳ سال کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمر شریف میں وصال پایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موجودہ پُر آشوب دور میں جب کہ کفر ملت اسلامیہ کو پامال کرنے کیلئے ہمہ تن کوشاں ہے اور ضعیف الاعتقاد مسلمان اپنی نفسانی خواہشات کیوجہ سے مغرب کی تقلید میں سرگرداں ہیں۔ دوسری طرف ہمارے حکمران ہنود و یہود کی سازشوں کا شکار ہو کر اسلامی تعلیمات کے عملی نفاذ سے گریزاں ہیں۔ اور اس وقت پوری ملت اسلامیہ میں ایک بھی حکمران ایسا نہیں جو اسلام کے حقیقی و ابدی نظام پر عمل پیرا ہو۔ ان حالات میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے افکار و تعلیمات کو اجاگر کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ نہ صرف عوام کی راہنمائی کی جا سکے بلکہ حکمرانوں کی اصلاح کر کے ان میں خود اعتمادی پیدا کی جا سکے۔

حکومت سے مطالبات

آخر میں ہم حکومت پاکستان سے پر زور انداز سے مندرجہ ذیل مطالبات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

- حضرت مجدد الف ثانی دو قومی نظریہ کے بانی ہیں اور پاکستان بھی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا۔ اس لئے اس ملک میں "یوم مجدد الف ثانی" ہر سال سرکاری طور پر منایا جائے۔
- حضرت مجدد الف ثانی کی مقدس تعلیمات عشق رسول سے مربوط اور مسلمانوں کے اتحاد و ترقی کی ضامن ہے۔ اس لئے انہیں ریڈیو اور ٹی وی سے نشر کرنے کیلئے مؤثر اقدامات کئے جائیں
- حضرت مجدد الف ثانی کے "مکتوبات شریف" علم و معرفت کا خزانہ ہیں۔ اس لئے ان کے اردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں ترجمے کرانیکا اہتمام اور سرکاری سطح پر ان کی اشاعت کی جائے اور تمام اسلامی ممالک میں ان کی مفت تقسیم کا اہتمام کیا جائے۔
- امام ربانی کی تعلیمات پر ریسرچ کیلئے اور آپ کے مخطوطات کو ضائع ہونے سے بچانے کیلئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملک میں سرکاری طور پر "مجدد الف ثانی اکیڈمی" کا انعقاد عمل میں لایا جائے۔

- مکتوبات امام ربانی کو پاکستان بھر کی یونیورسٹیوں اور کالجوں کے ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے نصاب میں شامل کیا جائے۔

آخر میں دعا ہے کہ مولائے کریم تمام مسلمانوں کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے مستفید فرمائے اور جملہ مسلمانوں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ؕ

تحریر: محمد حنیف اختر صدر بزم سعید
خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ
خانیوال۔ یکم نومبر ۱۹۹۳ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادارہ کی ایک اہم پیشکش

نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا نام نامی اسم گرامی چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھنا شفا اور برکت حاصل کرنا اور دیگر بزرگ ہستیوں کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے کے ثبوت میں کتاب

شفا اور برکت

مؤلف:
مولانا محمد انور رضوی

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

سوانح

حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

تالیف:

مولانا علامہ محمد حنیف اختر صاحب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوانح حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ● نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

تمہید قطب المشائخ، منبع معرفت، عارفِ کامل حضرت قبلہ مخدوم پیر سید علاؤالدین احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے بزرگ اور ولی کامل ہیں۔ دنیا میں ہر طرف آپکا ڈنکا بج رہا ہے اور بجتا رہے گا۔ اگرچہ آپ ہندوستان کے شہر کلیر شریف میں رونق افروز ہیں مگر زمین کے چپے چپے پر لوگ آپکی شان و عظمت کے گن گاتے ہیں اور آپ کا شمار جلیل القدر اولیائے کبار میں ہوتا ہے۔ آپ ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور کسی بھی وقت ایک لمحہ بھی یادِ حق سے غافل نہ ہوتے تھے۔

ذیل میں مختصر طور پر آپ کی سوانح حیات کے چند پہلو تحریر کیے جا رہے ہیں تاکہ عوام الناس ایسی عظیم شخصیت کی عظمت سے روشناس ہو سکیں۔

آپکی پیدائش حضرت مخدوم علاؤالدین احمد صابر صاحب ۱۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ بروز جمعرات نماز تہجد کے وقت ہرات میں پیدا ہوئے۔ آپکے والد بزرگوار کا اسم گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب تھا جو ایک بہت بڑے ولیِ کامل تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت ہاجرہ عرف جمیلہ خاتون تھا جو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

آپ صحیح النسب سید تھے اور آپکا سلسلۂ نسب بارہ واسطوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا ملتا ہے۔ حضرت کی دایہ مسماۃ لصبری بنت ہاشم کا بیان ہے کہ جسوقت آپ پیدا ہوئے تو آپکا سرِ انور قبلہ کی طرف تھا۔ میری یہ مجال نہ ہوئی کہ آپ کے جسم اطہر کو ہاتھ لگالوں۔ میں آپکو غسل دینے کیلئے جب اٹھانے کا ارادہ کرتی تو میرے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہاتھ کانپ جاتے اور ان میں سوزش پیدا ہو جاتی۔ یہ دیکھ کر آپ کی والدہ ماجدہ نے کہا کہ تم پہلے جا کر وضو کرو، بعد میں ان کو ہاتھ لگانا۔ چنانچہ دایہ نے وضو کر کے آپ کو غسل دیا۔ آپ کی پیدائش سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی والدہ ماجدہ کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ "اپنے ہونے والے بچے کا نام احمد رکھنا۔ بعد میں ایک رات آپکے خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور فرمایا کہ "اپنے ہونے والے بچے کا نام علی رکھنا۔" پھر آپکی پیدائش کے بعد ایک بزرگ آپکے مکان پر تشریف لائے آپکو گود میں لیا، پیشانی کو بوسہ دیا اور آپکے والد ماجد سے فرمایا کہ "اس بچے کا نام علاؤالدین ہوگا۔" چنانچہ آپ کے والد صاحب نے آپکا نام علاؤالدین اور والدہ محترمہ نے علی احمد رکھا اور اسطرح آپکا اسم گرامی "علاؤالدین علی احمد" مشہور ہو گیا۔ اس زمانے کے ایک بزرگ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے کان میں اذان کہی اور ساتھ ہی پیشین گوئی فرمائی کہ یہ بچہ قطب عالم ہوگا۔

آپکا بچپن آپ کے بچپن ہی میں آپ سے عجیب و غریب خوارق کا ظہور ہونے لگا تھا۔ آپ میں صبر و قناعت دیکھ کر آپ کی والدہ محترمہ کو بے حد تعجب ہوتا تھا۔ آپ ایک دن دودھ پیتے اور دوسرے دن نہیں پیتے تھے۔ گویا ایک دن آپ روزہ رکھتے تھے اور اسطرح پورا ایک سال گزر گیا

اور پھر ایک سال کی عمر کے بعد ایک روز دودھ پیتے اور دو دن نہیں پیتے تھے۔ جب دو سال کے ہو گئے تو دودھ پینا چھوڑ دیا اور تیسرے سال جو یا چنے کی روٹی تھوڑی تھوڑی کھانے لگے۔ جب آپ چوتھے سال میں داخل ہوئے تو آپ کی زبان مبارک کھلی اور سب سے پہلا لفظ جو زبان سے نکلا وہ تھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لا موجود الا اللہ ،، یعنی اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں ۔ جب آپکی عمر مبارک چھ سال کی ہوئی تو آپنے کھانا اور بھی کم کر دیا ۔ چوتھے یا پانچویں دن تھوڑی سی خشک روٹی کھا لیتے اور رات کا زیادہ حصہ عبادت الٰہی میں گزار دیتے ۔ سات سال کی عمر میں آپ نے پابندی کے ساتھ تہجد کی نماز ادا کرنی شروع کی ۔ ٭ ۔ آپکی عمر جب پانچ سال کی ہوئی تو آپ کے والد محترم کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا چنانچہ آپکی والدہ ماجدہ نے آپکی دینی تعلیم کی طرف پوری توجہ دی ۔ پھر روحانی تعلیم کیلئے آپ کو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پاکپتن بھیج دیا ۔ اُسوقت آپکی عمر نو سال تھی ۔

بابا صاحب نے آپکی تربیت شروع کی اور آپکو سلوک کی منازل طے کراتے رہے اور پھر اپنے لنگر خانہ کا آپکو انچارج مقرر فرما دیا ۔ اِس دوران آپ پے در پے روزے رکھتے رہے اور لنگر کا ایک دانہ بھی منہ میں نہ ڈالا ۔ ایک دن بابا صاحب نے پوچھا کہ تم لنگر تو تقسیم کرتے ہو لیکن خود بھی کچھ کھاتے ہو یا نہیں ؟ آپنے جواب دیا کہ آپکی اجازت کے بغیر میری کیا مجال ہے کہ ایک دانہ بھی کھاتا ۔ اس جواب سے پیر صاحب بہت خوش ہوئے اور آپکو گلے لگا کر اپنی باطنی نعمتوں سے مالا مال کر دیا اور ساتھ ہی زبان سے فرمایا کہ ہمارا علی احمد بڑا ، صابر ،، ہے ۔

چنانچہ اُس دن سے آپ کا لقب ، صابر ،، مشہور ہو گیا ۔ واضح رہے کہ حضرت علاؤالدین علی احمد صابر کے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ہیں اور حضرت بابا فرید الدین کے پیر مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ہیں ۔ بابا فرید صاحب نے حضرت صابر پیا کو خلافت بھی عطا فرمائی اور اپنی لڑکی سے آپکا نکاح بھی فرما دیا اور پھر آپ کو ہندوستان کے علاقہ کلیر شریف کو سنبھالنے کا حکم دیا ۔

کلیر میں آمد

چنانچہ حضرت علی احمد صابر صاحب ۶۵۰ھ کے آخر میں کلیر شریف پہنچے ۔ رفتہ رفتہ آپ کے زہد و تقوے کی شہرت کلیر کے علاوہ اردگرد کے علاقوں میں پھیلنے لگی اور آخر کار ایک دن بعد نماز عصر آپنے اعلانِ حق کر دیا اور اسلام کی عملی تعلیم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا سلسلہ جاری فرما دیا۔ اس اعلان کے ہوتے ہی بہت سے لوگ آپکے مخالف بھی ہو گئے جیسا کہ ایسے موقعوں پر عموماً ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ لوگ جوق در جوق آپ کے مرید بھی ہونے لگے۔ کلیر شریف کا قاضی تبرک بھی آپکی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا اور اس نے کلیر کے حاکم قیام الدین رئیس کو بھی آپکے خلاف بھڑکایا۔

چنانچہ انہوں نے ملکر آپ کو بہت تنگ کیا۔ آپ نے ناچار ہو کر یہ سب حالات اپنے پیر و مرشد کو پاکپتن لکھ بھیجے مگر پیر صاحب نے حکم دیا کہ کلیر تمہارا علاقہ ہے اور وہاں کے ہر قسم کے کاموں کا تمہیں اختیار ہے۔ تم جیسے مناسب سمجھو اسی طرح کرو۔ میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔ حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ نے بہت کوشش کی کہ یہاں کے لوگ راہ راست پر آ جائیں اور اس طرح ایک سال گزر گیا مگر وہ لوگ پھر بھی باز نہ آئے۔

مسجد کی شہادت

آخر جب آپ اُن لوگوں سے زیادہ تنگ آ گئے اور ادھر پیر صاحب کا اجازت نامہ بھی موصول ہو گیا تو ایک دن آپنے آسمان کی طرف نگاہ کی اور کچھ پڑھ کر دم کیا۔ پھر زمین کی طرف نظر کی اور کچھ پڑھا تو فوراً دفعۃً دفعۃً تین بار اتنا سخت زلزلہ آیا کہ وہاں کے سب لوگ ڈر گئے اور پریشان ہو گئے۔

اس کے بعد جمعۃ المبارک کا دن آیا اور آپ نمازِ جمعہ ادا فرمانے کیلئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپکو حسبِ سابق سب کے آخر میں بہت دور جگہ ملی۔ لوگ آتے رہے اور سنتیں ادا کر کے بیٹھتے رہے۔ جیسے ہی امام صاحب نے خطبہ شروع کیا آپنے نگاہ اوپر اٹھا کر مسجد کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ اے مسجد۔ سب لوگوں نے نماز پڑھلی ہے اور تو نے ابھی تک سجدہ نہیں کیا۔ تو بھی سجدہ کر لے۔ آپکا یہ فرمانا تھا کہ پوری مسجد بنیاد وں سمیت گر گئی اور آپکے جتنے دشمن مسجد کے اندر موجود تھے وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے اور جو آپ کے معتقد تھے وہ قدرتِ خداوندی سے بچ گئے۔ ایک روایت ہے کہ آپ کی معتقد ایک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت مسماۃ گلنزاری مسجد کے منہدم ہونے کے بعد آپ کے پاس روتی ہوئی آئی اور عرض کیا کہ میرا لڑکا بھی مسجد کے ملبہ میں دب گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے جا کر پہچان کر نکال لے۔ جب اُس نے جا کر اپنے بیٹے کی لاش کو پہچان کر نکالا تو وہ زندہ تھا اور بالکل ٹھیک ٹھاک تھا چنانچہ وہ اس کو لیکر اپنے گھر آ گئی۔ ★ مسجد کی شہادت کے چند دنوں بعد کلیر میں طاعون کی وبا پھیلی اور اس آبادی کے بہت سے بندے شکار ہو گئے۔

پھر چند دنوں کے بعد اس علاقے میں زبردست آگ لگی جس نے علاقے کے اکثر حصے کو جلا کر راکھ کر دیا اور لوگوں میں زبردست خوف و ہراس پھیل گیا۔ اب تو وہاں کے عوام کو یہ پختہ یقین ہو گیا کہ یہ سب کچھ حضرت علی احمد صابر کی نافرمانی کی وجہ سے ہو رہا ہے چنانچہ اکثر لوگ آکر آپ کے مریدوں میں شامل ہو گئے۔ اب تو ہر طرف آپکی شان و عظمت کے ڈنکے بجنے لگے۔

فضائل و خصائل

حضرت علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں زہد و تقویٰ کمال درجے کا تھا۔ آپ ترکِ دنیا اور تجرد رہنے کو بے حد پسند فرماتے تھے۔ دنیا و دنیا داروں سے آپکو سخت نفرت تھی اور روزہ رکھنا آپ کا ہمیشہ کا معمول تھا۔ آپ نہائیت خوبصورت تھے۔ آپکا قد درمیانہ اور جسم نحیف تھا۔ فراخ پیشانی، کشادہ ابرو، گردن دراز اور سینہ کشادہ تھا۔ آپ ہمیشہ یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے تھے اور بہت کم ہوش میں آتے تھے۔

آپ پیرِ طریقت، واقفِ حقیقت، عارفِ کامل، فریدِ دہر، وحیدِ عصر، صاحبِ کشف و کرامات، غوثِ وقت اور قطبِ زماں تھے۔ آپ کا رعب و جلال اس قدر تھا کہ کوئی آپ کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آپ سے جس قدر جلالی تصرفات ظہور میں آئے اتنے خاندانِ چشتیہ میں اور کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ اس قدر مستجاب الدعوات تھے کہ جو کچھ آپکی زبان مبارک سے نکلتا تھا بعینہٖ اُسی طرح ہوتا تھا۔ آپ نے اپنی بے لوث خدمات سے بے شمار مخلوق کو فیضیاب کر کے ہدایت کی راہ پر گامزن کیا۔ آپ نے روحانیت، اخوت، ہمدردی،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صداقت اور پاکیزگی کا ایک ایسا چشمہ جاری کیا جس سے مسلم، ہندو، سکھ اور عیسائی سب برابر فیضیاب ہوتے۔

آپکی کرامات

آپکی کرامات بے شمار ہیں منڈو مسجد کے انہدام والی کرامت پہلے تحریر کی جا چکی ہے۔ اختصار کے پیشِ نظر مزید چند کرامات درج ذیل ہیں۔ ★ ایک عالم دین مولانا عبدالرحمن صاحب حصولِ فیض کیلئے پہلے اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُرانوار پر حاضر ہوئے اور مسلسل تین ماہ تک وہاں قیام کیا۔

اُس کے بعد کلیر شریف میں حضرت صابر پیا صاحب کے دربار پر آئے اور چلہ کشی شروع کی۔ مولانا خود بیان کرتے ہیں کہ جب ہم وہاں پہنچے تو ہمارے پاس نقد و جنس کوئی چیز ہمارے پاس نہیں تھی مسلسل تین دن ہم بغیر کھائے پیئے وہاں رہے۔ چوتھے دن ایک شخص شیرینی تقسیم کرنے کیلئے لایا اور تھوڑی سی ہمیں بھی دی جس سے ہم نے شام کو روزہ افطار کیا۔

اُس کے بعد ہم نے کئی دن پانی سے روزہ افطار کرتے رہے اور کھانے کو کچھ نہ ملا یہاں تک کہ میرے ساتھیوں امان اللہ اور رحمت بخش کی حالت بھوک سے غیر ہوگئی۔ آخر کار نواحی گاؤں سے شام کے وقت ایک شخص آیا اور پوچھا کہ مولوی عبدالرحمن کون ہے؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ وہ شخص اپنے سر پر روٹیاں اور سالن اٹھائے ہوئے تھا۔ اُس نے آکر کھانا ہمارے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ یہ میں آپ کے لئے لایا ہوں اور ہر روز لایا کروں گا۔

ہم نے خوب سیر ہو کر کھایا اور سمجھ لیا کہ یہ حضرت قبلہ پیر صابر پیا صاحب کی طرف سے ہماری دعوت ہے۔ جب تیرہ دن گزر گئے تو وہ شخص کہنے لگا کہ دعوت کا جو سامان میں نے مقرر کیا تھا وہ ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب کل کو میں کھانا نہیں لاؤں گا۔ چونکہ ہمارے چلے میں صرف ایک روز باقی رہ گیا تھا لہٰذا ہم سمجھ گئے کہ حضرت صابر صاحب نے ہمیں رخصت ہونے کا اِس طرح پیغام دے دیا ہے۔ ★ ایک قوال جو بہت اچھا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑھا لکھا تھا اُس نے حضرت صابر صاحب کی شان میں ایک قصیدہ لکھا اور آپ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر مزار شریف کے سامنے گانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر میں ایک گھوڑ سوار ظاہر ہوا اور اُس کے پاس ایک بھرا ہوا تھال تھا اور اس پر چھتیس روپے رکھے تھے وہ قوال کو دے کر اُلٹے پاؤں چلا اور پھر یکایک غائب ہو گیا۔ ★ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب قدس سرہٗ کا جب وصال ہوا اور آپ کا جنازہ مبارکہ تیار ہو گیا تو آپ کے ایک مرید خاص و خلیفہ حضرت شمس رحمۃ اللہ علیہ کو فکر لاحق ہوئی کہ نمازِ جنازہ کون پڑھائے۔

اچانک ایک نقاب پوش بزرگ گھوڑے پر تشریف لائے اور نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جب وہ واپس جانے لگے تو حضرت شمس نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور عرض کیا۔ حضور! اپنا تعارف تو کرا کے جائیں اور چہرہ بھی دکھائیں تاکہ اگر کل کو کوئی پوچھے کہ تمہارے مرشد کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی تو میں اُسکو جواب دے سکوں۔

یہ سن کر نقاب پوش نے نقاب ہٹایا تو حضرت شمس حیران رہ گئے کیونکہ وہ نقاب پوش خود حضرت علی احمد صابر صاحب تھے۔ آپ نے جنازہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "وہ فنا ہے" اور پھر اپنی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "یہ بقا ہے"۔ ★

ایک صاحب قلم مرزا محمد اختر صاحب مقیم قصبہ کیرانہ ضلع مظفر نگر بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیر و سیاست اور بزرگانِ دین کے مزارات کی زیارت کا بہت شوق تھا۔

میں نے بہت سے بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی اور پھر مجھے حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے مزار کی زیارت کا شوق ہوا لیکن دل میں یہ ارادہ کیا کہ جب تک آپ خود مجھے نہیں بلائیں گے میں نہیں جاؤں گا۔ آخر ایک دن تہجد کے وقت میں اپنے حجرے میں ذکر الٰہی میں مشغول تھا کہ یکایک بجلی چمکی، کمرہ روشن ہو گیا۔ عجیب و غریب خوشبو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اچانک آنے لگی۔ پھر مجھے ایک نورانی شخص دکھائی دیا جن کے چہرے پر اتنی روشنی تھی کہ نگاہ نہیں پڑتی تھی۔ میں یہ منظر برداشت نہ کر سکا اور مدہوش سا ہو گیا اور پھر میرے کان میں آواز آئی کہ "تو میرے سلام کو نہیں آیا آخر مجھے ہی تکلیف دی" اس کے بعد میرا حجرہ کئی دن تک معطر رہا اور میرا ایک بیٹا جو سخت بیمار تھا اور حکیم و ڈاکٹر جواب دے چکے تھے اُس کو بھی اُسی وقت صحت کلی نصیب ہو گئی۔

آپ کی وفات

حضرت علی احمد صابر صاحب کو کلیر شریف میں تشریف لائے چودہ سال گزرے تھے کہ آپ کے پیرو مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ آپ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ کو بے حد صدمہ ہوا اور پھر فرمایا کہ میرے مرشد کو فنا اور بقا دونوں حاصل ہیں۔

اس پر حضرت شمس نے عرض کی۔ حضور! فنا اور بقا سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ "وقت آنے پر تمہیں معلوم ہو جائے گا" در اصل اس میں حضرت صابر صاحب نے اپنا جنازہ آپ پڑھانے کی طرف اشارہ کیا جیسا کہ آپ کی کرامات کے ضمن میں یہ کرامت پہلے درج کی جا چکی ہے ٭ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب ترکستان کے رہنے والے تھے سلطان بلبن کے زمانے میں اپنے والدین کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔

ظاہری تعلیم حاصل کرنے کے بعد پاکپتن میں حضرت بابا فرید صاحب کی خدمت میں مرید ہونے کے لیئے حاضر ہوئے لیکن بابا صاحب نے آپ کو کلیر شریف میں حضرت علی احمد صابر صاحب کے پاس بھیج دیا جہاں آپ اُن کے مرید ہوئے اور انہوں نے آپ کو بعد میں خلافت سے بھی نوازا۔ ٭ ایک روز حضرت صابر صاحب نے خواجہ شمس الدین سے فرمایا کہ جب تم سے خلافِ معمول عجیب و غریب کرامات ظاہر ہوں تو سمجھ لینا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے مرشد کا انتقال ہو گیا ہے۔ اسی وقت فوراً آکر مجھے دفن کرنا کیونکہ تو میرا فرزند ہے۔ اور مجھے دفن کرنے کے بعد یہاں نہ ٹھہرنا بلکہ سیدھے پانی پت چلے جانا۔ عرض کی۔ حضور! پانی پت میں تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پہلے موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اُن کا آخری وقت قریب آچکا ہے جب تم وہاں پہنچو گے تو وہ وہاں سے چلے جائیں گے۔

حضرت خواجہ شمس الدین وہاں سے دہلی آگئے۔ ایک دن یہاں کے بادشاہ سلطان جلال الدین خلجی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک قلعہ فتح کرنے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا فرمائی اور وہ قلعہ فتح ہو گیا۔ اسی وقت آپکو یقین ہو گیا کہ میرے مرشد کامل کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا ہے۔ * حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کا وصال مبارک ۱۳، ربیع الاول ۶۹۰ھ میں ہوا۔ اٹھانوے ۹۸ سال عمر پائی۔ خواجہ شمس الدین نے کفن کا کپڑا خریدا اور کلیر کی طرف روانہ ہو گئے۔

اس بات کی بہت پریشانی تھی کہ سفر بہت لمبا ہے۔ پتہ نہیں کب کلیر شریف پہنچوں گا۔ اچانک آپ ٹھوکر کھا کر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو خود کو کلیر شریف میں اپنے پیر و مرشد کی میت کے پاس کھڑا ہوا پایا اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی آنکھیں ابھی ابھی بند ہوئی ہیں اور ایک جنگلی شیر آپ کے قدموں کی طرف کھڑا ہوا پہرہ دے رہا تھا۔

حضرت شمس الدین کو دیکھ کر شیر چلا گیا اور آپ نے اپنے پیر و مرشد کو غسل و کفن دینے کے بعد دفن کیا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)۔ آپ کا مزار شریف آج بھی "کلیر شریف" (بھارت) میں مرجع خاص و عام ہے اور لوگ آج بھی آپ سے برابر فیض حاصل کر رہے ہیں۔ ؎ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کے ملفوظات

آخر میں تبرکاً آپ کے چند ملفوظات درج کیے جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ۔ ۰ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے فرزند آدم! روزی کا غم نہ کھا جب تک کہ میرا خزانہ بھرا ہوا ہے اور یاد رکھ کہ میرا خزانہ کبھی خالی نہیں ہوگا۔ ۰ میرے سوا تو کسی سے محبت نہ کر اور نہ کسی سے کچھ مانگ جب تک کہ تو مجھے پائے۔ اور تو مجھے جب چاہے گا ہمیشہ موجود پائے گا۔ ۰ میں نے سب چیزیں تیرے لئے بنائی ہیں اور تجھ کو اپنے لئے پیدا کیا ہے لہذا تو اپنے آپ کو دوسروں کے دروازے پر ذلیل نہ کر۔ ۰ جس طرح میں تجھ سے کل کا عمل نہیں مانگتا اسی طرح تو بھی مجھ سے کل کے لئے روزی نہ مانگ۔

تو توکل پر عمل کر تجھ کو سب کچھ مل جائے گا۔ ۰ میں جس طرح سات آسمان، سات زمینوں اور عرش و کرسی کو پیدا کرنے سے قاصر نہیں ہوا اسی طرح تجھے پیدا کرنے اور تجھ کو روزی عطا کرنے سے بھی عاجز نہیں ہوں گا۔ بیشک میں تجھ کو روزی دوں گا۔ ۰ میں جس طرح تیری روزی ختم نہیں کر سکتا اسی طرح تو بھی میری عبادت کو نہ چھوڑ اور میرے حکم کی خلاف ورزی نہ کر۔ ۰ میں نے جو کچھ تیری قسمت میں لکھ دیا ہے اسی پر راضی رہ اور نفس امارہ سے مغلوب نہ ہو۔ ۰ میں تیرا دوست ہوں تو بھی میرا دوست بنا رہ اور میری محبت سے کبھی خالی نہ رہ۔ ۰ تو میرے غصہ سے بے خوف نہ ہو جب تک کہ پل صراط سے گزر کر جنت میں نہ چلا جائے۔ ۰

تو مجھ پر اپنے نفس کی مصلحت کے باعث غصہ ہوتا ہے لیکن اپنے نفس پر میری رضا مندی کے لئے کبھی غصے نہیں ہوتا۔ ۰ تو ظالم بادشاہ اور کسی امیر کبیر سے نہ ڈر جب تک کہ میری سلطنت قائم ہے اور میری سلطنت کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوانح

شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ

مصنف

مجاہد اہلسنت

حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب

خانیوالے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوانح شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام میں اپنے پیارے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ مقام عطا فرمایا اور آپ کے طفیل اولیائے کرام کو اپنی محبوبیت کی صفت سے سرفراز فرمایا۔

دین اسلام کی اشاعت میں جہاں اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور رسولوں کی مساعیٔ جمیلہ کا عمل دخل ہے وہاں اولیائے کرام کی کوششوں کو بھی ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ وہ مقدس نفوسِ قدسیہ ہیں جن کی ہر بات اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوتی ہے اور جو ہر وقت ہر حال میں اللہ کی رضا پر صابر و شاکر رہتے ہیں۔

یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْ عَنْہُ۔ (الآیۃ) کہ اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

ہمارے وطن عزیز کی اس سرزمین میں چشتی، سہروردی، نقشبندی اور قادری چاروں سلسلوں کے اولیائے کاملین نے تبلیغ کی ہے اور یہاں پر ہر سلسلے کے بزرگ موجود ہیں۔

ابتدائی حالات انہی بزرگوں میں سے ایک بزرگ قطب الاقطاب حضرت ابوالفتح شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ ۹ رمضان المبارک ۶۴۹ھ بروز جمعۃ المبارک کو پیدا ہوئے۔ یعنی آپ کی ولادت سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باسعادت آج سے تقریباً" آٹھ سو ستائیس سال پہلے ہوئی۔ آپ کے عقیقہ کے موقع پر آپ کے بال مبارک تراشے گئے۔ آپ کے دادا محترم حضرت غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام "رکن الدین" رکھا۔ اور بعد میں آپ "حضرت شاہ رکن عالم" کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد کا نام "حضرت شیخ صدر الدین" تھا اور والدہ محترمہ کا نام "حضرت بی بی راستی" تھا جو اپنے زہد و تقویٰ کی بنا پر "رابعہ عصر" قرار دی گئیں۔

موصوفہ قرآن پاک کی حافظہ تھیں اور ایک روائیت کے مطابق روزانہ ایک قرآن پاک ختم کر لیتی تھیں۔ آپ نے اپنے دادا کے قائم کردہ مدرسہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ علوم ظاہری کی تعلیم اپنے والدِ ماجد سے حاصل کی۔

آپ کے دادا حضرت بہاؤ الدین زکریا نے آپ کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ چھوٹی عمر میں ہی صوم صلوٰۃ کے پابند بن گئے۔ آپ نماز ہمیشہ باجماعت ادا فرماتے تھے اور سات سال کی عمر میں آپ تمام نفلی نمازیں باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔

غرضیکہ آپ بہت بڑے عابد و زاہد تھے۔ ابھی آپ کی عمر چار سال تھی کہ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ایک دن چارپائی پر بیٹھے تھے اور اپنی دستار مبارک سر سے اتار کر چارپائی پر رکھ دی تھی۔ آپ کے صاحبزادے (یعنی شاہ رکن عالم کے والد ماجد) حضرت صدر الدین بھی پاس ہی بیٹھے تھے کہ حضرت شاہ رکنِ عالم کھیلتے کھیلتے دستار کے قریب آئے اور اس کو اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا۔ والد صاحب نے ڈانٹا تو دادا جان نے فرمایا "صدر الدین" اسے مت ڈانٹو۔ یہ اس کا مستحق ہے اور یہ دستار میں اس کو عطا کرتا ہوں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ وہ پگڑی محفوظ کردی گئی اور جب حضرت رکن عالم اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو وہی دستار آپ کے سر پر رکھی گئی۔

دینی مدرسہ حضرت شاہ رکن عالم نوری رحمۃ اللہ علیہ ۳۶ سال کی عمر میں مسندِ رشد و ہدایت پر فائز ہوئے اور اپنے جدِ امجد کے مدرسہ کے مہتمم مقرر ہوئے اور اس مدرسہ میں آپ نے ہزاروں افراد کو علومِ ظاہری و باطنی سے فیضیاب کیا۔ جب آپ نے اس مدرسہ کا چارج سنبھالا تو اُس وقت تک ۸۰ ہزار طلباء علومِ ظاہری و باطنی کی تکمیل کرکے مشرق و مغرب میں پھیل چکے تھے۔ مشرق میں برما، جاوا، سماٹرا، بنگال اور شمالی چین کی سرحدوں تک اور مغرب میں مصر، مراکش، بخارا اور سمرقند تک اس مدرسہ کے فارغ التحصیل حضرات دینی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ آپ نے اس مدرسہ میں خود بھی پڑھایا اور لوگوں کو دینی و روحانی علوم سے مالا مال کیا۔ آپ نے ملتان میں ہی نہیں بلکہ وادی سندھ میں بھی علم و عرفان کی شمعیں روشن کیں۔

آپ نے اپنی روحانیت، اعلیٰ کردار اور تقویٰ کی روشنی میں لوگوں کو جہالت سے نکال کر ان کے قلوب و اذہان کو بقعۂ نور کر دیا۔ آپ کے اسلامی مدرسہ میں مبلغین کی خصوصی تربیت کی جاتی تاکہ وہ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاسکیں۔ یہ مبلغین ملک کے کونے کونے میں جاکر اللہ اور اس کے رسول کا پیغام عام لوگوں تک پہنچاتے۔ اس طرح ہزاروں غیر مسلم حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔

زہد و تقویٰ حضرت شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ نماز تہجد، اشراق و چاشت اور نوافل کے پابند تھے۔ آپ عبادت و ریاضت اور زہد و تقوے میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ کی ذات میں حلم و حیاء، صدق و صفا، محبت و وفا، جود و سخا،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نصیحت و شفقت، الفت و مروت، عفو و درگزر اور بردباری و کسرِ نفسی کی اعلیٰ صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ رمضان المبارک کے علاوہ عشرہ محرم کے بھی روزے رکھتے تھے۔ ذکرِ خفی و جلی اور مراقبہ آپ کے معمولات میں شامل تھے۔ آپ ہر وقت عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ چونکہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی تقویٰ وطہارت، عبادت و ریاضت اور پاکیزگیٔ کردار کے حوالے سے اسم بامسمی تھیں اور آپ کو ہمیشہ وضو کر کے دودھ پلاتی تھیں اس لئے آپ بھی نہایت ہی متقی و پرہیزگار اور بہت عبادت گزار تھے اور تمام کمالاتِ صوری و معنوی کے جامع تھے۔

آپ کی سخاوت

حضرت شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف اعلیٰ درجے کے متقی و عبادت گزار تھے بلکہ سخاوت میں بھی بے مثال تھے۔ آپ کے پاس جو بھی سائل یا حاجتمند آتا تو کبھی خالی نہ جاتا۔

آپ مریدوں اور عقیدتمندوں کی طرف سے ملا ہوا تمام نذرانہ غریبوں، مسکینوں اور یتیموں پر خرچ کر دیتے تھے اور اس میں سے ایک پائی بھی اپنے پاس نہ رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے والدِ گرامی اور دادا بزرگوار کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے لنگرِ عام کا سلسلہ دن رات جاری رکھا۔ آپ کے دسترخوان سے ایک ایک وقت میں ہزاروں آدمی کھانا کھاتے تھے۔

آپ ایک ایک دن میں دو دو لاکھ سے لے کر پانچ پانچ لاکھ روپئے یتیموں اور غریبوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ غرضیکہ آپ بہت بڑے سخی تھے۔

بادشاہوں سے تعلقات

حضرت شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ وقت کے بادشاہوں کے ساتھ بھی تعلقات رکھا کرتے تھے۔ صرف اس لئے کہ ان سے عوام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی درخواستیں منظور کرا کے ان کے مسائل کو حل کیا جا سکے۔ جن دنوں سلطان قطب الدین ایبک دہلی کا حکمران تھا اس دوران آپ دہلی آتے جاتے رہتے تھے۔ آپ جب دہلی روانہ ہوتے تو راستے میں اپنی سواری ٹھہراتے جاتے اور لوگوں سے درخواستیں وصول کرتے جاتے۔ دہلی پہنچنے پر سلطان ایبک آپ کا پُرجوش استقبال کرتا اور آپکو بڑی عزت کے ساتھ دربار میں لے جاتا اور باادب دو زانو ہو کر آپ کے سامنے بیٹھ جاتا۔ آپ اُن کے سامنے لوگوں کی درخواستیں باری باری پیش فرماتے۔ بادشاہ ہر درخواست کو غور سے پڑھتا اور اس کے اوپر اُسی وقت حکم لکھ دیتا۔ حضرت شاہ رکن عالم واپسی پر راستے میں لوگوں کو ان کی درخواستیں واپس دیتے جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جس راستے سے تشریف لے جاتے اس راستے میں لوگوں کا جم غفیر آپکا منتظر رہتا۔ آپ سچی بات بادشاہوں اور سلاطین وقت کے منہ پر کہہ دیتے تھے اور حق گوئی و بے باکی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

● جب محمد تغلق نے ملتان پر حملہ کیا تو اُس نے ملتان کے لوگوں کا قتلِ عام شروع کر دیا۔ لوگ اس قتل و غارت کے خلاف چیخ و پکار کرنے لگے۔ آپ فوراً سلطان محمد تغلق کے پاس گئے اور اُس سے قتل و غارت سے باز رہنے کی استدعا کی۔ چنانچہ بادشاہ نے آپکی درخواست پر اپنی فوج کو قتل و غارت سے منع کر دیا۔

● یہی سلطان جس کا پورا نام "غیاث الدین تغلق" تھا بعد میں آپکا بہت بڑا معتقد بن گیا تھا۔ ایک رات آپ اسی سلطان کے ساتھ ایک جگہ پر کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک آپ کو کشف کے ذریعے معلوم ہوا کہ اسکی دیوار گرنے والی ہے۔ چنانچہ آپ فوری طور پر اس جگہ سے کافی دور ہو گئے اور سلطان تغلق کو بھی فرمایا کہ تم بھی فوراً میرے پاس آ جاؤ مگر اس نے باہر جانے میں دیر کر دی۔ چنانچہ دیوار گر گئی اور سلطان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے نیچے آ کر ہلاک ہو گیا۔

خواجہ نظام الدین اولیاء سے تعلقات

آپ کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بہت محبت تھی اور خواجہ صاحب بھی آپ کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ آپ اکثر خواجہ صاحب سے ملنے کے لئے دہلی تشریف لے جاتے تھے۔ اگرچہ آپ دہلی میں بادشاہ کے مہمان بھی بنتے تھے لیکن زیادہ وقت خواجہ صاحب کے پاس گزارتے تھے۔

● حضرت شاہ رکن عالم ایک مرتبہ دہلی تشریف لائے تو نماز جمعہ کا وقت ہو چکا تھا چنانچہ آپ سیدھے مسجد میں تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے دیکھا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء مسجد میں پہلے ہی تشریف فرما ہیں۔ جب نماز ختم ہوئی تو خواجہ صاحب اپنی جگہ سے اٹھ کر آپ کے پاس آئے اور دونوں بڑی گرم جوشی سے بغل گیر ہو گئے۔

● اسی طرح ایک دفعہ مذکورہ دونوں شیوخ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ کسی نے سوال کیا کہ "ہجرت نبوی میں کیا مصلحت تھی؟" حضرت شاہ رکن عالم نے جواب دیا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کمالات کی تکمیل مدینہ منورہ کی ہجرت پر ہی موقوف تھی اس لئے آپ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی جانب جلوہ فرما ہوئے۔"

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ اس لئے بھیجا کہ وہ اصحاب مدینہ جو اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے مکہ مکرمہ حاضر ہونے کی طاقت نہیں رکھتے تھے وہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات برکات سے مستفید ہو کر کمالات ظاہری و باطنی میں مکمل ہو جائیں۔"

● ایک مرتبہ حضرت شاہ رکن عالم دہلی میں تھے کہ بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے دن آ گئے۔ چنانچہ پاکپتن شریف کی طرح دہلی میں بھی یہ عرس پاک نہایت تزک و احتشام سے منایا گیا۔ عرس میں قوالی بھی ہوئی۔ دوران سماع حضرت خواجہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نظام الدین اولیاء پر وجد طاری ہو گیا اور وہ عالمِ اضطراب میں کھڑے ہونے لگے تو شاہ رکنِ عالم نے انہیں پکڑ کر بٹھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت خواجہ صاحب پر پھر وہی کیفیت طاری ہوئی اور وہ کھڑے ہو گئے تو اس مرتبہ شاہ رکنِ عالم ان کو بٹھانے کی جگہ دوسرے بزرگوں کی طرح خود بھی دست بستہ مؤدب کھڑے ہو گئے۔

بعد میں کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے خواجہ صاحب کو پہلی مرتبہ تو بٹھا دیا لیکن دوسری مرتبہ بجائے بٹھانے کے خود بھی کھڑے ہو گئے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت شاہ رکن عالم نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ خواجہ صاحب کی رسائی "عالمِ ملکوت" تک ہوئی تھی اور وہاں تک میری بھی رسائی تھی اس لئے میرا ہاتھ وہاں تک پہنچ گیا اور میں نے ان کو بٹھا دیا۔ لیکن دوسری مرتبہ ان کی رسائی "عالمِ جبروت" تک ہوئی اور میری رسائی وہاں تک نہیں تھی اس لئے میں خاموش ہو گیا اور بجائے ان کو بٹھانے کے خود کھڑا ہو گیا۔

آپکی کرامات

حضرت شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔

- ملتان شہر میں ایک ہندو عورت رہا کرتی تھی۔ اُس کا سوائے اُس کے ایک اکلوتے بیٹے کے اور کوئی سہارا نہ تھا۔ اُس نے محنت مزدوری کر کے بڑی مشکل سے اس بیٹے کی پرورش کی۔

وہ لڑکا ایک دن تجارت کی غرض سے خراسان کے سفر پر روانہ ہوا اور پھر واپس نہ آیا۔ کافی عرصہ گزر گیا مگر اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ وہ عورت دن رات بیٹے کو یاد کر کے روتی رہتی اور دن بھر لوگوں کی منتیں کرتی رہتی کہ کوئی اس کے بیٹے کو اُس سے ملا دے۔ مگر سب لوگ اپنی بے بسی کا اظہار کر دیتے۔

جب اس کی بے قراری حد سے بڑھ گئی تو کسی نے اس کو مشورہ دیا کہ حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شاہ رکن عالم کے پاس جا اور انہیں اپنی داستانِ غم سُنا۔ چنانچہ وہ دوڑتی ہوئی آپ کی بارگاہ میں پہنچی اور اپنا دردبھرا قصہ رو رو کر سنایا۔

آپ نے آنکھیں بند کر کے مراقبہ کیا اور چند لمحوں بعد آنکھیں کھول کر فرمایا کہ جاؤ تمہارا بیٹا تمہارے گھر پہنچ چکا ہے۔ وہ عورت دوڑتی ہوئی اپنے گھر آئی تو واقعی اس کا بیٹا گھر میں موجود تھا۔

• آپ کی خانقاہ میں سندھ کا ایک درویش تعلیم دین کیلئے ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ دن رات تعلیم و تعلّم اور عبادت و ریاضت میں گزارتا۔ یہاں پر لنگر کا عظیم الشان اہتمام تھا اور کھانے پینے کی کوئی کمی نہیں تھی لہٰذا وہ پوری تندہی سے اللہ کی عبادت میں مشغول رہتا۔

وہ درویش ایک دفعہ حج کیلئے گیا تو مکہ شریف میں مہنگائی دیکھ کر بہت پریشان ہوا۔ اُسے مکہ معظمہ میں بڑی مشکل سے کھانے کو ایک روٹی ملتی جبکہ ملتان میں اسے کھانے کو چار روٹیاں ملتی تھیں۔

چنانچہ وہ دلبرداشتہ سا ہو گیا اور پریشان رہنے لگا۔ وہاں پر اس کے ساتھ ایک اور بزرگ بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک دن انہوں نے کہا کہ جناب۔ آپ جس خانقاہ سے آئے ہیں اُس کا مالک تو بڑا سخی ہے لیکن یہاں ایسی صورت نہیں ہے۔ میں آپ کی پریشانی کئی دنوں سے محسوس کر رہا ہوں۔ اور میں آپ کو یہ خوشخبری بھی سُنا دوں کہ آپ کے پیرو مرشد حضرت شاہ رکن عالم ہر جمعہ کو یہاں تشریف لاتے ہیں اور اس جمعہ کو میں آپ کو اُن سے ملا دوں گا۔

چنانچہ جب اگلے جمعہ کی شب شاہ رکن عالم تشریف لائے تو اس سندھی عابد کو آپ سے سب سے پہلے ملا یا گیا۔ اُس نے آپ کے سامنے اپنی مشکل بیان کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو آپ مسکرا پڑے اور فرمایا کہ چار روٹیوں کے لئے اس قدر پریشان ہو۔ جاؤ۔ تمہاری خواہش کے مطابق تمہیں بہترین کھانا ملتا رہے گا۔ پھر کچھ دیر کے بعد اُس سندھی عابد کے کمرے میں ایک شخص داخل ہوا جس نے کھانے کا ایک بڑا طباق اٹھا رکھا تھا جس میں مختلف قسم کے نفیس کھانے تھے۔ پھر کھانے والے نے کہا کہ حضرت شاہ رکن عالم کے حکم سے تمہیں دن رات ایسا ہی کھانا پہنچتا رہے گا۔ فکر نہ کرنا۔

● ایک دفعہ ایک عرب درویش آکر آپ کی خانقاہ میں ٹھہرا۔ آپ نے اپنے خادم کے ذریعے اس کو کھانا بھجوایا۔ خادم نے اُن سے پوچھا کہ کیا تم حضرت شیخ رکن عالم کو دیکھنا چاہتے ہو۔ اُس نے کہا کہ میری کیا مجال کہ میں اُنہیں دیکھ سکوں۔ خادم نے واپس آکر آپ کو سارا ماجرا بیان کیا۔ شاہ رکنِ عالم نے فرمایا کہ میں خود اس کے پاس جاؤں گا۔

چنانچہ آپ نے جب دیکھا کہ وہ درویش اکیلا بیٹھا ہے تو آپ اُس وقت اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو روحانیت سے مالا مال فرما کر منزلِ مقصود تک پہنچا دیا۔

آپ کے اقوال

آپ فرماتے ہیں کہ ● ظلم و تعدی کرنے والا شخص اپنے آپ کو بھیڑیئے کی شکل میں دیکھے گا، اور صاحبِ تکبر چیتے کی شکل میں اور بخیل و حریص خنزیر کی شکل میں دیکھے گا اور جب تک کوئی شخص بُری عادتوں سے پاک نہیں ہوگا، اس وقت تک اُس کا شمار جانوروں اور درندوں میں ہوگا۔

● آپ کا ارشاد ہے کہ "تزکیہِ نفس اُس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا و استعانت نہ کرے اور جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اس کی دستگیری نہ کرے اُس وقت تک اُسے تزکیہِ نفس حاصل نہیں ہو سکتا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

● آپ کا فرمان ہے کہ جس بندے کے اوصاف فرشتوں کے اوصاف میں تبدیل ہو جاتے ہیں اُس میں ظلم کی بجائے عفو و درگزر، تکبر کی بجائے تواضع و عاجزی، بخل کی بجائے سخاوت اور حرص کی بجائے ایثار کی خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

● ایک بار آپ نے ارشاد فرمایا کہ "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے آج تک کسی کے ساتھ نہ نیکی کی ہے اور نہ برائی کی ہے۔ لوگوں نے سوال کیا کہ برائی تو آپ سے ہو ہی نہیں سکتی۔ مگر نیکی کے متعلق آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "جس نے اچھے عمل کئے اپنے نفس کے لئے کئے اور جس نے بُرے کام کئے وہ بھی اپنے نفس کے لئے کئے"۔ پس مجھ سے جو کچھ نیکی یا بدی سرزد ہوئی وہ حقیقت میں میرے لئے ہے نہ کہ دوسروں کے لئے ہے"۔

● آپ فرماتے ہیں کہ "اعضاء و جوارح کو شرعی ممنوعات سے قولاً و عملاً باز رکھنا چاہیئے اور ایسی لایعنی مجلس سے بھی پرہیز لازم ہے جو حق تعالیٰ سے برگشتہ کر کے بندے کو دنیا کی طرف مائل کر دے۔

آپ کی وفات

حضرت شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے تین ماہ پہلے لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر دیا تھا۔ صرف نماز کیلئے اپنے حجرے سے باہر آتے اور نماز پڑھتے ہی واپس لوٹ جاتے۔ جمادی الاول ۷۳۵ھ کو مغرب کی نماز کے بعد صلوٰۃ اوّابین پڑھ رہے تھے۔ جب آپ سجدے میں گئے تو عین حالتِ سجدہ میں آپ کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

وصال کے بعد آپ کو آپ کے دادا جان حضرت غوث بہاؤ الحق اور والد ماجد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت صدر الدین عارف کے قدموں میں دفن کیا گیا مگر بعد میں سلطان فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں آپ کے تابوت کو قلعہ کہنہ پر واقع موجودہ مقبرے میں دفن کیا گیا۔

آپ کی کل عمر مبارک چھیاسی سال ہے۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال ۵ - ۶ - ۷۔ جمادی الاول کو ملتان میں نہایت تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے جس میں برصغیر پاک و ہند سے آپ کے ہزاروں عقیدتمند شریک ہوتے ہیں اور آپ کے روحانی فیض سے مستفیض ہوتے ہیں۔ آپکا مقبرہ تاریخی اور تعمیری خصوصیات کے باعث بجا طور پر ملتان کی عظمت کا نشان کہلاتا ہے۔

آپ کے مقبرہ کا شاندار گنبد ایشیا کا دوسرا سب سے بڑا گنبد ہے۔ یہ عظیم الشان عمارت اسلامی فن تعمیر اور خوبصورتی کا عظیم نمونہ ہے جس کو دیکھنے والے حیرت سے دنگ رہ جاتے ہیں اور یہ شاندار عمارت زائرین کی نگاہوں کو خیرہ کرتی ہے۔ دراصل یہ مقبرہ سلطان غیاث الدین تغلق نے حضرت غوث بہاؤ الحق رحمۃ اللہ علیہ کے قرب میں دفن ہونے کی خاطر اپنے لئے اپنے ذاتی خرچ سے تعمیر کرایا تھا مگر اتفاق سے بادشاہ کی موت دہلی میں واقع ہوئی اور ان کو وہیں دفن کر دیا گیا۔

اُن کے بعد محمد شاہ تغلق بادشاہ بنا جو آپ کا معتقد تھا۔ چنانچہ اُس نے یہ مقبرہ آپ کو دے دیا۔ آپ اپنی زندگی میں یہ مقبرہ عبادت گاہ کے طور پر استعمال فرماتے رہے اور بعد از وصال اسی میں مدفون ہوئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

آپکے خلفاء حضرت شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔ حضرت حمید الدین حاکم ۲۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت ۔ ۳۔ حضرت حاجی صدر الدین چراغ ۔ ۴۔ حضرت مولانا ظہیر الدین صاحب ۵۔ حضرت شیخ وجیہہ الدین سیاح سنامی ۶۔ حضرت مولانا علی بن احمد غوری ۔ ۷۔ حضرت شیخ محمد عمر غوری صاحب ۔

الغرض حضرت شاہ رکنِ عالم نوری حضوری رحمتہ اللہ علیہ ایک بہت بڑے ولی کامل ہیں اور آپ بڑی شان و عظمت کے مالک ہیں ۔

اولیائے کرام کی مقدس تعلیمات ہمارے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے ولیوں کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے ۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۔

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

یکم اپریل ۲۰۰۲ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اقوالِ بزرگانِ دین

مصنف

مجاہد اہلسنت
حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اقوالِ بزرگانِ دین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

تمہید اولیائے کرام وہ مقدس نفوس ہیں جن کی شان وعظمت کا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے۔ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ خبردار جو اللہ کے ولی ہیں ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اور حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ نے اُن کی شان کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ ۔ جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے تو میں خدا اس کو جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ اولیاء اللہ نے اسلام کو پھیلانے میں ہمیشہ اہم کردار ادا کیا اور ان کے وجودِ مسعود ملّت اسلامیہ کیلئے رہبر ورہنما کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اولیائے عظام کے اقوالِ زرّیں آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اور ان میں ہمارے لئے عبرت کا سامان موجود ہے۔

ذیل میں بزرگانِ دین کے چند بہترین ولازوال اقوال درج کئے جاتے ہیں۔

خواجہ معین الدین چشتی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ " عزیز من۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا وہ کبھی سوال یا خواہش یا آرزو نہیں کرتا۔ اور جس نے خدا کو نہیں پہچانا وہ اس کی بات کو سمجھ نہیں سکتا۔ دوسرے یہ کہ حرص وہوس کو ترک کرو۔ جس نے حرص وہوس کو ترک کیا اس نے مقصود حاصل کر لیا۔

چنانچہ ایسے شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۔ یعنی جس شخص نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکے رکھا اس کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ٹھکانہ بہشت ہے۔" حضرت خواجہ صاحب کے اس فرمان کو بار بار پڑھیئے اور اس کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کیجئے۔ آپ کا یہ فرمان کس قدر عالیشان ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا وہ کبھی کوئی خواہش نہیں رکھتا۔ یعنی وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع سمجھتا ہے اور اس کی مرضی کو ہر حال میں مقدم جانتا ہے اور اپنی خواہشاتِ نفسانی کو بھول جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر رب کے سپرد کر دیتا ہے اور اس طرح وہ جنت کا حقدار بن جاتا ہے اور جو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ بندہ کبھی کامیاب و کامران نہیں ہو سکتا۔

حضرت بایزید بسطامی سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ندائے غیبی سُنی جس نے مجھ سے پوچھا کہ بایزید کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا۔ جو تو چاہتا ہے۔ خطاب ہوا۔ اچھا۔ جسطرح تو میرا ہے اسی طرح میں تیرا ہوں۔ پس اگر تصوف کی ماہیت سے واقف ہونا چاہتے ہو تو اپنے اوپر آسائش کا دروازہ بند کر لو اور پھر زانوئے محبت کے بل بیٹھ جاؤ۔ اگر تم نے یہ کام کر لیا تو سمجھ لو کہ بس تصوف کے عالم ہو گئے۔"

حضرت بایزید بسطامی کے اس فرمان سے بھی یہ حقیقت اُجاگر ہوتی ہے کہ لوگوں کو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ اور جو اللہ کا ہو جائے اللہ پھر اسکا ہو جاتا ہے۔ اور یہی چیز درحقیقت تصوف کی اصل ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ اس امر سے چشم پوشی اور درگزر نہیں کرتا کہ بندے کا قلب کلیۃً کسی کے ساتھ ہونا چاہیئے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعضاء اور جوارح کا عمل اپنے دائرے تک محدود ہو اور قلب اللہ کے ساتھ رہے۔ اس لئے کہ قلب اللہ تعالیٰ کیلئے ہے نہ کہ اس کے سوا کسی اور کیلئے۔"

حضرت سہروردی کے اس مبارک قول سے بھی اس امر کی تاکید ہوتی ہے کہ درحقیقت بندہ وہی ہے جو اپنے آپ کو کلی طور پر اللہ کے سپرد کر دے اور ہر حال میں اس کی رضا کو مقدم سمجھے۔

زندگی میں خواہ خوشی کا مقام آئے یا غم کا وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہے اور ناشکری نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اُسے صحت دے یا بیماری وہ ہر صورت میں صابر و شاکر رہے اور کسی حالت میں بھی بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے۔

خواجہ عثمان ہارونی

شیخ المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کیا تجھے معلوم ہے کہ صاحب حضور کسے کہتے ہیں؟ دیکھو صاحب وہ ہے جو ہر وقت مقام عبودیت میں ہو اور ہر واقعہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیال کرے اور اس پر راضی رہے بلکہ اسے رحمت خیال کرے۔ اور تمام عبادتوں کا مقصد یہی ہے۔ جسے یہ حاصل ہے وہ جہاں کا بادشاہ ہے بلکہ جہاں کا بادشاہ اس کا محتاج ہے۔"

اس فرمان مبارک سے بھی مذکورہ بالا تمام اقوالِ عجیبہ کی تائید ہوتی ہے کہ بندہ دنیا میں ہر واقعہ کو رب کی طرف سے خیال کرتے ہوئے راضی برضائے الٰہی رہے اور ہر حال میں صبر و شکر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھے۔

حضرت حاتم اصم

حضرت حاتم اصم حضرت خواجہ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور مرید تھے۔ ایک دن حضرت شفیق بلخی نے پوچھا کہ تم کتنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرصے سے میری خدمت میں سرگرم ہو اور میری باتیں سنتے آئے ہو عرض کیا کہ "تینتیس ۳۳ سال سے" آپ نے پوچھا کہ اتنے عرصے میں تم نے کیا حاصل کیا؟

انہوں نے جواب دیا کہ میں نے آٹھ ۸ فائدے حاصل کئے اور اس سے زیادہ کی مجھے ضرورت بھی نہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ اچھا! انہیں بیان کرو۔
حضرت حاتم اصم نے عرض کیا کہ۔

پہلا یہ کہ جب میں نے مخلوق کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص نے اس دنیا میں کسی نہ کسی کو اپنا محبوب قرار دے رکھا ہے۔ وہ محبوب اس قسم کے ہیں کہ کوئی تو دنیا کی زندگی میں اس کے ساتھ رہتا ہے۔ کوئی مرض موت تک ساتھ رہتا ہے اور کوئی قبر میں جانے تک ساتھ رہتا ہے۔ اس کے بعد کوئی بھی ساتھ نہیں رہتا۔ اور کوئی بھی ایسا نہیں جو انسان کے ساتھ قبر میں جا کر اس کا غم خوار اور چراغ بنے۔

مجھے معلوم ہوا کہ ان صفات سے متصف محبوب صرف اعمالِ صالحہ ہیں۔
سو میں نے انہیں ہی اپنا محبوب بنا لیا ہے تاکہ یہ قبر میں بھی میری غم خواری کریں اور میرے لیے چراغ ثابت ہوں۔

اور ہر منزل میں میرے ساتھ رہیں اور مجھے چھوڑ کر نہ جائیں۔
حضرت شقیق بلخی نے فرمایا کہ "حاتم"، تم نے بہت خوب سمجھا۔

دوسرا یہ کہ میں نے جب لوگوں کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ سب کے سب حرص و ہوس کے پیروکار بنے ہوئے ہیں اور اپنے نفس کے کہنے پر چلتے ہیں۔ پھر میں نے قرآن کی اس آئیت کریمہ پر غور کیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۔

ترجمہ: جس نے اللہ سے ڈر کر اپنی خواہشاتِ نفسانی کو روکا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ پس میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کی قربت و محبت نفس کی مخالفت سے ہی حاصل ہوتی ہے تو میں نفس کی مخالفت پر کمربستہ ہوگیا اور میں نے آج تک نفس کی کوئی خواہش پوری نہیں کی۔

خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔ تو نے خوب سمجھا اور اس پر خوب عمل کیا۔

تیسرا یہ کہ میں نے جب لوگوں کے حالات کا غور سے مشاہدہ کیا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص دنیا کے مال کیلئے بڑی کوشش کرتا ہے۔ وہ بڑی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرتا ہے تب کہیں جا کر کچھ مال حاصل ہوتا ہے اور پھر وہ اس پر بڑا خوش رہتا ہے۔ اس کے بعد میں نے قرآن پاک کی اس آیت کریمہ پر غور کیا۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ط یعنی جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔ پس جو کچھ میں نے اپنے پاس مال جمع کیا ہوا تھا وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور پھر اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا تاکہ میری پونجی بارگاہِ الٰہی میں باقی رہے۔ خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ یہ تم نے بہت اچھا کیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوتھا یہ کہ جب میں نے مخلوق کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بعض لوگوں نے اپنی کثرتِ قوم کو عظمت اور بزرگی کا معیار سمجھ رکھا ہے اور اس پر انہیں فخر ہے۔

اور کچھ لوگوں نے مال و اولاد کو اپنے لئے باعث عزت تصور کر رکھا ہے اور وہ اس کو اپنے لئے باعثِ صد افتخار سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے قرآن پاک کی اِس آیت کریمہ میں غور کیا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ یعنی تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔

سو میں نے تقوٰی اختیار کیا اور جو لوگوں نے خیال کر رکھا ہے اُس کو چھوڑ دیا۔ خواجہ شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نے حق کو خوب سمجھا اور بالکل صحیح راستہ اختیار کیا۔

پانچواں یہ کہ جب میں نے لوگوں کے حالات کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ لوگ ایک دوسرے کو حسد کے سبب برائی سے یاد کرتے ہیں اور حسد بھی مال، مرتبے اور علم کا کرتے ہیں۔ پھر میں نے اس آیت کریمہ پر غور کیا۔ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَھُمْ مَّعِیْشَتَھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔

یعنی ہم نے ان میں دنیوی زندگی کیلئے روزی وغیرہ تقسیم کی ہے۔

پس میں نے جان لیا کہ ازل سے ان کے حصے میں یہ چیز آچکی ہے اور کسی کا اس میں کوئی اختیار نہیں تو پھر حسد بے فائدہ ہے۔ تب سے میں نے حسد چھوڑ دیا اور ہر ایک سے صلح اختیار کی۔ خواجہ شفیق نے فرمایا کہ یہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی تو نے بہت خوب کیا۔

چھٹا یہ کہ جب میں نے دنیا والوں کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بعض لوگ آپس میں عداوت و دشمنی رکھتے ہیں اور خاص خاص کاموں میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں اور دنیا کی محبت میں شیطان کی پیروی سے بھی باز نہیں آتے۔ پھر میں نے قرآن کریم کی اس آئیت پر غور کیا۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۔ یعنی بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ تو مجھے معلوم ہو گیا کہ شیطان ہی ہمارا حقیقی اور پکا دشمن ہے اور دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر ہمیں اس کی پیروی نہیں کرنی چاہیئے۔ لہٰذا میں اسکے برعکس اللہ کی پیروی کرتا ہوں اور اس کے احکامات بجالاتا ہوں۔ حضرت خواجہ شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیشک تو نے بالکل صحیح راہ اختیار کی ہے۔

ساتواں یہ کہ جب میں نے خلقت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص روزی و معاش کے حصول کیلئے جان توڑ کوشش کرتا ہے اور اس کی خاطر وہ کبھی کبھی حرام کے شبہ میں بھی پڑ جاتا ہے اور اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے۔ پھر میں نے قرآن پاک کی اس آئیت کریمہ پر غور کیا۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔

یعنی زمین پر چلنے والا کوئی جانور ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔ چنانچہ میں نے جان لیا کہ میں بھی حیوانِ ناطق ہوں اس لئے میں دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مشغول ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ میری روزی مجھ تک ضرور پہنچائے گا۔ خواجہ شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نے بہت خوب سمجھا۔

آٹھواں یہ کہ جب میں نے مخلوق کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی چیز پر بھروسہ ہے۔ کسی کو مال پر۔ کسی کو جائداد پر اور کسی کو سونے چاندی پر پھر میں نے اس آیت کریمہ کا غور سے مطالعہ کیا۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیئے کافی ہوتا ہے۔ پس میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے میں حقیقی فائدہ ہے اور وہی میرے لیئے کافی ہے"

یہ سن کر حضرت خواجہ شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اسے حاتم۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان باتوں کی توفیق دے۔ میں نے خود قرآن، توراۃ، انجیل اور زبور کا غور سے مطالعہ کیا ہے اور ان چاروں آسمانی کتابوں سے بھی مجھے یہی آٹھ باتیں حاصل ہوئی ہیں۔ جو ان آٹھ باتوں پر عمل کرتا ہے گویا وہ ان چاروں کتابوں پر عمل کرتا ہے"

حضرات گرامی! بزرگانِ دین کے ارشاد فرمائے ہوئے ان آٹھ اقوالِ مبارکہ کو بار بار پڑھیں اور صدقِ دل سے ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو دنیا و آخرت میں حقیقی کامیابی نصیب ہو گی اور کسی قسم کا غم لاحق نہ ہو گا۔

حضرت ابوبکر شبلی فخر المشائخ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "دنیا کو فراموش کر دینا اور آخرت کو بھی یاد نہ کرنا زہد" ہے۔

اور معنی اس کے یہ ہیں کہ تمام اشیاء سے دل موڑ کر خالق اشیاء کی طرف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دل متوجہ کرنا چاہیئے۔ اور فقر کی علامت یہ ہے کہ وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور چیز کی طرف متوجہ نہ ہو" آپ کے اس فرمانِ عالیشان کا مطلب بھی یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو بالکل ہیچ سمجھے اور سب کچھ اُسی کو سمجھے جو شخص ایسا کرے گا اس کے لئے یہ دنیا بھی جنت ہے اور آخرت بھی جنت ہے

اور جو لوگ اس دنیا کے ساتھ دل لگا لیتے ہیں ان کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ " دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں " مطلب یہ کہ ہر شخص کو اس دنیا میں رہ کر اپنے رب سے لو لگانی چاہیئے۔

حضرت ابو العباس قصاب

شمس العارفین حضرت ابو العباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ " دنیا ناپاک ہے لیکن اس شخص کا دل دنیا سے زیادہ پلید ہے جو دنیا کے عشق میں مبتلا ہے "

اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ لوگوں کو دنیا کے ساتھ دل نہیں لگانا چاہیئے ورنہ دنیا کی طرح ان کے دل بھی ناپاک ہو جائیں گے۔ اور کامیابی حاصل کرنے کیلئے دل کی پاکیزگی بہت ضروری ہے۔

چنانچہ ارشاد باری ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی۔ بیشک وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنے دل کو پاک اور صاف کر لیا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ جس طرح دریا میں چلتی ہوئی کشتی اس وقت تک صحیح چلتی ہے جب تک اس کا پانی کشتی سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باہر باہر رہے اور جب پانی خدا نخواستہ کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو کشتی غرق ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب تک دنیا کی محبت انسان کے دل سے باہر باہر رہے تو انسان کامیاب وکامران رہتا ہے اور جب اس کی محبت دل کے اندر گھر کر جائے تو انسان کا بیڑہ غرق ہو جاتا ہے لہذا دل کو پاک وصاف رکھنے کیلئے انسان کو دنیا سے بچ کر رہنا چاہیئے۔

حضرت ابن اسحاق النہر

سلطان المشائخ حضرت ابو یعقوب ابن اسحاق النہر رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ”اللہ تعالیٰ کا کون سا راستہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ”جاہلوں سے دور رہنا اور عالموں کی صحبت میں بیٹھنا اور ہر وقت ذکر خدا میں مصروف رہنا“ اس قول مبارک پر ذرا غور فرمائیں کہ یہ کتنا خوبصورت اور دلنشین قول ہے۔

اس میں پہلی بات قابلِ غور یہ ہے کہ انسان اگر رب تک پہنچنا چاہتا ہے تو اُسے جاہلوں سے دور رہنا چاہیئے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِذَا خَاطَبَہُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ہ یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے جاہل لوگ جب کوئی بات کرتے ہیں تو وہ اُن کو دور سے ہی سلام کر دیتے ہیں۔ اور اس قول میں دوسری بات یہ بیان کی گئی ہے کہ لوگوں کو چاہیئے کہ علمائے کرام کی صحبت میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیٹھا کریں اور تیسری بات یہ ہے وہ ہر وقت اللہ کے ذکر میں مصروف رہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔

یعنی اللہ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ گویا کامیابی حاصل کرنے کیلئے اِن تینوں باتوں پر عمل کرنا نہایت سے ضروری ہے۔

حضرت ابو سلیمان داؤدی

مشہور و ممتاز بزرگ حضرت سلیمان داؤدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ " بھوکے رہا کرو کیونکہ بھوک سے نفس ذلیل ہوتا ہے۔ بھوک آخرت کی کنجی ہے اور سیر شکمی دنیا کی کنجی ہے۔ بھوک سے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور زیادہ کھانے سے قوتِ حافظہ کم ہوتی ہے اور عبادت گراں معلوم ہوتی ہے "

یہ فرمانِ عالیشان نہائیت عمدہ اور آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اگر اس پر صحیح طور پر عمل کیا جائے تو انسان عبادت کی حقیقی چاشنی سے روشناس ہو سکتا ہے۔ واقعی بھوکا رہنا ایک بہت بڑی خوبی ہے اور یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ یہ نعمت خاص خاص بندوں کو نصیب ہوتی ہے۔

آج کل تو لوگ کھانے پینے کے بہت دلدادہ ہو چکے ہیں۔ دن میں چار پانچ مرتبہ کھانا پینا اپنے لئے باعثِ فخر تصور کرتے ہیں۔ انہوں نے ٹی ٹائم۔ لنچ ٹائم۔ فروٹ ٹائم اور نہ جانے کھانے کیلئے کیا کیا ٹائم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنا رکھے ہیں۔ جب کہ بھوکا رہنا وہ کسی طور پر پسند ہی نہیں کرتے حالانکہ آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے بھوکا رہنا نہائیت ضروری ہے۔

حرفِ آخر

مذکورہ بالا سطور میں متعدد اولیائے کاملین اور بزرگانِ دین کے چند اقوالِ مبارکہ درج کئے گئے ہیں۔

اگر ہم صدق دل سے اِن پر عمل کریں تو نہ صرف یہ کہ ہم دنیا میں آرام و سکون کے ساتھ رہ سکتے ہیں بلکہ ہماری آخرت بھی سنور سکتی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلیں اور ان کی مقدس تعلیمات کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اولیائے کرام کا سچا فرمانبردار بنائے

آمین۔ ثم آمین۔

تحریر کنندہ:۔

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

یکم فروری ۲۰۰۲ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام اہلسنت
حضرت قبلہ علامہ پیر سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

کی مختصر و مستند سوانح حیات۔

سوانح غزالیٔ زماں

مصنف

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد حنیف صاحب اختر خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوانح غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ؛

تمہید

غزالی زماں رازیٔ دوراں بیہقیٔ وقت محدث العصر بحر العلوم، امام اہلسنت پیر طریقت رہبر شریعت سیدی ومرشدی حضرت قبلہ علامہ پیر سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی ان یکتائے روزگار وعہد آفریں ہستیوں میں شامل ہے۔ جو رہتی دنیا تک آفتاب وماہتاب کی طرح چمکتے رہیں گے۔ آپ کے فیوض وبرکات کا دریا نہ صرف آپکی ظاہری زندگی میں جاری تھا بلکہ بعد از وصال بھی آپ علم وعرفان کے خزانے لٹا رہے ہیں۔ اور آپ کے روحانی فیوض وبرکات سے پورا عالم اسلام منور ہے۔

آپ کا بچپن

حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں مراد آباد بھارت کے نواحی شہر "امروہہ" میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید محمد مختار صاحب کاظمی تھا۔ چونکہ آپ کا سلسلہ نسب سید امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اس لئے اس نسبت سے آپ کو "کاظمی" کہا جاتا ہے۔ آپ کے بچپن کی حالت میں ہی والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا اور آپ نے تمام دینی علوم اپنے برادر مکرم حضرت قبلہ سید محمد خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی مکمل فرمائے اور انہیں کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ ابھی آپ کی عمر مبارک صرف ۱۶ سال کی تھی کہ آپ تمام علوم عقلیہ ونقلیہ پڑھ کر فارغ ہو گئے اور سند

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فراغت حاصل کر لی۔ آپ کی دستار بندی کے موقع پر ایک زبردست اجتماع تھا۔ حضرت قبلہ علی حسین شاہ صاحب اشرفی کچھوچھوی صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور حضرت مولانا نثار احمد صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر بہت سے علماء و مشائخ اس موقع پر موجود تھے۔ حضرت قبلہ شاہ علی حسین صاحب کچھوچھوی نے آپکی دستار بندی کی اور اس طرح ایک مختصر سی عمر میں آپ ممتاز عالم دین بن گئے۔

ع این سعادت بزور بازو نیست

لاہور میں آمد حضور غزالی زماں سند فراغت حاصل کرنے کے بعد لاہور تشریف لائے۔ یہاں پر ممتاز علماء اہلسنت حضرت علامہ سید ابو الحسنات قادری، حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب اور حضرت علامہ سید ابو البرکات قادری رحمۃ اللہ علیہم سے آپ کی ملاقات ہوئی اور انہوں نے آپ کو لاہور میں قیام و تدریس کی پیشکش کی جسے آپ نے قبول فرمالیا اور آپ "مدرسہ جامعہ نعمانیہ" میں طلباء کرام کو پڑھانے لگے۔ آپ کے پاس طلباء کے ہر روز اٹھائیس اسباق تھے۔ جو آپ بلاناغہ پڑھاتے تھے۔ اس سے آپ کے علم کی وسعت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے خداداد علم کو دیکھ کر مشائخ علماء اور عوام نے آپ کو بے شمار القابات سے نوازا جس میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔ ضیغم اسلام، غزالی زماں، رازی دوراں، عالم باکمال، مرد قلندر بیہقی وقت، امام اہلسنت، قطب ملتان، آفتاب علم و عرفان، فقیہ العصر، محدث اعظم بحر العلوم، پیکر خلوص، مرشد کامل اور عاشق رسول وغیرہ وغیرہ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام القابات آپ کی ذاتِ اقدس پر خوب سجتے ہیں اور آپ ان القابات کے بجا طور پر حقدار ہیں آپ کی عظیم تر علمیت کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو علمِ لدُنّیہ سے نوازا تھا اور آپ واقعی علم و عرفان کا ایک سمندر تھے۔

حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۱ء میں لاہور سے واپس امروہہ تشریف لے گئے اور چار سال تک امروہہ کے "مدرسہ محمدیہ حنفیہ" میں دینی خدمات سرانجام دیتے رہے اور تشنگانِ علوم دَور دُور سے آپکے پاس آکر پیاس بجھاتے رہے پھر وہاں سے آپ اوکاڑہ تشریف لائے اور کچھ عرصہ تک یہاں قیام فرمایا اور علم و عرفان کے مَوتی لٹائے۔

ملتان میں تشریف آوری

سرزمین ملتان پر ایک درویش صفت بزرگ حضرت نفیر عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر سال خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک منایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت قبلہ کاظمی صاحب قدس سرہٗ کو سالانہ عرس پر تقریر کرنے کی دعوت دی۔ حضور غزالی زماں نے وہاں اس قدر بہترین و ایمان افروز تقریر فرمائی کہ انہوں نے اس سے متاثر ہو کر آپ کو مستقل طور پر ملتان لانے کی کوششیں شروع کر دیں آخر کار انکے مسلسل و پیہم اصرار نے آپ کو ملتان آنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ حضرت قبلہ کاظمی صاحب ۱۹۳۵ء میں ملتان شریف تشریف لائے۔ آپ نے یہاں آکر اپنے مکان میں ہی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ آپ کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی۔ اور علمی ذوق رکھنے والے لوگ آپ کے پاس اطراف و اکناف سے آکر فیضیاب ہوتے رہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فضائل و اخلاق

حضرت قبلہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک زبردست عالم دین ہونے کے باوجود تواضع وانکساری کا مجسمہ تھے۔

آپ ہر آنے والے مہمان کی بہت زیادہ عزت و توقیر کیا کرتے تھے آپ ملک کے نوجوانوں پر خصوصی شفقت فرماتے اور انکی بے حد حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ آپ کسی کی معمولی خدمت پر بھی ممنون ہوتے اور اسے بہت سی دعاؤں سے نوازتے تھے۔

مدرسہ انوار العلوم ملتان کے مفتی غلام مصطفیٰ صاحب رضوی کا بیان ہے کہ "ایک مرتبہ مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ کے بارے میں انتظامات کئے جا رہے تھے۔ آپ نے مجھے اور مولانا حسن الدین ہاشمی کو حکم دیا کہ آپ دونوں میرے ساتھ چلیں تاکہ کہیں سے قالینوں کا انتظام کر لیا جائے۔ محلہ قدیر آباد کے دو گھروں سے ہمیں دو قالین ملے جو ہم اٹھا کے مدرسہ میں لائے اور آپ نے ہمیں فرمایا کہ میں فلاں گھر جا رہا ہوں آپ لوگ یہ مدرسہ میں پہنچا کر وہاں آجائیں۔ لیکن ہمیں کچھ دیر ہوگئی۔ پھر جب ہم کچھ دیر کے بعد اس مکان کیطرف گئے تو راستے میں دیکھا کہ آپ خود اپنے سر پر قالین رکھے ہوئے تشریف لا رہے ہیں یہ دیکھ کر ہماری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ ہم نے عرض کیا حضور! ہمارا انتظار فرما لیا ہوتا آپ نے یہ تکلیف کیوں فرمائی۔ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ "یہ دین کا کام ہے۔ اور ان باتوں سے کسی کی عظمت میں فرق نہیں آتا"

آپ کے لخت جگر حضرت صاحبزادہ سید سجاد سعید صاحب کاظمی فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ میں گھر میں داخل ہوا تو والدہ صاحبہ رو رہی تھیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ تمہارے باپ افسردہ بیٹھے ہیں کیونکہ تو تین وقت کی نماز پڑھتا ہے اور دو وقت کی چھوڑ دیتا ہے تمہارے باپ کو اس امر کا قلق ہے کہ ان کی اولاد میں ایسا نہیں ہوتا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چاہیئے۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے کبھی نماز نہیں چھوڑی"۔

حضرت قبلہ کاظمی صاحب کا ذوق بڑا نفیس اور پاکیزہ تھا۔ آپ ہر چیز میں نفاست اور شائستگی کو پسند فرماتے تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی رزاقیت اور قدرت پر بے پناہ یقین رکھتے تھے اور اس یقین میں اس قدر پختگی تھی کہ آپ کی باتیں سننے والا آپ کی مجلس سے "یقین کی دولت" کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لے کر اٹھتا تھا آپ کا ہر کام خلوص پر مبنی تھا اور آپ کو ریاکاری سے بڑی سخت نفرت تھی آپ کو مسلمانوں کے مسائل سے بہت دلچسپی تھی۔ ان کی دینی و دنیوی ترقی سے خوش ہوتے اور انکی تنزلی و کمزوری کی خبریں سن کر غمگین ہو جاتے۔ آپ مسلمانوں کی اجتماعی کمزوریوں پر تنبیہ بھی فرماتے اور اس کا علاج بھی بیان فرماتے۔ آپ کے جاری کردہ رسالہ ماہنامہ "السعید" کے متعدد اداریے اس امر کے شاہد ہیں۔ حق گوئی آپ کا خاص امتیازی وصف تھا اور اس سلسلے میں آپ کسی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے۔ حکومت وقت نے بھی جب کبھی دین کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو آپ نے فوراً بغیر کسی تاخیر کے اس کے خلاف کلمہ حق بلند کیا اور حکمرانوں کو واضح نصیحت فرمائی کہ وہ اس خلاف شرع کام سے باز رہیں۔

آپ کے مناظرے

حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ ایک زبردست و کامیاب مناظر بھی تھے آپ نے ملتان تشریف آوری کے بعد جب مسجد چپ شاہ میں درس حدیث شروع کیا تو حاجی محمد ابراہیم کینی نے بھی بڑے ذوق آپ کا درس سننے لگے یہ اگرچہ مولوی عبدالعزیز غیر مقلد گوجرانوالہ کے مرید تھے لیکن آپ کا ایمان افروز درس سن کر آپ کے عقیدتمندوں میں شامل ہو گئے مولوی عبدالعزیز کو جب پتہ چلا کہ میرا مرید علامہ کاظمی صاحب کا درس سنتا ہے تو وہ غصہ سے آگ بگولا ہو گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اپنے ہمخیال چند مولویوں کو لے کر حاجی محمد ابراہیم کمپنی والے کے گھر مناظرہ کرنے کیلئے آپہنچا۔ مناظرے کا موضوع "مسئلہ علم غیب" مقرر ہوا۔ حضرت قبلہ علامہ کاظمی صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث پیش کی۔ مولوی عبدالعزیز نے کہا کہ مشکوٰۃ بے سند کتاب ہے میں اس کو نہیں مانتا۔ آپ نے فوراً ہی ترمذی شریف سے نکال کر حدیث دکھائی۔ غیر مقلد مولوی نے غصہ میں آکر ترمذی شریف کو پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت قبلہ کاظمی صاحب کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپ نے فرمایا کہ تو گستاخ اور بے ادب ہے اب میں تیرے ساتھ مناظرہ نہیں بلکہ مباہلہ کرونگا وہ غیر مقلد مباہلہ کیلئے تیار ہوگیا۔ چنانچہ آپ نے اور اس نے (دونوں نے) یہ الفاظ کہے کہ اگر میرا مدمقابل حق پر نہ ہو بلکہ باطل پر ہو تو خدا کے عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے۔ مباہلہ کے بعد آپ واپس گھر تشریف لے آئے اور مولوی عبدالعزیز گوجرانوالہ چلا گیا۔ یہ غیر مقلد مولوی جب صبح کی نماز کے بعد مسجد میں درس قرآن مجید دینے کیلئے بیٹھا تو کوشش کے باوجود الفاظ منہ سے باہر نہ نکلے اور زبان باہر نکل آئی۔ کافی دنوں تک علاج کرایا گیا مگر آخر کار ڈاکٹروں نے یہ کہہ کر جواب دیدیا کہ کوئی مرض ہو تو علاج کیا جائے یہ تو عذاب الٰہی ہے بالآخر وہ ایک سال پورا ہونے سے پہلے ہی عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

حضرت قبلہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرہ کرنے میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ انڈیا میں قیام کے دوران آپ نے مخالفین کے مشہور و معروف مناظر مولوی مرتضیٰ احسن دربھنگی کو متعدد مناظروں میں پے در پے شکست فاش سے دوچار کیا۔

آپ کے ہندوستان قیام کے دوران تقسیم ہند سے قبل آریہ سماج تنظیمیں مسلمانوں کو مرتد کرنے اور عقائد اسلام کے بارے شکوک و شبہات پیدا کرنے کے درپے تھیں۔ اُن کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک مشہور مناظر ، رام چندر ، جس کو قرآن و سنّت پر مکمل عبور حاصل تھا مسلمانوں کے اس عقیدہ کا مسلسل مذاق اڑاتا رہتا تھا کہ "عالم دنیا کے بعد عالم آخرت بھی ہے ۔ اور لوگوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا" اس کا کہنا تھا کہ یہ دنیا کا عالم ہی اتنا بڑا ہے کہ اس کے بعد کسی اور عالم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ چنانچہ حضرت قبلہ کاظمی صاحب سے اس کا مناظرہ طے پایا ۔ حضور غزالی زماں کا وہ جوانی کا وقت تھا اور رام چندر عمر رسیدہ شخص تھا ۔ لوگ حیران تھے کہ یہ نوجوان رام چندر سے کیسے مناظرہ کریگا مگر حضرت قبلہ کاظمی صاحب نے میدانِ مناظرہ میں رام چندر کو ایسی عبرتناک شکست دی کہ سارا میدان نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے گونج اُٹھا ۔

حضور غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور میں مولانا ابوالاعلےٰ مودودی سے بھی مناظرہ ہوا جس میں حاضرین نے دیکھا کہ مودودی صاحب کو زبردست پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور بیچارے کو جان چھڑانی مشکل ہو رہی ہے ۔ مودودی صاحب کی آواز بڑی مشکل سے باہر نکلتی تھی ۔ اس مناظرہ کی مکمل تفصیل سے باخبر ہونے کیلئے رسالہ "مکالمہ کاظمی و مودودی" کا مطالعہ بے حد ضروری ہے ۔ ۔ ۔ ۔ مخالفین نے جب دیکھا کہ علامہ کاظمی صاحب کو میدانِ مناظرہ میں شکست دینا بہت مشکل ہے تو انہوں نے آپ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا چنانچہ آپ کو ایک گاؤں میں جو اسٹیشن سے کافی دور واقع تھا ۔ تقریر کی دعوت دی گئی ۔ آپ نے اس دعوت کو جذبۂ حق کیساتھ قبول فرمالیا ۔ اور جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو مخالفین نے اپنے منصوبے کے تحت آپ پر کلہاڑیوں سے حملہ کر دیا جس کی وجہ سے آپ شدید زخمی ہو گئے ۔ تین دنوں کے بعد آپ کو ملتان لایا گیا اور چھ ماہ تک آپ ہسپتال میں زیرِ علاج

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رہے۔ چونکہ قدرت نے ابھی آپ سے عظیم کام لینے تھے۔ اس لئے آپ مکمل طور پر شفایاب ہو گئے۔ اس بیماری کے دوران آپ نے فرمایا کہ مجھے قاتلانہ حملہ کا تو کوئی افسوس نہیں ہے۔ مگر یہ افسوس ضرور ہے کہ میں کوئی دینی ادارہ قائم نہ کر سکا اور یہ افسوس مجھے ساری زندگی رہے گا۔

مدرسہ انوار العلوم کا قیام حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم خواہش پر جناب منشی اللہ بخش صاحب نے دس ہزار روپے نقد اور ان کی اہلیہ محترمہ نے اپنے سونے کے کڑے آپ کی خدمت میں دار العلوم کے قیام کے لیے پیش کئے۔ خود آپ کی زوجہ محترمہ نے بھی اس عظیم مقصد کے لیے اپنا سارا زیور آپ کے حوالے کر دیا چنانچہ اس رقم سے ملتان شہر کے وسط میں ایک قطعہ زمین خرید کر اس پر "مدرسہ انوار العلوم" کے نام سے ایک عظیم الشان دار العلوم کی بنیاد رکھی گئی۔ مدرسہ انوار العلوم تشنگانِ علوم دینیہ کے لیے ابرِ کرم ثابت ہوا۔ اور طلبا دُور دُور سے آکر اپنی پیاس بجھانے لگے۔ اور حضور قبلہ کاظمی صاحب سے فیضیاب ہونے لگے۔ اور آج نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے کونے کونے میں حضرت غزالی زماں کے شاگرد دین متین کی خدمت کر رہے ہیں۔

حضرت قبلہ کاظمی صاحب خود عرصہ دراز تک مدرسہ انوار العلوم میں درس حدیث شریف دیتے رہے۔ آپ علم حدیث میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ حدیث کے اسرار و رموز کو جاننے اور پھر ان کو ظاہر کرنے میں آپ کو مکمل عبور حاصل تھا۔ اس سلسلے میں آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ پوری دنیا میں آپ جیسا "حدیث دان محدث" کوئی نہ تھا۔ یہ ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ جب حکومت کو اسلامی یونیورسٹی بہاولپور کے لیے شیخ الحدیث کی تلاش ہوئی تو ارباب اقتدار کی فوری اور پہلی نظر آپ پر پڑی اور آپ کو مجبور کیا کہ آپ یہ عہدہ قبول فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے تحفظ حقوق اہلسنت کی خاطر حکومت کی باربار درخواست پر یہ عہدہ قبول فرمالیا۔ اور ۱۹۶۳ء سے لیکر ۱۹۷۴ء تک تقریباً بارہ سال تک اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز رہے اور بعد کے حالات و واقعات نے ثابت کر دیا کہ آپ کا یہ فیصلہ بالکل صحیح اور درست تھا۔

تحریکِ پاکستان میں کردار

جب ۱۹۴۶ء میں تحریک پاکستان زوروں پر تھی اور مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے "لے کے رہیں پاکستان" کے پُرجوش نعرے لگا رہے تھے۔ تو اس وقت حضرت قبلہ کاظمی صاحب نے بھی تحریک پاکستان کے حق میں زبردست کوششیں فرمائیں۔ آپ نے اس موقع پر مسلم لیگ کے متعدد جلسوں سے خطاب کیا اور لوگوں کو نظریۂ پاکستان سے روشناس کرایا۔ ۱۹۴۶ء ہی میں آپ بنارس میں منعقد ہونے والے "آل انڈیا سُنی کانفرنس" میں شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں ہزاروں علمائے کرام و مشائخ اہلسنت نے شامل ہوکر "قرارداد پاکستان" کی توثیق کی۔ اور یہی کانفرنس بعد میں قیام پاکستان کی کامیابی میں سنگِ میل ثابت ہوئی۔ حضرت قبلہ کاظمی صاحب نے اکابرین اہلسنت حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی حضرت خواجہ قمرالدین صاحب سیالوی۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری حضرت مولانا عارف اللہ شاہ صاحب قادری۔ حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب بھرچونڈی شریف اور حضرت علامہ ابوالحسنات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ برصغیر کے مختلف مقامات پر جلسے کر کے رائے عامہ کو نظریہ پاکستان کے حق میں ہموار کیا۔ ۱۹۴۵ء میں آپ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو وہاں پر بھی آپ نے ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے "پاکستان کی اہمیت" پر روشنی ڈالی، حضور غزالی زمان رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں قائداعظم محمد علی جناح سے بھی ملاقات کی اور انہیں برصغیر کے مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کیا۔ آپ نے قیام پاکستان کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور اسے عوام الناس میں روشناس کرانے کے لیے اخبارات ورسائل میں متعدد مضامین بھی رقم فرمائے۔ الغرض تحریک پاکستان کے آپ ایک نامور مجاہد ہیں۔ اور قیام پاکستان کے لیے آپ کی عظیم مساعی وخدمات انتہائی قابل قدر ہیں۔

جمعیت علماء پاکستان

۱۹۴۷ء میں جب پاکستان ایک اسلامی مملکت کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر ابھرا تو حضرت قبلہ کاظمی صاحب نے محسوس کیا کہ یہ ملک اہلسنت وجماعت کی زبردست کوششوں سے معرض وجود میں آیا ہے۔ لیکن اہلسنت وجماعت میں اتحاد وتنظیم کا فقدان ہے تو آپ نے اہلسنت بریلوی کو متحد ومنظم کرنے کے لیے ۱۹۴۸ء میں "مدرسہ انوار العلوم ملتان" میں ملک بھر کے علماء ومشائخ کو مدعو کیا۔ اور اس میں "جمعیت علماء پاکستان" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ حضرت علامہ سید ابوالحسنات صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ اس کے پہلے مرکزی صدر اور حضرت قبلہ علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ موجودہ سیاسی دور میں "جمعیت علمائے پاکستان" کی اہمیت جس طرح ظاہر وواضح ہے وارباب نظر سے ہرگز

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہر گز مخفی نہیں اور حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی دور رس نگاہوں نے سالوں پہلے ہی اس اہمیت کو محسوس فرمالیا تھا۔ جس کی آپ کی شان وعظمت اور قدر ومنزلت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جماعت اہلسنّت و تنظیم المدارس

حضرت قبلہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اہلسنت و جماعت بریلوی کو ملک بھر میں منظم کرنے کے زبردست کوششیں کیں۔ آپ نے ہی اہلسنّت و جماعت کو ایک تنظیم "جماعت اہلسنت" میں منظم کیا۔ اور اس کے ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۸ء کے ایک اجلاس عام میں آپ مرکزی صدر منتخب ہوئے۔ آپ کی زیر قیادت ۱۶، ۱۷، ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ملتان شریف کے قلعہ کہنہ قاسم باغ پر ایک عظیم الشان "کل پاکستان سنی کانفرنس" منعقد ہوئی جس میں کم و بیش پندرہ لاکھ افراد شریک ہوئے۔ اس [illegible] کانفرنس میں ملک بھر سے مقتدر علماء کرام ومشائخ عظام نے بھی شرکت کی۔ یہ تاریخ ساز کانفرنس اہلسنّت وجماعت بریلوی کے حقوق کے تحفظ کے لیے سنگ میل ثابت ہوئی اور اس سے پورے ملک میں اہلسنّت جماعت کی یک جہتی کو فروغ حاصل ہوا۔ حضور قبلہ غزالی زماں ہی نے مسلک اہلسنت بریلوی سے تعلق رکھنے والے تمام دینی مدارس کو بھی ایک لڑی میں پرو کر "تنظیم المدارس" کی بنیاد رکھی اور ۲۸ نومبر ۱۹۷۸ء کو آپ اس کے پہلے مرکزی صدر منتخب ہوئے۔ اسی تنظیم المدارس کی سند سرکاری طور پر ایم اے کی ڈگری کے مساوی ہے۔ اور یہ سب حضرت قبلہ کاظمی صاحب فیض ہے۔ آپ اسلامی نظریاتی کونسل اور مرکزی زکوٰۃ کونسل کے رکن رہے ہیں جب

https://ataunnabi.blogspot.com/
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملک میں "وفاقی شرعی عدالت" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تو حکومت کی طرف سے آپ کو اس میں جج کے عہدے کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا۔ چنانچہ اس وقت آپ کے ایک فاضل شاگرد حضرت مفتی سید شجاعت علی صاحب قادری وفاقی شرعی عدالت کے جج کی حیثیت سے خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

تحریک ختم نبوت

حضرت قبلہ علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک ختم نبوت میں عظیم خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔ آپ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ پاکستان قائم ہونے کے فوراً بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سب سے پہلی قرارداد مسلم لیگ کے صوبائی کونسل کے اجلاس میں آپ ہی نے پیش کی۔ کیونکہ آپ اُس وقت مسلم لیگ کے صوبائی کونسلر تھے۔ اور یہ بات باقاعدہ جسٹس منیر انکواری رپورٹ میں موجود ہے۔ آج ہمارے ملک میں مرزائیوں کو سرکاری طور پر جو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے۔ اس مہم کے درحقیقت بانی آپ ہیں۔ اور اس کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔

آپ کا زورِ خطابت

حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک کامیاب مدرس و شیخ الحدیث تھے۔ بلکہ ایک زبردست شعلہ بیان مقرر بھی تھے۔ آپ کی تقریر لوگوں کے دلوں میں اُتر جاتی تھی۔ آپ کا اندازِ خطابت عام مقررین کی طرح محض جذباتی نہ تھا۔ بلکہ نہایت علمی و تحقیقی ہوتا تھا۔ آپ قرآن، حدیث، اور معرفت الٰہی کے مشکل ترین مضامین لوگوں کے سامنے اس انداز سے پیش کرتے کہ سننے والوں کے قلوب وادہا ایسے

ے آپ کا چند سال پہلے وصال ہو گیا ہے (راداری)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمام مسائل راسخ ہو جاتے تھے۔ آپ اپنے عہد کے سب بڑے مبلغ، سب سے بڑے مقرر، سب سے بڑے واعظ اور فنِ خطابت میں یکتائے روزگار تھے۔

ایک دفعہ آپ نے لاہور کے موچی دروازہ کے ایک جلسہ عام میں جس کی صدارت مفکرِ پاکستان علامہ اقبال کر رہے تھے۔ لفظ "محمد"، پہ عظیم الشان تقریر فرمائی۔ دورانِ تقریر حضرت کاظمی صاحب کی نگاہِ مبارک علامہ اقبال کے چہرے پہ پڑی تو آپ نے دیکھا کہ وہ زار و قطار رو رہے ہیں"۔ آپ نے جب تقریر ختم فرمائی تو علامہ اقبال نے آپ کو گلے سے لگا لیا اور کہنے لگے "کاظمی صاحب آپ کی تقریر نے ایمان تازہ کر دیا ہے۔"

حضرت قبلہ کاظمی صاحب ایک مرتبہ مدرسہ سراج العلوم خانپور ضلع رحیم یار خان میں "زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔ ہزاروں افراد کا مجمع تھا۔ لوگوں کی اور خود آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے کہ اسی اثناء میں آپ دورانِ تقریر اسٹیج سے نیچے گر پڑے۔ ہر شخص پہ رقت کا عالم طاری تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد با برکات میں لوگوں کی آنکھوں سے آنسو نہ تھمتے تھے۔ آپکی تقریر پُر تاثیر نے ایک عجیب سماں پیدا کر دیا تھا۔ مختصر یہ کہ آپ ایک منفرد اندازِ خطابت کے حامل تھے۔

آپ کی شاعری

حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بہت کم لوگوں کو یہ علم ہے کہ آپ زبردست عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایۂ شاعر بھی تھے۔ آپ کی شاعری حُسن و عشق اور بلبل و گل کے جھوٹے قصوں پہ مبنی نہیں تھی۔ بلکہ آپ کی شاعری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور علیہ السلام کی صفت وثنا تک محدود تھی۔ جس طرح آپ کی نثر بلند پایہ ہے۔ اسی طرح آپ کا نعتیہ کلام بھی نہایت اعلیٰ درجے کا ہے۔ ذیل میں آپ کی ایک نعت شریف کے چند اشعار نمونہ کلام کے طور پر درج کئے جاتے ہیں

کیا شان شہنشاہ کونین نے پائی ہے ۔۔۔ ختم آپکی ہستی پہ ہر ایک بڑائی ہے

ہر ایک فضیلت کے ہیں مظہر کامل وہ ۔۔۔ کیا ذات شہ والا خالق نے بنائی ہے

کوئی اُن کے برابر ہو کوئی اُنکے مماثل ہو ۔۔۔ ایسی تو کوئی ہستی آیکی نہ آئی ہے

جنت کا تصور اب کیا آئے مرے دل میں ۔۔۔ تصویر مدینے کی آنکھوں میں سمائی ہے

آزاد دو عالم ہے وہ کاظمی مسکیں ۔۔۔ آقا نے دو عالم سے لو جس نے لگائی ہے

آپ کی تصانیف

"تالیف و تصنیف" حضرت قبلہ غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کا ایک محبوب ترین مشغلہ تھا۔ آپ نے عدیم الفرصتی کے باوجود بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اور قرآن پاک کا ترجمہ بھی مکمل کیا جو آپ کے وصال شریف کے بعد طبع ہو کر منظر عام پر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصنیف و تالیف کی اعلیٰ ترین صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا تھا۔ آپ کے قلم میں بڑی روانی اور آپ کو لکھنے میں بڑی مہارت تھی۔ آپ کی مطبوعہ چند تصانیف کے نام یہ ہیں۔

۱۔ تسبیح الرحمان عن الکذب والنقصان ۲۔ مزیلۃ النزاع عن مسئلۃ السماع۔ ۳۔ تسکین الخواطر ۴۔ معراج النبی۔ ۵۔ حیات النبی۔ ۶۔ تقریر منیر۔ ۷۔ حجیت حدیث۔ ۸۔ مکالمہ کاظمی و مودودی ۹۔ تحقیق قربانی۔ ۱۰۔ کتاب التراویح۔ ۱۱۔ نفی التطوّع۔ ۱۲۔ الحق المبین۔ ۱۳۔ التحریر ۱۴۔ اسلام اور سوشلزم۔ ۱۵۔ اسلام اور عیسائیت۔ ۱۶۔ اسلامی معاشرے میں طلباء کا کردار۔ ۱۷۔ التبشیر برد التحزیر ۱۸۔ میلاد النبی ۱۹۔ فتویٰ حنفی ۲۰۔ آئینہ مودودیت۔ ۲۱۔ النبی کا صحیح معنی و مفہوم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علاوہ ازیں آپ کی چند ایمان افروز تقاریر بھی کتابی شکل میں چھپ چکی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکی ہر تقریر ایک مستقل تصنیف کا کام دیتی ہے۔ چند مطبوعہ تقاریر یہ ہیں: عبادت و استعانت توحید اور شرک، مقصود کائنات، ۴۔ مقام ولایت، ۵۔ خیر و شر، ۶۔ مقام نبوت، ۷۔ عرفان ربانی کی ناطق دلیل

آپ کا وصال

حضرت قبلہ غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۲۵ رمضان المبارک کو عین اس وقت ہوا جب آپ روزہ افطار کرنے کے بعد نماز مغرب کی ادائیگی کی تیاری فرما رہے تھے۔ اس دن آپنے مغرب کی آذان تک تدریس حدیث کا سلسلہ جاری رکھا۔ مغرب کی اذان سنی۔ روزہ افطار کیا۔ اپنے فرزند اکبر حضرت سید مظہر سعید صاحب کاظمی سے فرمایا کہ میرا وضو تو ہے لیکن بہتر ہے کہ نیا وضو کر لوں۔ چنانچہ انکے کندھوں پر ہاتھ مبارک رکھا۔ سہارا لے کر اٹھے پھر بیٹھ گئے کلمہ شہادت پڑھا اور آنکھ جھپکنے کی دیر میں جان جان آفریں کی بارگاہ میں پیش کر دی (انا للہ وانا الیہ راجعون)، آپکی رحلت کی اندوہناک خبر جنگل کی آگ کی طرح فوراً پورے ملک میں پھیل گئی۔ اور ملک بھر سے آپکے مرید و عقیدتمند اشکبار آنکھوں سے ملتان پہنچنا شروع ہو گئے، آپکے وصال پُرملال پر آپکے صاحبزادوں کی حالت انتہائی غیر تھی اور انہوں نے بڑی مشکل سے اپنے آپکو سنبھال رکھا تھا صاحبزادہ سید سجاد سعید کاظمی کو جنازہ کے جلوس کے راستے میں کئی بار غشی کے دورے پڑے۔ آپکی نماز جنازہ میں زیادہ تاخیر اس وجہ سے بھی ہوئی کہ آپکے عقیدتمند جنازے کی چارپائی سے الگ ہونے سے تیار نہ تھے۔ جب آپ کا آخری دیدار کرایا گیا تو یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ اپنے حسین و جمیل چہرے کی پوری نورانیت کے ساتھ نہایت سکون سے آرام فرما رہے ہیں ؎

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

آپکی نماز جنازہ ملتان کے اسپورٹس گراؤنڈ میں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت پروفیسر سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ نے پڑھائی۔ آپ کی نماز جنازہ میں بے پناہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہجوم تھا۔ اور پاؤں رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ بعض مقامی معمر افراد نے بتایا کہ انہوں نے آج تک کسی بھی شخصیت کے جنازے میں اتنا بڑا زبردست ہجوم نہیں دیکھا۔ آپ کو ملتان شریف کی تاریخی عیدگاہ میں نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ سپردِ خاک کیا گیا۔ جہاں آپ کا مزارِ پُر انوار آج بھی مرجع خواص و عوام ہے اور لوگ دور دور سے جوق در جوق آ کر آج بھی اپنے دامنوں کو گوہرِ مراد سے بھر رہے ہیں۔

ابرِ رحمت اُنکے مرقد پہ گوہر باری کرے ۔۔ حشر میں شانِ کریمی ناز برداری کرے

اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض و برکات سے عالمِ اسلام کو ہمیشہ ہمیشہ مستفید فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلٰغ المبین ؎

تحریر کنندہ

سگِ مدینہ یادِ کاظمی

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

۱۴ اپریل ۱۹۹۳ء

توجہ فرمائیں۔

قرآن پاک کا صحیح مفہوم جاننے کے لئے یا تو ترجمہ قرآن "کنز الایمان" پڑھئے یا "ترجمہ غزالی زمان" پڑھئے!

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شان و کرامات کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

مُرتّب

حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب

خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شان و کراماتِ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

تمہید غزالیِ زماں رازیِ دوراں قطب الاقطاب امام اہلسنت پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت قبلہ علامہ پیر سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (ملتان شریف) کی ذاتِ گرامی ہرگز محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کی عظیم شخصیت کا تعارف کرانا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ آپکے شاگرد اور مرید بلاشبہ لاکھوں کی تعداد میں پوری دنیا میں اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ نہ صرف عظیم دینی پیشوا ہیں بلکہ ایک زبردست روحانی شخصیت بھی ہیں۔

جو شخص چند منٹوں کیلئے آپ کی صحبت میں بیٹھا وہ آپ کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے گرویدہ ہوگیا۔ آپکی محفل میں بیٹھنے والے ہر شخص کا خیال ہوتا تھا کہ آپ سب سے زیادہ توجہ مجھ پر فرمارہے ہیں۔

غرضیکہ آپ ہمہ صفت موصوف شخصیت ہیں۔ ذیل میں آپ کی شان وعظمت کے چند واقعات اور آپ کی چند کرامتیں تحریر کی جاتی ہیں تاکہ عوام الناس ان سے کما حقہٗ روشناس ہوسکیں اور آپ کے علوِ مرتبت کا اندازہ کرسکیں۔

عظمت حضور غزالیِ زماں رحمۃ اللہ علیہ جب جامعہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں شیخ الحدیث کے مرتبہ پر فائز تھے تو ان دنوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جامعہ کے نگران اعلیٰ سید حامد حسن بلگرامی تھے۔ بعد میں آپ واپس ملتان تشریف لے آئے اور بلگرامی صاحب سعودی عرب چلے گئے۔ وہ چونکہ آج تک کسی کے مرید نہیں ہوئے تھے اس لیئے بار بار روضۂ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوتے تھے پیر کیلئے دعا کی درخواست پیش کرتے آخر ایک رات قسمت جاگ اٹھی اور خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم کاظمی صاحب کے مرید بن جاؤ۔ وہ فوری طور پر سعودی عرب سے دوڑے اور ملتان میں آکر آپ کے قدموں میں گر سے اور آپ کے مرید بن گئے اور اس طرح کل کا حاکم آج کا خادم بن گیا۔

کرامت مولانا عبدالرزاق صاحب سیت پور ضلع منظفر گڑھ بیان کرتے ہیں کہ میرا طالب علمی کا زمانہ تھا اور میں آپ کے ساتھ ایک جلسہ پہ گیا ہوا تھا۔ جب آپکی واپسی ہوئی تو راستے میں نمازِ عصر کا وقت ہو گیا۔

حضورِ غزالیِ زماں نے ارشاد فرمایا کہ نماز ادا کرلیں پھر چلتے ہیں۔ میں نے عرض کی۔ حضور، گاڑی کا وقت ہوچکا ہے آپ گاڑی میں نماز ادا فرما لینا۔ آپنے فرمایا۔ تم بے فکر رہو گاڑی نہیں جائے گی۔

پھر آپ نے نہایت اطمینان سے نماز ادا فرمائی اور نماز ادا کر کے سیدھا اسٹیشن کی طرف جانے کی بجائے ایک جنگل کا راستہ اختیار کرتے ہوئے ریلوے لائن کی طرف چل پڑے۔

جب ریلوے اسٹیشن کے پاس پہنچے تو گاڑی رکی ہوئی تھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ بسم اللہ شریف پڑھ کر گاڑی میں سوار ہوئے تو گاڑی چل پڑی اور اس طرح ہم ملتان پہنچ گئے۔

عظمت مولانا غلام شبیر صاحب احمد پور شرقیہ بیان کرتے ہیں کہ حضور غزالیِ زماں کے وصال کے بعد میری مدینہ طیبہ میں حاضری ہوئی۔ میری خواہش تھی کہ میں ہر وقت مواجہہ شریف میں حاضر رہوں اور وہیں بیٹھا رہوں لیکن جب وہاں جاکر بیٹھا تو حکومت کے ایک کارندے نے مجھے آکر وہاں سے اٹھا دیا۔ دوسرے دن پھر بھی معاملہ پیش آیا۔ میں اس سے بہت پریشان ہوا کہ یہ لوگ اب روز مجھے تنگ کریں گے اور مواجہہ شریف کی حاضری سے محروم رکھیں گے۔ چنانچہ میں پریشان ہوکر مسجد نبوی کے ایک کونے میں دور جاکر سر گھٹنوں میں چھپا کر بیٹھ گیا۔

پھر وہیں مجھے نیند آگئی تو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا۔ تم کاظمی صاحب کے مرید ہو۔ تمہیں کس کا ڈر ہے۔ تم میرے قدموں کی طرف آکر بیٹھو۔ اب تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔

چنانچہ میں نڈر ہوکر آپ کے قدموں کی جانب جاکر بیٹھ گیا اور کسی کارندے نے اس کے بعد مجھے کبھی بھی کچھ نہ کہا۔

کرامت حافظ محمد امین صاحب خطیب مسجد الحسنین اوچ شریف بیان کرتے ہیں کہ، مولوی غلام اکبر کی عمر تقریباً پچیس سال تھی اور حجام کا کام کیا کرتا تھا۔ وہ حضور غزالیِ زماں رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا اور عرض کی حضور مجھے دینی تعلیم کا بڑا شوق ہے۔ آپ نے اس کے حق میں دعا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائی اور اس نے مدرسہ انوار العلوم ملتان میں داخلہ لے کر پڑھنا شروع کر دیا جب پڑھ کر فارغ ہوا اور دستار بندی بھی ہو گئی تو سیت پور آیا اور بستی کالا میں امام مسجد متعین ہو گیا۔ ایک دن حضور غزالیِ زماں کی سیت پور میں دن کے وقت تقریر تھی اور مولوی غلام اکبر بستی کالا میں دن کے وقت سے سویا ہوا تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ حضور غزالیِ زماں فرما رہے ہیں کہ میں تمہارے شہر میں آیا ہوا ہوں اور تم سوئے ہوئے ہو۔

مولوی غلام اکبر کا بیان ہے کہ میری اسی وقت فوراً آنکھ کھل گئی اور میں سائیکل پر سیت پور پہنچا تو آپ اس وقت خطاب فرما رہے تھے۔ تقریر کے بعد جب میں قدم بوس ہوا تو آپ نے فرمایا۔ مولانا آپ خود نہیں آئے۔ آپکو بلایا گیا ہے۔ مولوی غلام اکبر یہ سن کر زاروقطار رونے لگا۔

عظمت حضرت مولانا گل محمد شاہ صاحب مرحوم قادر پور تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان اپنے وقت کے کاملین میں تھے۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ حضرت غزالیِ زماں آ کر پڑھائیں۔

چنانچہ ان کے وصال کے بعد آپ قادر پور تشریف لے گئے اور انکا جنازہ پڑھایا۔ یہی مولانا گل محمد شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جس نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنا ہو وہ غزالیِ زماں کو دیکھ لے اور جس نے حضور غوث اعظم کی تقریر سننی ہو وہ آپ کی تقریر سن لے

کرامت آپ کی اس کرامت کا راوی فقیر محمد حنیف اختر خود ہے اور "حلفاً" بیان کرتا ہے کہ "آج سے تقریباً سات سال قبل ملتان شریف کی بستی شاہ اشرف میں میری ساس محترمہ کا انتقال ہوا۔ میں ان کے چالیسویں میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خانیوال سے صبح ۱۰ بجے ملتان پہنچا۔ ختم شریف کا پروگرام بعد نمازِ عصر تھا۔ تقریباً ساڑھے گیارہ بجے مجھے بخار چڑھ گیا اور رفتہ رفتہ بخار اتنا شدید ہوا کہ ٹمپریچر اندازاً ایک سو چار تک جا پہنچا۔

چالیسویں کے سارے انتظامات میرے ذمہ تھے اور سخت بخار سے مجھ پر بے ہوشی کا عالم طاری ہو گیا۔ میں نے گھر والوں سے کہا کہ مجھے کسی علیحدہ کمرے میں چارپائی ڈال کر لٹا دو جس میں اور کوئی نہ ہو۔ چنانچہ مجھے ایک کمرے میں چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ اسی وقت مجھ پر مدہوشی اور غنودگی طاری ہو گئی۔

اس وقت میں نے اپنے پیر و مرشد حضور غزالیِ زماں کو پکارا کہ حضور! یہ میرے ساتھ اچانک کیا ہو گیا ہے۔ میں ایک نیکی کے کام پر آیا تھا اور یہاں آ کر بخار سے نڈھال ہو گیا ہوں۔ حضور۔ آپ ہی میری دستگیری فرمائیں اور مجھے اس مرض سے نجات دلائیں۔

اتنا عرض کرنے کی دیر تھی کہ واللہ اسی وقت میرے پیر و مرشد اپنے دو مریدوں کے ہمراہ میرے پاس تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا۔ بیٹا گھبرا کیوں گیا ہے۔ یہ بخار ابھی اُتر جائے گا۔

اس کے بعد آپ نے میرے جسم پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اور واپس تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب میری غنودگی ختم ہوئی تو میرا بخار بالکل ختم ہو چکا تھا اور میں بالکل تندرست ہو چکا تھا۔"

عظمت مولانا محمد شفیع گولڑوی بیان کرتے ہیں کہ "ایک صاحب ایک خط لایا جس پر لکھا ہوا سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کس زبان میں ہے اور کیا لکھا ہے؟ حضور غزالیِ زماں رحمۃ اللہ علیہ اس دن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گھر کے اندر تشریف فرما تھے۔ انہوں نے وہ خط اندر بھجوا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب باہر تشریف لائے اور خط لانے والے کو فوراً مرید کر لیا۔ پھر جب حضرت صاحب اندر تشریف لے گئے تو میں نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ سب کیا ماجرا ہے۔

انہوں نے بتایا کہ وہ پیر کی تلاش میں عرصہ سے سرگرداں تھے۔ اسی سلسلے میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضر ہو کر کافی عرصہ معتکف رہے۔ یہاں تک کہ ایک دن حضرت بابا صاحب نے زیارت کرائی اور بتایا کہ تمہارا مطلب ملتان میں کاظمی صاحب کے پاس ہے۔ انہوں نے اپنی ناواقفیت کا اظہار کیا اور کوئی نشانی چاہی تو حضرت بابا صاحب نے کاغذ پر کچھ لکھ کر دیا۔

اور وہ لکھائی نہ پڑھی جاتی تھی اور نہ سمجھ میں آتی تھی۔ چنانچہ وہ رقعہ لے کر میں حضرت کاظمی صاحب کے پاس حاضر ہوا اور آپ نے مجھے فوراً اپنی غلامی میں لے لیا۔"

کرامت جناب سید فتح محمد شاہ صاحب بستی جہانپور تحصیل میلسی کے رہنے والے ہیں۔ حضرت قبلہ کاظمی صاحب کے شاگرد، مرید اور خلیفہ مجاز ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ "سندھ میں میرا ایک مرید تھا جو سورۂ مزمل کا وظیفہ کیا کرتا تھا۔

میں نے اسے منع کیا کہ وہ یہ وظیفہ چھوڑ دے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔ اس نے وظیفہ نہ چھوڑا اور نتیجۃً چند دنوں کے بعد وہ دیوانہ ہو گیا اور اس کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ اس نے بہت علاج

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرایا لیکن کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ ایک رات دیوانگی کی حالت میں سویا لیکن جب صبح اٹھا تو وہ بالکل صحیح اور تندرست ہو چکا تھا۔ اُس سے پوچھا گیا کہ تو صحیح کیسے ہو گیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے اور تو کوئی پتہ نہیں صرف رات کو دو بزرگ ایک حضرت قبلہ پیر کاظمی صاحب اور دوسرے ان کے پیر و مرشد میرے پاس تشریف لائے اور ان کی زیارت سے میری بیماری چلی گئی۔

عظمت

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر ایک بیمار شخص عرصہ دراز سے بیٹھا رہتا تھا لیکن اُس کی بیماری دور نہیں ہو رہی تھی۔ خلیفہ غلام شبیر صاحب اُس کو لے کر آئے اور بیان کیا کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے اسے رات کو زیارت کرائی ہے اور فرمایا ہے کہ صبح کاظمی صاحب یہاں تشریف لا رہے ہیں۔ تم ان سے تعویذ لے لینا۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔

چنانچہ قبلہ کاظمی صاحب نے اُسے تعویذ دے دیا اور اس کے بعد اُسے کسی نے مزار پر بیٹھا ہوا نہیں دیکھا۔

کرامت

مولوی عبدالکریم سعیدی موضع خانوالہ ضلع مظفر گڑھ بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی کو دل کا دورہ پڑتا تھا۔ میں نے اس کا کافی علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار میں علاج کیلئے اسے کراچی لے گیا۔ وہاں بھی بڑا علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا۔ جب علاج کرا کرا کر تنگ آ گیا تو ایک رات سوتے ہوئے اپنے پیر و مرشد قبلہ کاظمی صاحب کو مدد کے لئے پکارا اور عرض کی۔ حضور میری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیوی بیمار ہے. کوئی علاج فائدہ نہیں دیتا۔ لِلّٰہ آپ نگاہِ ولایت سے فیض پہنچائیں۔ یہ کہتے کہتے آنکھ لگ گئی. مرشدِ کریم کا دیدار ہوا اور آپ نے فرمایا: تو پریشان نہ ہو. تیرے گھر والوں کو تو کچھ بھی نہیں ہے. اُس دن کے بعد میری بیوی کو کبھی بھی دورہ نہیں پڑا۔

عظمت حضرت طیب پاشاہ صاحب جھنگ کے رہنے والے ایک بہت بڑے بزرگ تھے اور مدینہ طیبہ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے. آپ جب حضور علیہ السلام کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر نعت شریف پڑھتے تو حکم ہوتا کہ "اور سُناؤ" وہ حضرت قبلہ کاظمی صاحب کے ہاں ملاقات کیلئے اکثر آیا کرتے تھے۔

حضور غزالیٔ زماں کے وصال کے بعد آپکی تعزیت کیلئے جب ملتان تشریف لائے تو فرمایا کہ ہمیں تو کاظمی صاحب کی وفات کا مدینہ شریف میں ہی پتہ چل گیا تھا۔ اور پتہ اسطرح چلا کہ ایک دن میں مغرب کی نماز پڑھ کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ اقدس میں حاضر ہوا اور سورۃ یٰسین پڑھ کر اُسکا ثواب آپکی نذر کیا تو میں نے اپنی آنکھوں سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے ساتھ حضرت غزالیٔ زماں کو بیٹھا ہوا پایا حالانکہ اسطرح میں نے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھا تھا۔

کرامت مولانا فیض احمد اویسی خطیب دربار حضرت جلال الدین بادشاہ بیان کرتے ہیں کہ "ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ حضرت قبلہ کاظمی صاحب دودھ تقسیم فرما رہے ہیں. مجھے آپ نے دو گلاس دودھ عطا فرمایا جو میں نے پی لیا. دوسرے دن مجھے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملتان جانا پڑ گیا۔ جب آپ کے درِ دولت پر پہنچا تو آپ کے پاس چند مُرید موجود تھے اور آپ اُن میں دودھ کی لسی تقسیم فرما رہے تھے۔ قدم بوسی کے بعد میں بیٹھ گیا تو آپ نے مجھے دو گلاس عطا فرمائے۔

مجھے رات والا خواب کا واقعہ یاد آگیا۔ یہ واقعہ ابھی دل میں آیا ہی تھا کہ حضورِ غزالیِ زماں مسکرا کر فرمانے لگے کہ میں آپ کو تو دو گلاس ہی پلایا کرتا ہوں۔

عظمت

حضرت قبلہ محمد شاہ صاحب محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ آپ کو جب بھی کوئی ملتان میں بلاتا تو آپ صاحبِ دعوت کو حکم دیتے کہ علامہ کاظمی صاحب کو ضرور بلائیں۔

اگر یہ دونوں بزرگ کہیں ملتان اکٹھے ہوتے اور کوئی شخص مُرید ہونے کیلئے آتا تو حضرت محدث کچھوچھوی رغبت دلاتے کہ کاظمی صاحب کا مرید ہو جا۔ یہ بہت بزرگ اور کامل ہیں۔ اور قبلہ کاظمی صاحب رغبت دلاتے کہ اِن کا مُرید ہو جا۔ یہ بہت بزرگ اور کامل ہیں۔

ایک دفعہ حضرت محدث صاحب ملتان کے ایک جلسہ پر تشریف لائے اور فرمایا۔ ملتان والو۔ تمہیں مبارک ہو۔ حضرت کاظمی صاحب کا وجود تمہارے لئے فتح کا نشان ہے اور آپ اسلام کے چمکتے ہوئے آفتاب ہیں۔

کرامت

حضرت مولانا خورشید احمد صاحب ظاہر پیر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جس کا نام سلطان احمد تھا بیمار تھا اور اسے قولنج کا مرض تھا۔ کافی عرصہ علاج کراتا رہا مگر آخر کار ڈاکٹروں نے جواب دے دیا اور لاعلاج قرار دے دیا۔ گھر والے اُسے اُچشریف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شہر سے چارپائی پر لٹائے واپس گھر لے آئے۔ جب سلطان احمد کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں نے مجھے جواب دے دیا ہے تو اس نے اپنے پیر و مرشد حضور قبلہ کاظمی صاحب کو پکارا اور عرض کی حضور! اب میں کہاں جاؤں۔ ڈاکٹروں نے تو جواب دے دیا ہے۔ کیا آپ بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ التجا کرتے کرتے آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ قبلہ کاظمی صاحب ایک قبرستان میں بالٹی لئے ہوئے پانی سے چھڑکاؤ کر رہے ہیں۔ میں نے دوڑ کر قدم بوسی کی اور عرض کی۔

حضور! میں بیمار ہوں للہ کرم کیجئے۔ آپ نے انگلی سے اشارے سے فرمایا کہ وہ دیکھو۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا خان بیٹھے ہیں ان سے کہو۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ایک قبر کے سرہانے قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے۔

میں نے عرض کی۔ حضور۔ میں تو آپ کا خادم اور آپ کا غلام ہوں میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میں ان سے کیوں کہوں؟ تو اس وقت حضور قبلہ کاظمی صاحب نے چلو میں پانی لے کر میرے منہ پر چھڑکا میری اسی وقت سے آنکھ کھل گئی۔

دیکھا تو پانی کے قطرے منہ پر تھے اور ساری بیماری ختم ہو چکی تھی۔

عظمت حضرت مولانا خورشید احمد صاحب خطیب پیر والے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت قبلہ صاحب نے ملتان میں مدرسہ انوار العلوم کی بنیاد رکھی تو مجھے حکم دیا کہ تم اپنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیر و مرشد حضرت قبلہ شاہ جمالی صاحب کی خدمت میں جا کر میری طرف عرض کرو کہ مدرسہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ اس کو عافیت کے ساتھ مکمل کرنے کا موقع بخشے اور اس کو چشمۂ فیض بنا دے۔

آپ کا بیان ہے کہ جب میں نے اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ میں جا کر یہ پیغام دیا تو آپ نے ذوق میں آکر فرمایا کہ قبلہ کاظمی صاحب کی خدمت میں جا کر عرض کرنا کہ آپ کا مدرسہ تو مکمل ہو گیا مگر آپ اپنا پہلا شاگرد مجھے سمجھنا اور رجسٹر میں میرا نام ضرور لکھ لینا۔ اہلِ علم ہی اس جواب کی لذت و چاشنی کو محسوس کر سکتے ہیں۔

کرامت سید محمد حسین صاحب لوٹہرہ شرقی ضلع راجن پور کا بیان ہے کہ " جنرل ضیاء کے دور میں ایک وزیر نے میرے بھائی اور بھتیجے پر فراڈ کا جھوٹا مقدمہ قائم کرا دیا۔

یہ مقدمہ ملتان کی فوجی عدالت میں زیرِ سماعت تھا۔ میں حضور غزالیِ زماں کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے واقعہ سُن کر فرمایا۔ شاہ صاحب آپ فکر نہ کریں۔ انہیں کچھ نہیں ہو گا۔

صبح جب وہ عدالت میں پیش ہوئے تو میجر صاحب دیکھتے ہی کہنے لگے کہ یہ سب بناوٹ ہے۔ اور مقدمہ جھوٹا ہے۔ انہیں چھوڑ دو۔ جب میرے بھائی اور بھتیجے سے بری ہونے کے بعد حالات پوچھے گئے تو انہوں نے بتایا کہ گذشتہ رات حضور غزالی زماں نے ہمیں اپنی زیارت کرائی اور خود ہمارے ہاتھ کی ہتھکڑیاں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھولیں۔ یہ فقط انہی کی نگاہِ کرم کا فیض ہے کہ فوجی عدالت نے بغیر کچھ پوچھے ہمیں بری کر دیا۔

خاتمہ

حضور قبلہ پیر و مرشد کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت و عظمت کے چند واقعات آپ نے ملاحظہ فرمائے اور آپ کی کچھ کرامتیں بھی آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔

یہ سب واقعات اور کرامتیں مختلف کتابچوں اور رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں اور میں نے ان کو چند جگہوں سے نقل کر کے یکجا شائع کر دیا ہے۔

ان واقعات سے آپ سب حضرات میرے پیر و مرشد کی رفعتِ شان اور علوِ مرتبت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے قبلہ پیر کاظمی صاحب آج بھی فیض کے خزانے لٹا رہے ہیں اور لوگ قیامت تک آپ سے فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم غلاموں کو اپنے پیر و مرشد کا خصوصی فیض عطا فرمائے اور ہم سب کو آپ کا سچا غلام و نیاز مند بنائے۔ آمین۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ۔

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال

خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال

یکم اگست ۱۹۹۹ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحریک ختم نبوت

اور

حضرت غزالی زماں

مصنف

مجاہد اہلسنت
حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب صدر بزم سعید
خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحریک ختم نبوت اور حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ★ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید قارئین کرام! پہلے بھی "تاریخی حقائق" کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا گیا تھا جسمیں قادیانیوں کے خلاف علماء ومشائخ اہلسنّت وجماعت بریلوی کی تحریری وتبلیغی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی گئی تھی اور یہ واضح کیا گیا تھا کہ اس سلسلے میں اُن کی مساعی انتہائی شاندار و قابلِ قدر ہیں۔

یہ رسالہ بہت پسند کیا گیا اور نہ صرف اپنوں بلکہ مخالفین نے بھی اس کی بہت تعریف کی۔

اب اسی سلسلے میں یہ دوسرا حصہ شائع کیا جا رہا ہے جسمیں حضور غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں بیہقیٔ وقت سند المحدثین قطبُ الاقطاب سیدی ومرشدی حضرت قبلہ پیر علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (ملتان شریف) کی تحریکِ ختم نبوت میں زبردست اور بے مثال مجاہدانہ کردار پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

رازیٔ دوراں حضور غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم مفسر، بے مثال محدث، زبردست فقیہہ اور شاندار ادیب تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء میں مراد آباد ہندوستان کے مضافاتی شہر "امروہہ" میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا نام حضرت قبلہ سید مختار احمد صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ کا سلسلہ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے اور اسی نسبت سے آپکو کاظمی کہا جاتا ہے۔ آپ نے سترہ سال کی عمر میں تمام علوم و فنون میں مکمل دسترس حاصل کر کے سند فراغت حاصل کر لی۔

آپ نے اپنے برادر مکرم حضرت قبلہ سید محمد خلیل صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور چاروں سلسلوں میں اجازت و خلافت حاصل کی۔

پھر کچھ عرصہ اپنے شیخ طریقت کی سرپرستی میں مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ میں تدریس کی۔ بعد میں اوکاڑہ آپ تشریف لائے اور اڑھائی سال تک وہاں رہے اور مسلک اہلسنت وجماعت کا ایسا بول بالا کیا کہ اوکاڑہ کے در و دیوار عظمت رسول کے نعروں سے گونجنے لگے۔

اور ماہ نومبر ۱۹۳۵ء میں آپ ملتان تشریف لائے اور تادم آخر یہیں پر تشریف فرما رہے۔ تبحر علمی کے ساتھ ساتھ آپ کے اعلیٰ اخلاق کا یہ عالم تھا کہ آپ سراپا تسلیم و رضا، پیکر اخلاص و وفا، مجسمہ عجز و انکسار اور منبع جود و سخا تھے۔ آپ کی خدمت میں بیٹھنے والا ہر شخص یہ تصور کرتا تھا کہ مجھ سے زیادہ آپ کسی پر مہربان نہیں ہیں۔

علمی خدمات

حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ علم کے بحر بیکراں تھے۔ آپ تفسیر، حدیث، فلسفہ، منطق، صرف، نحو، معانی اور ادب عربی کی جو کتاب بھی پڑھاتے اُس کی بلندیوں اور گہرائیوں سے اتنے واقف ہوتے کہ شاید ہی کوئی اس مقام پر نظر آ سکے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مثال کے طور پر ایک مرتبہ طلباء کو دورۂ حدیث پڑھا رہے تھے کہ اس حدیث شریف پر پہنچے کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ دو قبروں پر آپکا گزر ہوا۔ آپ ٹھہر گئے اور فرمایا کہ ان دو قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک غیبت کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

پھر آپ نے ایک سرسبز ٹہنی لی اور دو ٹکڑے کر کے دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ ٹہنیاں سرسبز رہیں گی ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی"

اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ" اس حدیث پاک سے بہت سے مسائل معلوم ہوتے۔ ۱۔ غیبت اور پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا عذاب قبر کا سبب بنتا ہے۔ ۲۔ کسی ہری اور سرسبز چیز کا قبر پر رکھنا عذاب میں تخفیف کا سبب ہوتا ہے۔ ۳۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں عالم برزخ کا مشاہدہ کر سکتی ہے اسی لئے تو آپ نے قبر والوں کے عذاب کو دیکھ لیا۔ ۴۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس وجہ سے قبر میں عذاب ہو رہا ہو آپ اس سے بھی واقف ہیں۔ ۵۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ قبر والوں کے کام بھی آ سکتے ہیں۔ ۶۔ اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ آپ عالم دنیا میں رہتے ہوتے عالم برزخ سے واقف ہیں اور ان کے کام بھی آ رہے ہیں اسی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرح جب آپ عالم برزخ میں ہوں گے تو دنیا والوں کے بھی کام آئیں گے۔

سیاسی خدمات

حضرت قبلہ علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک پاکستان میں اکابرین ملت کے شانہ بشانہ کام کیا اور مسلم لیگ کے سٹیج سے قیام پاکستان کے لئے جلسے کئے۔

اس کے بعد آپ نے ملک و ملت کی بہتری کیلئے ہر تحریک میں بھر پور حصہ لیا۔ وہ دستور پاکستان کی تیاری ہو یا ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت، مہاجرین کی امداد ہو یا سیلاب زدگان کی معاونت، مجاہدین کشمیر کی سرپرستی ہو یا تحریک نظام مصطفٰے ہو۔

ملک کا کوئی رفاہی کام ہو۔ یا معاشرتی و سماجی خدمت ہو۔ آپ نے ہر تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور ہر مہم میں بے مثال قائدانہ کردار ادا کیا۔

اسی طرح اہلسنت و جماعت کی سیاسی جماعت "جمعیت علمائے پاکستان" کا قیام ہو یا غیر سیاسی مذہبی تنظیم "جماعت اہلسنت" کی تشکیل، مدارس اہلسنت کے نمائندہ بورڈ "تنظیم المدارس" کی ترتیب ہو یا انجمن طلباء اسلام کی تاسیس یا سنی کانفرنس ۱۹۷۸ء کا انعقاد ہو یا تبلیغی تحریک دعوت اسلامی کا آغاز ہو ہر جگہ ابتدائی محرک، منتظم یا سرپرست ہونے کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ آپ تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر میں بھی بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ کی یادگار تصانیف میں سے شاہکار ترجمہ القرآن "البیان"، تفسیر پارہ اول"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

التبیان نے، مجموعہ صد احادیث، حجیت حدیث، میلاد النبی، معراج النبی، حیات النبی، ظل النبی، گستاخ رسول کی سزا قتل اور رسالہ اثبات سے السماع، الحق المبین سمیت اور بہت سی کتابیں و رسائل ہیں جو بار بار چھپ چکے ہیں۔

تحریکِ ختمِ نبوت سے حضور غزالیِ زماں رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھی بے مثال خدمات سرانجام دیے۔ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ابھی میں کمسن تھا اور میری داڑھی بھی نہیں اتری تھی کہ میں قادیان گیا اور قادیانی علماء سے مناظرہ کیا۔

میں نے اُن سے کہا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان بنایا۔ فاکملھا فاحسنھا۔ اس نے اسے مکمل اور حسین بنایا مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں اور اس کے حسنِ تعمیر پر تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاش یہ اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں۔" میں نے قادیانی علماء سے پوچھا کہ نبوت کی عمارت میں فقط ایک اینٹ کی گنجائش تھی۔ جسے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پُر کیا۔ اب تم بتاؤ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کہاں ڈالو گے؟

وہ سب سوچ میں پڑ گئے۔ پھر ان میں سے ایک بولا۔ عزیز۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بات یہ ہے کہ جب عمارت بنائی جاتی ہے تو اُس کا پلستر بھی کیا جاتا ہے تو ہم مرزا صاحب کا پلستر کر دیئے گئے۔ میں نے کہا کہ تم مرزا صاحب کا پلستر بھی نہیں کر سکتے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا۔ فاکملھا۔ بنانے والے نے عمارت کو مکمل کر دیا اور پلستر کے بغیر عمارت مکمل نہیں ہو سکتی۔

پھر ایک اور نے ہمت کی اور کہنے لگا کہ دیکھو عزیز ٹھیک ہے کہ پلستر کے بغیر عمارت مکمل نہیں ہوتی مگر عمارت کا رنگ و روغن بھی تو کیا جاتا ہے تو ہم مرزا صاحب کا رنگ و روغن کر دیئے گئے۔

میں نے کہا کہ تم مرزا صاحب کا رنگ و روغن بھی نہیں کر سکتے کیونکہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے۔ فاحسنھا۔ کہ بنانے والے نے عمارت کو حسین و جمیل بنا دیا۔ اور عمارت کا حسن رنگ و روغن سے ہی ہوتا ہے۔ میرے اس استدلال نے اُن کا ناطقہ بند کر دیا۔

ایک اور واقعہ سنہ ۱۹۵۳ء میں سیالکوٹ کے ایک مضافاتی علاقے "ملکے کلال" میں مرزائیوں کا کافی زور تھا۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ علاقہ مرزائی اسٹیٹ بنا ہوا تھا اور یہاں پر مرزا قادیانی کو "حضرت صاحب" کے علاوہ پکارنا جرم تھا۔

حضور غزالی زماں کو اس بات کا علم ہوا تو آپ کو بڑا دکھ ہوا آپ نے اس علاقے کی ایک چھوٹی سی مسجد میں "جلسہ ختم نبوت" رکھوایا جس میں خطاب کرنے کے لئے آپ خود تشریف لے گئے۔ جلسہ میں مقامی علماء میں سے ایک مولانا صاحب نے تقریر شروع کی تو ایک مرزائی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوہدری ریوالور اُٹھائے جلسہ گاہ میں پہنچ گیا۔ اور ریوالور تان کر کہا۔ مولوی صاحب جو تقریر کرنا چاہو کر لو لیکن ہمارے مرزا صاحب کے خلاف کوئی بات نہ کرنا ورنہ تمہارا سینہ گولیوں سے چھلنی کر دوں گا۔

وہ مرزائی چوہدری علاقے میں ایک مشہور بدمعاش کے طور پر مانا جاتا تھا۔ اُس نے جب بھرے مجمع میں یہ دھمکی دی تو تقریر کرنے والے مولانا صاحب کی قوتِ گویائی جواب دے گئی اور وہ اِدھر اُدھر کی باتوں سے مجمع کو بہلانے لگا۔

حضور غزالیِ زماں رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ منظر دیکھا تو برداشت نہ کر سکے اور مولانا کی تقریر بند کرا کے خود اسٹیج پر تشریف لائے اور مختصر عربی خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ" مسلمانو! پورے ہوش وحواس کے ساتھ سنو۔ یہ میرے اور آپ کے ایمان کا مسئلہ ہے میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جو شخص بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوے کرے وہ کافر، مرتد اور بے ایمان ہے۔ اسی لئے مرزا قادیانی بھی کافر اور مرتد ہے اور جو اس کو کافر و مرتد نہ سمجھے وہ بھی کافر اور قطعی کافر ہے۔

اس عقیدے کے بیان کرنے پر چوہدری مجھے گولی مارنا چاہتا ہے تو احمد سعید کاظمی کا سینہ حاضر ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنا سینہ ننگا کر کے فرمایا۔ مار گولی۔ میں دیکھتا ہوں کہ تو کتنا بہادر ہے۔ تیرا گرو تو بہت بزدل تھا۔ تو کہاں سے بہادر نکل آیا ہے۔ تیرا مرزا خبیث انگریز کا پٹھو اور اس کا ٹوڈی تھا۔ تم بھی اس کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ٹوڈی ہو۔ انگریز کے جوتے چاٹ چاٹ کر دنیا بناتے اور ایمان گنواتے ہو۔ پھر فرمایا کہ "کیا ہم ٹوڈی اور انگریز نبی کو مانیں؟" حاضرین بولے۔ نہیں نہیں ۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے ؟ حاضرین بولے ۔ نہیں نہیں ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث اور اجماع امت سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ، کذاب اور بے ایمان ہے ۔ مسلمانو! اپنے ایمانوں کو بچاؤ۔

حضور امام اہلسنت کاظمی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے جس جرات سے یہ تقریر فرمائی یہ صرف آپ ہی کی شان تھی ورنہ ایسے موقعوں پر بڑوں بڑوں کے پتے پانی ہو جاتے ہیں ۔ آپ جب دلائل و براہین کے ساتھ مرزائیوں پر برسنے لگے تو اس مرزائی چوہدری کے ہاتھ لٹک گئے اور لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور اس کی ساری چوہدراہٹ خاک میں ملا دی۔

آپ کے خطاب کی تاثیر سے کئی مرزائی آپ کے دست اقدس پر تائب ہو کر حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے اور اب اس علاقے میں کوئی مرزائی نظر نہیں آتا۔

جسٹس منیر رپورٹ

حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز کے لگائے ہوئے پودے "قادیانیت"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی بیخ کنی کے لئے ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔

جسٹس منیر انکوائری رپورٹ میں یہ تحریر موجود ہے کہ "قیامِ پاکستان کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سب سے پہلی قرار داد مسلم لیگ کے صوبائی کونسل کے اجلاس میں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نے پیش کی تھی"۔

۱۹۵۲ء میں منعقد ہونے والے مسلم لیگ کے اس اجلاس میں آپ نے جو قرار داد پیش کی اُس قرار داد میں مسلم لیگی اکابرین سے کہا گیا تھا کہ وہ قادیانیت کے مضرات اور اُن کی اسلام دشمن کاوشوں سے باخبر رہیں۔

اور انگریز کے پیدا کئے ہوئے اس فتنے کے استیصال کے لئے تمام صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔

اس قرار داد کا مقصد یہ تھا کہ اگر پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کرنا ہے تو ہمیں عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر پہلو سے مقدم رکھنا ہوگا۔

اسلام حضور علیہ السلام کی ذاتِ اقدس سے عبارت ہے اور آپ کی ختمِ نبوت کا مسئلہ حل کئے بغیر ملک میں نظامِ مصطفٰے کا نفاذ ممکن نہیں ہے۔

اگر حضور غزالیِ زماں رحمۃ اللہ علیہ کی مسلم لیگ کے اجلاس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یت پیش کردہ یہ قرارداد منظور کرلی جاتی تو قادیانیت کا یہ مسئلہ اُسی وقت حل ہوجاتا اور قادیانیوں نے بعد کے ادوار میں اقتدار اور قوت حاصل کرکے ملک پاکستان کو جن نقصانات سے دوچار کیا یہ واقعات ہرگز پیش نہ آتے اور پاکستان دو ٹکڑوں میں تقسیم نہ ہوتا اور بنگلہ دیش ہرگز وجود میں نہ آتا۔

تین اہم مطالبات

۱۹۵۳ء میں جب تحریک تحفظ ختم نبوت نے زور پکڑا اور اس میں بہت سے مسلمانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے تو حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ اس وقت جمعیت علمائے پاکستان کے ناظم اعلیٰ تھے اور اس جمعیت کے بانی بھی آپ ہی تھے۔

حضرت قبلہ علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ اس کے صدر تھے اس موقع پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کیلئے ایک تنظیم "متحدہ مجلس عمل" تشکیل دی گئی جس کے امیر متفقہ طور پر حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ چنے گئے۔

اس تنظیم نے وہ تمام نکات بطور قرارداد منظور کرلئے جو حضرت قبلہ غزالی زماں اس سے پہلے مسلم لیگ کی کونسل کے اجلاس میں پیش کرچکے تھے جن میں دیگر مطالبات کے ساتھ یہ تین اہم مطالبے بھی شامل تھے۔ ۱ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرار دیا جائے۔ ۲۔ چوہدری سر ظفر اللہ کو جو قادیانی ہے وزیر خارجہ کے عہدے سے ہٹایا جائے۔ ۳۔ قادیانیوں کو ملک کے تمام اہم کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

امام اہلسنت نے اس تحریک کے دوران جگہ جگہ دورے کئے اور متعدد جلسوں سے خطاب کیا۔ آپ کی خطابت انگریز اور انگریز کے خود کاشتہ پودے قادیانیت کی سرکوبی کیلئے وقف تھی۔

غرضیکہ حضور غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے بانی ہیں اور آپ کا یہ عظیم کارنامہ تاریخ کے صفحات پر رقم ہے اور ہمیشہ ہمیشہ آفتاب نیمروز کی طرح درخشاں رہے گا۔

ہرگز نہ میرد آنکس دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

تحریر:۔

محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال

یکم فروری ۲۰۰۳ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فیضان مدینہ پبلیکیشنز کی لاجواب کتب

- شرک کی حقیقت — مطبوعہ
- قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ (جلد سوم) — غیر مطبوعہ
- غیر مقلدین کو دعوت انصاف (اول تا چہارم) مطبوعہ (جلد پنجم) غیر مطبوعہ
- غیر مقلدین کا علمی محاسبہ (جلد دوم) — غیر مطبوعہ
- جنازہ کے احکام و مسائل — مطبوعہ
- ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟ — مطبوعہ
- فضائل قرآن مع معلومات قرآن — مطبوعہ
- تحفہ شعبان المعظم — مختصر شرح سلام رضا — مطبوعہ
- تحفہ رمضان المبارک — قرآن پاک کے آداب — مطبوعہ
- آٹھ رکعات تراویح کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ — مطبوعہ
- معمولات اہل سنت پر اعتراضات کا علمی محاسبہ — غیر مطبوعہ
- شرح قصیدہ نور (اعلیٰ حضرت بریلوی) مطبوعہ — تبلیغی فتنہ غیر مطبوعہ

ناشر: فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموںکی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بحضور غوث العلمین حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

احکامِ میت

مصنف

مجاہدِ اہلسنت

حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

احکامِ میّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا ہے اور اس لئے بھیجا ہے کہ وہ نیک عمل کرے اور اس دنیا میں رہ کر اپنی آخرت کے لئے تیاری کرے۔ اکثر مسلمان اس دنیا کی ظاہری زیب و زینت پر فریفتہ ہو کر اسی سے دل لگا بیٹھے ہیں اور اپنی آخرت کو یکسر بھلا دیتے ہیں حالانکہ اس فانی دنیا میں کسی نے ہمیشہ نہیں رہنا بلکہ یہ صرف چند روزہ زندگی ہے موت ایک اٹل حقیقت ہے اور اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ اور جو بھی اس دنیا میں پیدا ہوا آخر اس نے موت کا مزا چکھنا ہے۔

○ ایک روایت میں ہے کہ بعض انبیائے کرام نے ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام سے کہا کہ تم اپنے آنے سے پہلے کسی قاصد کو کیوں نہیں بھیجتے تاکہ لوگ خبردار ہو جائیں حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میرے آنے سے پہلے تو لوگوں کو خبردار کرنے کے لئے بہت سی چیزیں آتی ہیں ان میں بیماری، بڑھاپا، سننے کی طاقت میں کمی اور نظر کی کمزوری وغیرہ شامل ہیں ان تمام چیزوں کے باوجود بندہ اگر پھر بھی توبہ نہ کرے اور موت کو یاد نہ کرے تو پھر موت کے وقت میں خود آ کر بندے سے کہتا ہوں کہ تیرے پاس پے در پے قاصد آئے لیکن افسوس کہ تو نے نصیحت قبول نہ کی۔ اب میں خود ہی تیرے پاس آخری قاصد بن کر آیا ہوں اور میرے بعد اب کوئی قاصد نہیں آئے گا (تذکرۃ الموتی والقبور)

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ سال کی زندگی عطا فرمائی تو اس کے لئے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا"۔ (حوالہ مذکورہ) ان روایات میں عام لوگوں اور بالخصوص ایمان والوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ دنیا کی عیش و عشرت میں مشغول ہو کر موت کو نہ بھولیں اور ہر لمحہ و ہر گھڑی اس کو یاد

رکھیں اور بالخصوص بیماری و بڑھاپے کی حالت میں تو موت کو کبھی بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔

حالت بیماری بعض اوقات بندہ بیمار ہو جاتا ہے۔ اس کی بیماری طول پکڑ لیتی ہے اور رفتہ رفتہ بیماری اتنی بڑھتی ہے کہ مریض کو اپنی موت کا یقین ہونے لگتا ہے ● حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص مرضِ موت میں چالیس بار لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ پڑھے اگر وہ اس بیماری میں فوت ہو جائے تو شہید کا ثواب پائے گا اور اگر تندرست ہو جائے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔" (الحدیث) اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو بیماری میں زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی کرنا چاہیئے اس سے اس کی دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں گی۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ مریض کی عیادت کرنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے ● چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ایک مسلمان جب اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی مزاج پرسی کے لئے جاتا ہے تو جتنا وقت اپنے مسلمان بھائی کی عیادت میں خرچ کرتا ہے آخرت میں وہ اتنی دیر بہشت کے پھل کھائے گا (مسلم شریف) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ "جو شخص اچھی طرح وضو کر کے بغرض ثواب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جائے تو وہ شخص جہنم سے ساٹھ برس کی راہ دور کر دیا جاتا ہے۔" (ابو داؤد شریف) ● نیز فرمایا کہ "جب تم بیمار یا قریب الموت کے پاس حاضر ہو تو اپنے اور مریض کے حق میں دعائے خیر کیا کرو کیونکہ اس موقع پر جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔" (مسلم شریف)

حالتِ موت بیماری کے دوران جب مریض کے لئے یا ویسے ہی کسی انسان کے لئے موت کی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں اور نشانیاں یہ ہیں کہ اس کے پاؤں ڈھیلے پڑ جائیں اور کھڑے نہ ہو سکیں، اس کی ناک ٹیڑھی ہو جائے اور اس کی آنکھیں پتھرا جائیں تو اس کو فوراً سیدھا لٹا دیں اور اس

کا منہ قبلہ کی طرف کر دیں۔ اگر اس موقع پر سر کو ذرا اونچا کر دیں تو اس طرح بھی وہ قبلہ رُخ ہو جائے گا۔ پھر اس کے پاس کھڑے ہو کر بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھیں اس کو پڑھنے کے لئے نہ کہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ بیہوشی کی حالت میں کلمہ پڑھنے سے انکار کر دے۔ آپ خود پڑھیں تاکہ انہیں کلمہ پڑھتا ہوا دیکھ کر اس کی زبان پر بھی کلمہ جاری ہو جائے اور اگر کسی کی روح آسانی سے نہ نکل رہی ہو تو اس کے پاس بیٹھ کر سورۂ یٰسین کی بلند آواز سے تلاوت کریں ● چنانچہ ایک حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اے لوگو اپنے قریب المرگ لوگوں کے پاس بیٹھ کر سورۂ یٰسین پڑھا کرو" (ابن ماجہ) پھر جب روح نکل جائے تو اس کی دونوں آنکھیں اپنے ہاتھوں سے بند کر دیں تاکہ کھلی نہ رہ جائیں اور آنکھیں بند کرنے والا یہ دعا پڑھے، بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ، آنکھیں بند کرنے کے بعد فوراً پاؤں سیدھے کر دیں اور پاؤں کے دونوں انگوٹھوں کو ملا کر باندھ دیں اور اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی بلا تاخیر لمبا کر دیں اور ایک رومال لے کر یا کپڑے کی ایک چوڑی پٹی لے کر اس کی ٹھوڑی کے نیچے سے لے کر اس کے سر کے اوپر باندھ دیں تاکہ منہ کھلا نہ رہ جائے اور پیٹ پر کوئی وزنی چیز مثلاً کچھ لوہا وغیرہ رکھ دیں تاکہ پیٹ پھول نہ جائے اس کے بعد ایک صاف چادر اس کے اوپر ڈال دیں۔ ● یاد رکھیں کہ میت کے پاس بلند آواز سے رونا اور بین کرنا سخت منع ہے۔ ہاں غم اور حزن کے اظہار کے لئے آنسو بہانے میں کوئی حرج نہیں، یہ مسئلہ عورتوں کو خاص طور پر ذہن نشین رکھنا چاہیئے، غسل کی حاجت والے مرد اور حیض و نفاس والی عورتیں میت کے قریب نہ آئیں اور اگر ممکن ہو تو خوشبو جلا کر اس کے قریب رکھ دیں۔ غسل دینے سے پہلے میت کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھنا جائز نہیں البتہ غسل کے بعد جائز ہے پھر اپنے عزیز و اقارب اور پڑوسیوں کو اس کی موت کی خبر دیں اور اس کے کفن و دفن کے

انتظام میں جلدی کریں۔

غسل کا طریقہ

آج کل اکثر دیکھا گیا ہے کہ جس گھر میں میت ہو جائے تو اس کے گھر والے اپنی میت کو غسل دینے والے کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں اور نہ ملنے کی صورت میں سخت پریشان ہوتے ہیں حالانکہ بہتر یہ ہے کہ گھر والے اپنی میت کو خود غسل دیں کیونکہ میت کو قبر تک پہنچانا اصل میں ان کی ہی ذمہ داری ہے ● غسل دینے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے ایک عدد صابن، ایک شیشی عطر، دو عدد مشک کافور اور تھوڑی سی کپاس کا بندوبست کریں کفن بھی پہلے تیار کر لیں ایک برتن میں پانی بیری کے پتے ڈال کر گرم کریں اور دو بالٹی ٹھنڈے پانی کی بھی بھر لیں۔ اس کے بعد نہلانے والے تختہ کو (جو عموماً تمام مساجد میں موجود ہوتے ہیں) بچھا کر اچھی طرح دھو لیں پھر اس پر میت کو لٹائیں اور اس کے ناف سے زانو تک ایک کپڑا (جو کفن کے کپڑے سے بنایا جاتا ہے) ڈال کر اس کے جسم کے تمام کپڑے اتار دیں۔ اس کے بعد غسل دینے والے کو چاہیئے کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر میت کا استنجا کرائے، پھر پورا وضو کرائے لیکن ناک اور منہ میں پانی نہ ڈالے بلکہ تھوڑی سی روئی تر کر کے اس کے منہ، دانت اور ناک کو صاف کرے۔ وضو کرانے کے بعد میت کے ناک منہ آنکھوں اور کانوں کے دونوں سوراخوں میں تھوڑی تھوڑی کپاس رکھ دے تاکہ غسل کا پانی اندر نہ جائے، میت کے بال یا ناخن اگر بڑھے ہوئے ہوں تو ہرگز نہ کاٹے اور نہ ہی کنگھا کرے، پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر دائیں کروٹ کے اوپر وہی بیری کے پتوں والا نیم گرم پانی تین بار خوب ڈالے تاکہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔ پانی اگر زیادہ گرم ہو تو اس میں ٹھنڈا پانی ملالے اس دوران صابن بھی لگائے پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر تین بار وہی پانی ڈالے تاکہ نیچے تک پہنچ جائے، یاد رہے کہ پانی سر سے لے کر پاؤں تک خوب ڈالے تاکہ جسم کا کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے اس کے بعد میت کو سہارا دے کر بٹھائے اور اس کا پیٹ آہستہ آہستہ نیچے کی جانب ملے تاکہ اگر کچھ رطوبت یا نجاست ہو تو نکل جائے اور اگر کچھ نکلے تو صرف اسی کو دھو کر

صاف کر دے۔ دوبارہ وضو یا غسل کی ضرورت نہیں اس کے بعد کسی صاف کپڑے یا تولئے سے نہایت آرام و آہستگی سے میت کے جسم سے پانی کو خشک کرے اور اس کے کان اور ناک وغیرہ سے روئی نکال دے اور اس کو تختے سے اٹھا کر کفن والی چارپائی پر لٹا دے پھر اس کے سر پر اور داڑھی پر عطر لگائے مگر عطر کا پھایا کان میں نہ رکھے اور نہ ہی کفن پر عطر لگائے۔ اس کے بعد اس کی ناک، پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور ملے ● واضح رہے کہ میت کے غسل میں استعمال ہونے والے برتن ناپاک نہیں ہوتے اور نہ ہی میت کو غسل دینے والے ناپاک ہوتے ہیں لہذا اگر میت کو غسل دینے والے خود بغیر نہلائے اس کی نمازِ جنازہ پڑھ لیں تو جائز ہے البتہ ان کا غسل کر لینا افضل ہے ● میت کو غسل دینے کے بعد اس کا بوسہ لینا جائز ہے، جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان بن مظعون کا بوسہ لیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

کفن کا بیان

اس سلسلے میں سب سے پہلے تو یہ امر ذہن نشین کر لیں کہ مُردے کیلئے کفن قیمتی یا ریشمی نہیں ہونا چاہیئے ● حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "مُردوں کو قیمتی کپڑوں میں نہ دفناؤ کیونکہ وہ بہت جلد پرانا ہو جاتا ہے۔" (ابوداؤد شریف) اور یہ بھی یاد رکھیں کہ کفن کے لئے کپڑا سفید رنگ کا ہونا چاہیئے۔ ● چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اپنے مُردوں کو سفید کپڑوں میں دفناؤ" (ابن ماجہ) اور یہ بھی خیال رکھیں کہ سفید کپڑا اچھا ہونا چاہیئے۔ بالکل سستا یا خراب حالت کا نہیں ہونا چاہیئے۔ مرد کو اس طرح کفن دیا جائے جس طرح کے وہ کپڑے پہن کر نماز جمعہ و عیدین کے لئے جاتا تھا اور عورت کو اس طرح کفن دیا جائے جس طرح وہ میکے کپڑے پہن کر جاتی تھی ● ایک حدیث پاک میں ہے کہ "مُردوں کو اچھا کفن دو کیونکہ وہ ایک دوسرے سے ملاقات

کرتے ہیں۔ اور اچھے کفن سے خوش ہوتے ہیں۔" (الحدیث) اس سلسلے میں کفن کے لئے بازاروں میں جو سفید رنگ کے اچھے لٹھے ملتے ہیں وہ نہایت ہی مناسب اور موزوں ہیں

● مرد میت کے لئے کفن کے سنت کپڑے تین ہیں (۱) ایک بڑی چادر، اس کو "لفافہ" کہا جاتا ہے۔ اس کو چارپائی پر سب سے پہلے بچھایا جاتا ہے اور اسی کو سر کے اوپر سے لے کر پاؤں کے نیچے تک باندھا جاتا ہے (۲) دوسری چھوٹی چادر اس کو "ازار" کہا جاتا ہے اور اسی کو "تہبند" بھی کہتے ہیں، یہ چادر اتنی لمبی ہونی چاہیئے کہ میت کے سر سے لے کر پاؤں تک آسکے اور اس کی چوڑائی اتنی ہو کہ دونوں طرف سے میت پر لپیٹی جاسکے، یاد رکھیں کہ "ازار" کی چادر سے "لفافہ" والی چادر کچھ بڑی ہونی چاہیئے۔ مثلاً اگر ازار ڈھائی گز ہے تو لفافہ تین گز کی ہونی چاہیئے کیونکہ لفافہ سر اور پاؤں کی جانب سے باندھنا پڑتا ہے جیسا کہ پہلے تحریر کیا گیا ہے (۳) تیسرا سنت کپڑا "قمیص" ہے اور اسی کو "کفنی" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ میت کی گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک آگے پیچھے سے برابر پہنائی جاتی ہے۔ بعض لوگ آگے کی طرف سے مکمل اور پیچھے کی جانب سے تھوڑا سا کپڑا رکھتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔ کپڑا دونوں طرف سے برابر ہونا چاہیئے اور بہتر و افضل یہ ہے کہ کفنی گردن سے لے کر پاؤں تک ہو، اس کفنی کے نہ بازو ہوتے ہیں اور نہ ہی گریبان بنایا جاتا ہے بلکہ مرد میت کو پہنانے کے لئے اسکو کاندھے کی طرف چیرا جاتا ہے اور چونکہ کفنی کو دونوں جانب سے لپیٹا نہیں جاتا اس لئے اس کی چوڑائی ازار اور لفافہ کی چوڑائی سے کم ہونی چاہیئے۔

● مرد کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ غسل دینے کے بعد میت کو چارپائی پر لٹائیں لیکن چارپائی پر پہلے بڑی چادر (یعنی لفافہ) بچھائیں اور اس کے اوپر چھوٹی چادر (یعنی تہبند) بچھائیں ان دونوں کے اوپر میت کو لٹائیں اس کے بعد پہلے کفنی پہنائیں پھر تہبند کو بائیں طرف سے لپیٹ دیں۔ اس کے بعد دائیں طرف سے لپیٹیں، یعنی دایاں کنارہ اوپر اور بایاں کنارہ نیچے رکھیں۔ پھر بڑی چادر (یعنی لفافہ) کو بھی اسی ترتیب

سے لپیٹ دیں۔ اس کے بعد کپڑے کے ٹکڑوں سے سر، پاؤں اور کمر کو باندھ دیں تاکہ کفن کھلنے نہ پائے۔

● عورت کے کفن کے پانچ کپڑے ہیں تین تو وہی ہیں جو مرد کے لئے ہیں یعنی بڑی چادر (لفافہ) چھوٹی چادر (تہہ بند) اور قمیض (یعنی کفنی) مزید دو کپڑے یہ ہیں ١۔ دوپٹہ، اس کو اوڑھنی بھی کہتے ہیں اور "سر بند" بھی اسی کو کہتے ہیں ٢۔ ایک کپڑا جو ناف سے چھاتی تک ہو۔ اس کو "سینہ بند" کہا جاتا ہے اور اسی سے چھاتی کو باندھا جاتا ہے

● مُردہ عورت کو غسل دینے کے بعد کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی پر پہلے بڑی چادر بچھائیں۔ اس کے اوپر چھوٹی چادر بچھائیں پھر میت کو چارپائی پہ لاکر لٹائیں پہلے اس کو کفنی پہنائیں جو گردن سے لے کر پاؤں تک ہو۔ واضح رہے کہ عورت کی کفنی کو سینے کی جانب چیرا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کے سر کے بال آدھے آدھے کرکے دونوں طرف سینے پر کفنی کے اوپر ڈال دیں۔ اس کے بعد سر بند کو سر اور بالوں پر ڈال دیں۔ اس کو باندھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد چھوٹی چادر اس طرح لپیٹیں کہ اس کا دایاں کنارہ اوپر اور بایاں کنارہ نیچے ہو۔ سر بند اس کا اندر آ جائے گا۔ اس کے بعد سینہ بند کو باندھیں۔ یعنی سینہ بند چھوٹی چادر کے اوپر ہوگا اس کے بعد بڑی چادر لپیٹیں اور سر، کمر اور پاؤں کی طرف سے کپڑے کی دھجی سے باندھ دیں۔

یاد رکھیں! کہ سینہ بند کا چھوٹی چادر کے اوپر اور بڑی چادر کے اندر ہونا افضل ہے لیکن اگر اس کو کفنی کے اوپر تہہ بند سے پہلے بھی باندھ دیا جائے تو بھی جائز ہے اور اگر سینہ بند کو تمام کپڑوں کے اوپر یعنی بڑی چادر کے بھی اوپر باندھ دیا جائے تو بھی جائز ہے۔ بعض علاقوں میں عورتوں کو کفن کے ساتھ پاجامہ بھی پہناتے ہیں یہ غلط اور ناجائز ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

● ایک رواج یہ بھی ہے کہ بعض افراد کفن کے اوپر چادریں وغیرہ ڈالتے ہیں یا سعودی عرب کے شہر مکہ یا مدینہ شریف سے آئی ہوئی چادر کو متبرک سمجھ کر حصولِ برکت کے لئے کفن کے اوپر ڈالتے ہیں اور دفن کرتے وقت اتار لیتے ہیں تو یہ جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

● اکثر جگہ عورتوں کے فوت ہونے کے بعد لوگ اُن کا مُردوں کی طرح منہ دیکھتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں اور بڑا سخت گناہ ہے صرف مرحومہ کے گھر والے یا نہایت ہی قریبی رشتہ دار اُس کا منہ دیکھ سکتے ہیں۔

● یہ مسئلہ بہت مشہور ہے کہ بیوی کے فوت ہونے کے بعد خاوند اس کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ یہ بالکل غلط و بے اصل ہے۔ خاوند، مرنے کے بعد اپنی بیوی کا منہ دیکھ سکتا ہے اور اسی طرح بیوی بھی اپنے خاوند کا مرنے کے بعد منہ دیکھ سکتی ہے۔

● مرد میّت کے لئے کفن کا کپڑا اٹھارہ گز اور عورت میّت کے لئے بائیس گز ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کپڑے سے کفن بنانے کے ساتھ ساتھ میّت کو استنجا کرانے کیلئے "پلیتے" غسل دینے والے کے لئے ہاتھ پر باندھنے کے لئے کپڑا، کفن کو باندھنے کے لئے تین ڈوریے، ناف سے گھٹنے تک حجاب کے لئے کپڑا اور جائے نماز کے لئے بھی کپڑا بنایا جاتا ہے۔

● چھوٹے بچوں کو مرنے کے بعد دو کپڑوں میں کفنا دیں تو جائز ہے لیکن جو لڑکے بالغ ہوں یا بلوغت کے قریب ہوں انہیں پورا کفن دیا جائے۔ اسی طرح بالغ یا قریب البلوغت لڑکی کو بھی کفن کے پورے پانچ کپڑے دیئے جائیں۔

● بعض جگہ کفنی پر سینے والے حصے کے اوپر پہلا یا دوسرا کلمہ لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ بالکل جائز ہے اور میت کو ان شاء اللہ اس سے ضرور فائدہ ہوگا اور اس

کے منع کی قرآن و حدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے۔

● بعض جگہ میت کے ساتھ قبر میں عہد نامہ رکھا جاتا ہے یا کفن پر لکھ دیا جاتا ہے تو یہ بھی جائز ہے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور مشہور و معروف کتاب "درِ مختار" میں اس کی توثیق کی گئی ہے۔ (اس کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں کتاب "موعظة المتقین" مصنفہ حضرت قبلہ پیر ابو الفیض قلندر علی صاحب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ لاہور)

جنازہ لیکر چلنا

جب جنازہ تیار ہو جائے تو اس کو چار آدمی اپنے کندھوں پر اٹھا کر جنازہ گاہ کی طرف لے چلیں۔ اور اس میں بلا وجہ دیر نہیں کرنی چاہیئے۔

● حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو اسے گھر میں روکے نہ رکھو بلکہ اس کو قبر کی طرف جلدی لے جاؤ" (بہیقی شریف) میت کی چارپائی کو لے جاتے ہوئے اگر راستے میں کوئی منہ دکھانے کے لئے کہے تو منہ دکھانا جائز ہے۔

● حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میت اس شخص کو پہچانتی ہے جو اس کو غسل دیتا ہے جو اس کو کفن پہناتا ہے، جو اس کو اٹھاتا ہے اور جو اس کو قبر میں اتارتا ہے" (طبرانی شریف)

● حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ "جب لوگ میت کا جنازہ لے کر چلتے ہیں تو اگر وہ نیک ہو تو کہتا کہ مجھے جلدی لے چلو اور اگر وہ برا ہو تو کہتا ہے کہ تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو" (بخاری شریف)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مردے کو وفات کے بعد اللہ تعالیٰ

کی طرف سے بولنے کی طاقت عطا کر دی جاتی ہے لیکن اس کی آواز کو انسانوں اور جنوں کے سوا باقی تمام مخلوق سنتی ہے۔ صرف جن اور انسان ہی حکمِ الٰہی کی وجہ سے یہ آواز نہیں سن سکتے۔

● جنازہ کو کندھا دینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے کو کندھا دیا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سرہانے کے دائیں طرف کو کندھا دیں اور یہ میت کا بھی دایاں کندھا ہو گا اور اسی طرح دس قدم چلیں اور پھر اسی سمت میں پیچھے آجائیں اور دس قدم چلیں۔ اس کے بعد سرہانے کے بائیں طرف چلے جائیں اور میت کو اٹھا کر دس قدم چلیں اور پھر پیچھے کی جانب آکر دس قدم چلیں۔ یہ کل چالیس قدم ہو جائیں گے۔ اور ایک حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص جنازے کو چالیس قدم لے کر چلے تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں"۔

لیکن یاد رکھیں کہ اگر کوئی زیادہ قدم بھی میت کو اٹھا کر چلتا ہے تو منع نہیں بلکہ جائز ہے اور زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

● میت کو قبرستان اور جنازہ گاہ کی طرف لے جاتے ہوئے نہ بہت آہستہ چلیں اور نہ تیز چلیں بلکہ درمیانی رفتار سے چلیں اور کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے چلیں۔ کلمۂ شہادت کا آہستہ پڑھنا افضل ہے اگرچہ فی زمانہ بعض فقہاء نے بلند آواز سے پڑھنے کو بھی جائز قرار دیا ہے لیکن بہتر آہستہ پڑھنا ہے۔

● میت کو چارپائی پر لے جاتے ہوئے اس کا سر آگے کی جانب ہونا چاہیئے۔ خواہ اس کے پاؤں قبلہ کی جانب ہی کیوں نہ ہوں اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ مسئلہ تمام مسلمانوں کو خاص کر ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔

● سب لوگ جنازے کے پیچھے چلیں۔ جاتے ہوئے موت کو یاد رکھیں اور دنیا کی باتوں وفضول گفتگو سے پرہیز کریں

● اکثر لوگ بازاروں میں یا راستوں میں جنازہ آتا ہوا دیکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر کھڑے ہونے والوں کا ارادہ ساتھ جانے کا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ مشہور و معروف کتاب "طحطاوی شریف" میں اس کو مکروہ لکھا ہے پھر جنازہ لے جا کر جنازہ گاہ میں رکھیں اور جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے اس وقت تک کسی کے لئے بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

نمازِ جنازہ کا طریقہ

نمازِ جنازہ شروع کرنے سے پہلے کم از کم تین صفیں بنالیں

اگرچہ نمازی کم ہی ہوں پھر بھی تین صفیں بنائیں کیونکہ تین صفوں کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اگر نمازی زیادہ ہوں تو پھر پانچ یا سات یا نو یعنی طاق کے لحاظ سے صفیں بنائی جائیں۔

● نمازِ جنازہ میں کھڑے ہونا اور چار تکبیریں کہنا فرض ہے اور اس میں ثناء درود شریف اور دعا پڑھنا سنت ہے نمازِ جنازہ شروع کرنے سے پہلے نیت اس طرح کی جائے، چار تکبیر نمازِ جنازہ فرض کفایہ ثناء واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ دعا واسطے حاضر اس میت کے۔ بندگی اللہ تبارک وتعالیٰ کی پیچھے اس امام کے۔ اس کے بعد پہلی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر سبحانک اللھم پڑھیں پھر دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھیں اور تیسری تکبیر کے بعد بالغ مرد وعورت کیلئے "اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا" والی دعا پڑھیں۔ اگر نابالغ بچے کی میت ہو تو "اللھم اجعلہ لنا فرطا" والی مکمل دعا پڑھیں اور اگر نابالغ بچی کی میت ہو تو "اللھم اجعلھا لنا فرطا" والی دعا پڑھیں اور چوتھی تکبیر کہنے کے بعد دونوں طرف

سلام پھیر دیں۔ واضح رہے کہ جنازے کی ان دعاؤں کا یاد کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اگر یاد نہیں کرے گا تو نمازِ جنازہ پڑھنے والا میت کے ساتھ دھوکہ کرے گا بنا بریں یہ دعائیں ذیل میں مکمل درج کی جاتی ہیں تاکہ یاد کرنے میں آسانی ہو۔

○ **ثناء:۔** سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ط

○ **درود شریف:۔** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

○ **دعا:۔ بڑوں کے لئے۔** اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ط

○ **بچے کے لئے دعا:۔** اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا ط

○ **بچی کے لئے دعا:۔** اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً ط

واضح رہے کہ پہلی تکبیر کے بعد ثناء، دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعا پڑھی جاتی ہے اور چوتھی تکبیر کہتے ہی سلام پھیر دیا جاتا ہے۔

○ اگر کئی جنازے اکٹھے ہو جائیں تو سب کی ایک ساتھ اکٹھی نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے۔ (درمختار)

○ جو بچہ مردہ پیدا ہو تو اُسے غسل دیکر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا

جائے اور اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے اور بہتر یہ ہے کہ اس کا نام رکھ دیا جائے۔
● اگر کوئی نمازِ جنازہ میں دیر سے آکر شامل ہوا اور اس کی کچھ تکبیریں رہ جائیں تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد بقایا تکبیریں کہے اور جو کچھ تکبیروں کے بعد پڑھا جاتا ہے وہ بھی پڑھے۔ لیکن اگر اندیشہ ہو کہ لوگ جلدی سے جنازہ اٹھا کر چلے جائیں گے۔ تو پھر صرف تکبیریں کہے اور درود شریف و دعا وغیرہ نہ پڑھے (ہدایہ) ● نمازِ جنازہ میں چوتھی تکبیر کے فوراً بعد دونوں ہاتھوں کو پہلے کھول دینا چاہیئے اور اس کے بعد سلام پھیرنا چاہیئے (بہار شریعت جلد چہارم) اور نمازِ جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد فوراً صفوں کو توڑ دینا چاہیئے تاکہ کسی آنے والے کو دھوکہ نہ ہو کہ ابھی نمازِ جنازہ ہو رہی ہے۔

دعا بعد جنازہ

نمازِ جنازہ ادا کر لینے کے بعد میت کی بخشش و مغفرت کے لئے پُر خلوص دعا مانگی جائے ● چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ۔ یعنی جب تم میت پر نمازِ جنازہ پڑھ چکو تو اس کے واسطے خالص دعا مانگو (مشکوٰۃ شریف) اس حدیثِ پاک میں واضح طور پر نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے ● اور ویسے بھی دعا مانگنے کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے ہر وقت دعا مانگی جا سکتی ہے چنانچہ قرآن پاک میں ارشادِ باری ہے۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ (الآیۃ) کہ میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں وہ مجھ سے جب بھی دعا مانگے۔ اس آیت کریمہ میں کسی وقت کی تخصیص کئے بغیر ہر وقت دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اور جب ہر وقت دعا مانگنا جائز ہے تو پھر نمازِ جنازہ کے بعد بھی دُعا مانگنا جائز ہے (مزید تفصیل کے لئے ہمارا رسالہ "دعا بعد جنازہ" ملاحظہ فرمائیں)

سفرِ آخرت

نمازِ جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد میّت کے وُرثاء تمام حاضرین کو عام اجازت کر دیں کہ جو حضرات جانا چاہیں وہ جا

https://ataunnabi.blogspot.com/

غلطی ہوگئی ہے تو اپنے فضل و کرم سے معاف فرما اور اس سارے کلمہ، کلام اور حاضر طعام کا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بطور ہدیہ پیش فرما۔ پھر آپ کے طفیل تمام انبیاء و مرسلین، آپکی آل و ازواج، جمیع صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین، سب اولیاء کاملین اور کل مومنین و مومنات کو اس کا ثواب پہنچا، بالخصوص فلاں صاحب کو (یہاں اس مرحوم کا نام لیں جس کو ثواب پہنچانا مقصود ہو) اس کا ثواب پہنچا۔ پھر اپنے لئے اور تمام حاضرین کے لئے بھی خیر و بھلائی اور خاتمہ بالخیر کی دعا مانگیں اس کے بعد دعا کے آخر میں درود شریف پڑھتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لیں۔

قبرستان میں ایصالِ ثواب

تمام مسلمان اپنے کسی بھی مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے اپنے گھر میں ختم شریف کا اہتمام کر سکتے ہیں اور اگر قبرستان میں جا کر اپنے اموات کو ایصالِ ثواب کریں تو یہ بھی جائز ہے۔ یہاں پر یہ بات خاص طور پر یاد رکھیں کہ اگر اپنے اموات کو ایصالِ ثواب نہ کیا جائے تو ان کی روحیں گھروں میں آکر سوال کرتی ہیں ● چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "عید کے دن، عاشورہ کے دن، ماہِ رجب کے پہلے جمعہ، ماہِ شعبان کی پندرھویں رات، لیلۃ القدر اور ہر جمعہ کی رات روحیں قبر سے نکل کر اپنے گھر کے دروازوں پر آکر کھڑی ہو جاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے گھر والو ہمارے لئے بھی صدقہ کرو اور طعام وغیرہ سے ہم محتاجوں کی بھی مدد کرو"۔ (فتاویٰ ظہیریہ) اس روایت سے معلوم ہوا کہ روحیں ان مذکورہ دنوں میں اپنے گھروں کے دروازوں پر آتی ہیں لہٰذا ان دنوں میں ہمیں اپنے گھر میں مرحومین کے لئے زیادہ سے زیادہ ثواب کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ ● اور جب قبرستان میں جائیں تو وہاں بھی مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق ایصالِ ثواب کریں نیز مندرجہ ذیل طریقے بھی اس کے لئے مروی ہیں ● حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں گیا اور اس نے گیارہ بار سورۂ اخلاص (یعنی قل ہو اللہ شریف) پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو اس کو مردوں کی تعداد کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے (الحدیث) ● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص قبرستان میں جائے اور قل ہو اللہ اور الھکم التکاثر (یہ دونوں سورتیں) پڑھے اور اس کا ثواب تمام قبرستان والوں کو بخشے تو تمام مردے قیامت کے دن اسکی سفارش کریں گے۔ (تذکرۃ الموتٰی) ● حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص قبرستان میں سورہ یٰسین پڑھے تو مردوں کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور مردوں کی تعداد کے برابر اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔" (شرح الصدور)

● حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "بندہ جب قبرستان میں جائے تو سورہ فاتحہ سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورہ الناس پڑھ کر ان کا ثواب قبر والوں کو پہنچائے۔" (احیاء العلوم) ● فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ "جو شخص میت کو خود سے مانوس کرنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اسکی قبر کے پاس قرآن پڑھے (فتاویٰ قاضی خان) ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ قبرستان میں جاکر تمام مردوں کو بالخصوص اپنے عزیز و اقارب کو تلاوت قرآن پاک اور بالخصوص مذکورہ بالا سورتوں اور خاص کر سورہ اخلاص پڑھ کر ثواب پہنچائے تو اللہ تعالیٰ قبرستان والوں پر رحم فرماتا ہے اور ثواب پہنچانے والوں کو بھی اپنے خصوصی فضل و کرم سے نوازتا ہے۔

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اویسی بک سٹال کی مطبوعات

جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کرام

تالیف : علامہ مفتی محمد اشرف آصف جلالی

تحفظ حدود اللہ اور ترمیمی بل

تالیف : علامہ مفتی محمد اشرف آصف جلالی

بہشتی دروازہ [از: علامہ فیض احمد اویسی صاحب بہاولپور]

میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم — محمد نواز بشیر جلالی صاحب

جرائتوں کا قافلہ تالیف : ابوکلیم محمد صدیق فانی رحمۃ اللہ علیہ

شاہراہِ اہل سنّت بجواب شاہراہِ بہشت

تالیف : ابوکلیم محمد صدیق فانی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مُردے سنتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید حمد وصلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ موت برحق اور ایک اٹل حقیقت ہے اور باری باری سب نے موت کا جام پینا ہے۔ مرنے کے بعد انسان کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ قبر میں انسان کی روح دوبارہ اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے یا نہیں؟ اور انسان کو دوبارہ زندگی بخشی جاتی ہے یا نہیں؟ اور کیا مرنے کے بعد مُردے سنتے ہیں یا نہیں؟

آج کل بہت سے لوگ سماعِ موتیٰ کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو مر گیا وہ کیسے سُن سکتا ہے۔ بنا بریں ذیل میں اس مسئلہ پر روشن دلائل کے ساتھ تفصیل سے روشنی ڈالی جا رہی ہے تاکہ حق مسئلہ پوری طرح آشکار ہو جائے۔

واضح دلائل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب لوگ مُردے کو قبر میں دفن کر کے واپس لوٹتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے۔ اِنَّہٗ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِہِمْ۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد مُردوں کو سُننے کی طاقت عطا کر دی جاتی ہے اور مُردے سنتے ہیں۔

• حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارِ قریش کے چوبیس بڑے بڑے مقتول

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرداروں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک نجس کنوئیں میں پھینکنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کو ایک ناپاک کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معمول تھا کہ جب کسی قوم پر آپ کو فتح ہوتی تو آپ میدانِ جنگ میں تین دن تک قیام فرمایا کرتے تھے۔ پس جب بدر میں قیام کا تیسرا دن ہوا تو آپ نے سواری کے اونٹ پر کجاوے کسنے کا حکم دیا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے چل کر اس کنوئیں کے کنارے پر آئے جس میں کافروں کی لاشوں کو پھینکا گیا تھا اور آپ نے اُن کو ان کے باپ دادا کے نام کے ساتھ پکارنا شروع کیا۔ آپ فرمارہے تھے۔ اے فلاں بن فلاں۔ اب تو تمہیں یہ پسند آرہا ہوگا کہ تم خدا اور اس کے رسول کی پیروی کر کے ایمان لے آتے۔ پھر فرمایا۔

فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا۔ بیشک ہمارے رب نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا وہ ہم نے سچا پایا ہے۔ تو تمہارے ساتھ تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے بھی اسے سچا پایا ہے۔؟ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ آپ ان جسموں سے کلام فرمارہے ہیں جو مُردہ ہیں اور جن میں روح نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا۔ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ۔ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)۔ اس سے معلوم ہوا کہ مُردے سنتے ہیں اور سماعِ موتٰی کے ثبوت میں یہ حدیث صحیح اور متفق علیہ حدیث ہے۔

● ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ میں اپنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھائی حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت کی اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر میں تیری موت کے وقت تیرے پاس موجود ہوتی تو میں تمہیں وہاں سے یعنی حبشہ کے مقام سے اٹھا کر مکہ مکرمہ میں نہ لاتی بلکہ وہیں دفن کرتی۔ اور اگر میں تیری وفات کے وقت موجود ہوتی اور اس وقت تیری زیارت کر لیتی تو اب زیارت نہ کرتی"۔ (ترمذی شریف)۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مُردے سنتے ہیں۔ اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ اپنے بھائی کی قبر پر کھڑے ہو کر ان سے خطاب فرما رہی ہیں۔ کیونکہ ایسے شخص سے خطاب کرنا جو نہ سنتا ہو اور نہ سمجھتا ہو عقلمندی نہیں بلکہ ایک فضول اور عبث بات ہے۔

● یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ ایک مسلمان جب قبرستان جائے تو اُسے چاہیئے کہ قبروں والوں کو یوں سلام کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَھْلَ الْقُبُوْرِ۔ اے قبر والو تم پر سلام ہو۔ (شرح الصدور)۔ اگر مُردے نہ سنتے ہوں تو پھر ان کو سلام کرنے کا کیا فائدہ۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ مُردے سنتے ہیں۔ ● نیز متعدد احادیث کریمہ میں زیارتِ قبور کا حکم دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ "مرنے کے بعد مسلمانوں کی روحیں حسب مراتب مختلف مقاموں میں رہتی ہیں۔ بعض کی قبر میں، بعض کی چاہِ زمزم میں، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان، بعض کی پہلے دوسرے ساتویں آسمان تک، بعض کی آسمانوں سے بھی اوپر اور بعض کی روحیں زیر عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں رہتی ہیں۔ اور کافروں کی خبیث روحیں بعض کی اُن کے مرگھٹ یا قبر پر، بعض کی چاہِ برہوت میں (یہ یمن میں ایک نالہ ہے) بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک اور بعض کی اس کے بھی نیچے سجّین میں رہتی ہیں۔

مگر روحیں جہاں کہیں بھی ہوں اپنے جسم سے اُن کا تعلق باقی رہتا ہے"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(انوار الحدیث ص ۱۰۹) ۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کے مرنے کے بعد روح کا اس کے جسم سے رابطہ برقرار رہتا ہے ۔ اور اسی لیئے مردے کو نیکی و بدی کی بنا پر ثواب یا عذاب ہوتا ہے ۔ اگر قبر والا واقعی ایسا مردہ ہو جو سمجھنے، دیکھنے اور سننے سے عاری ہو تو پھر قبر کی نعمتیں اس کو کیسے میسّر ہو سکتی ہیں اور کافر کو پھر قبر میں عذاب کیسے ہو سکتا ہے ؟ معلوم ہوا کہ مُردے دیکھتے اور سنتے ہیں ۔

● اگر یہاں پر یہ سوال کیا جائے کہ ہم لوگ جب قبرستان میں جاتے ہیں تو وہاں کئی دفعہ قبریں ٹوٹی پھوٹی ہوتی ہیں بسا اوقات مُردے نظر آجاتے ہیں جو بے حس و حرکت پڑے ہوتے ہیں پھر بھلا وہ کیسے سن سکتے ہیں یا فرشتے ان کو عذاب دیتے ہوئے کیسے مار سکتے ہیں ؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ " یہ ممکن ہے کہ مُردوں کے ساتھ یہ سب کاروائیاں ہوں اور ہمیں نظر نہ آئیں ۔

اور اس کی مثالیں دنیا میں موجود ہیں ۔ چنانچہ سونے والا آدمی نیند میں راحت و رنج کی چیزوں کو دیکھ کر احساس کرتا ہے اور ہم اس کے پاس رہ کر بھی معلوم نہیں کر پاتے کہ سونے والے پر کیا واقعہ گزر رہا ہے ۔ اسی طرح بیدار آدمی اچھی یا بری خبر سن کر لذت یا تکلیف محسوس کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھے ہوئے آدمی کو اس کی حالت کا کچھ بھی پتہ نہیں چلتا ۔ اور اسی طرح حضرت جبریل علیہ السلام قرآن مجید کی وحی لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے تھے ۔ خود حضور علیہ السلام ان کو دیکھتے تھے مگر وہ صحابہ کرام کو نظر نہیں آتے تھے ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۶۳)

معلوم ہوا کہ جس طرح دنیا والوں کی لذت و تکلیف کو دوسرا آدمی نہیں دیکھ سکتا اسی طرح قبر والوں کے حالات و واقعات کو ہم بھی نہیں دیکھ پاتے ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حالانکہ قبر والے ہمیں یعنی قبرستان میں اپنی قبروں پر آنے والے کو دیکھتے اور جانتے ہیں اور ہماری بات سُن کر جواب دیتے ہیں۔

● حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "جب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ روح باقی ہے اور مفارقتِ بدن کے بعد اُس کا تعلق اجزائے بدن کے ساتھ قائم رہتا ہے اور اس کی اس کیفیت میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا جس سے وہ زائرین اور ان کے حالات کا علم و شعور رکھتی ہے" (اشعۃ اللمعات)۔ حضرت شیخ محقق کے اس فرمان سے بھی ثابت ہوا کہ اگرچہ جسم پر موت آجاتی ہے لیکن روح ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اور مرنے کے بعد اُس کا تعلق جسم سے قائم رہتا ہے جس سے مُردے کو دیکھنے اور سننے کی طاقت حاصل ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

● یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اہل بقیع کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کو سلام کیا اور فرمایا کہ" اے اس گھر والے مسلمانو! تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا گیا تھا وہ تمہیں مل گیا اور ہم بھی انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں" (اشعۃ اللمعات)۔ اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ مُردے سنتے ہیں۔ اگر وہ نہ سنتے تو حضور علیہ السلام ان سے خطاب کیوں فرماتے۔

● یہی شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت قتادہ کا قول ہے موتٰی کو قبور میں ایسی حالت اور اس قسم کی زندگی عطا ہو جاتی ہے کہ اس سے انہیں قوتِ سماع حاصل ہو جاتی ہے" (اشعۃ اللمعات)۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ مُردے سنتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ زائرین کے احوال کا موتٰی علم ہونا اور انہیں پہچان لینا اخبار و آثار سے ثابت ہے حتٰی کہ حکم وارد ہے کہ جمعہ کے دن زیارتِ قبور محبوب ترین عمل ہے کیونکہ موتٰی کو اس دن اتم اور اکمل علم حاصل ہوتا ہے اور زائرین کے احوال اُن پر اظہر اور اکشف ہوتے ہیں " (حوالہ مذکورہ)۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ مُردے سنتے ہیں اور زائرین کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ • یہاں پر یہ بات خاص طور پر ذہن نشین رکھیں کہ یہ خیال رکھنا کہ موت کے بعد روح کسی دوسری صورت میں حلول کر کے نیا جنم لے کر اس دنیا میں واپس آجاتی ہے اسلام کے خلاف ہے۔ یہ ہندوؤں کا مسئلہ تناسخ ہے جو محض باطل ہے اور اس کا تسلیم کرنا کفر ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ مُردے کا جسم اگر چہ گل سڑ جائے۔ خاک ہو جائے ختم ہو جائے، گوشت اور ہڈیاں راکھ ہو جائیں اور اُن کے ذرّے کہیں بھی منتشر ہو جائیں مگر اس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے اور عذاب و ثواب انہی پر وارد ہوگا اور انہی پر روزِ قیامت دوبارہ ترکیب جسم فرمائی جائے گی اور روحوں کا اعادہ اسی جسم میں ہوگا نہ کہ جسمِ دیگر میں " (پیغام مصطفٰے ص۱۰۸)۔

• اور مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ فرشتے منکر نکیر قبر میں آکر مرنے والے سے سوال کرتے ہیں کہ۔ مَنْ رَّبُّکَ۔ تیرا رب کون ہے۔ مَادِیْنُکَ۔ تیرا دین کیا ہے۔ مَاکُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ۔ تو اِس شخص کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ سُؤَالُ مُنْکَرٍ وَّنَکِیْرٍ فِی الْقَبْرِ حَقٌّ۔ یعنی قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے۔ (فقہ اکبر ص۱۲۱)

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ مُردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو وہ جہاں کہیں ہوگا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہیں اُس سے سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا۔ یہاں تک کہ اگر کسی جانور نے کھالیا تو اُس کے پیٹ میں سوال ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلسُّوَالُ يَشْمَلُ الْاَمْوَاتَ جَمِيْعًا حَتّٰى اِنْ مَاتَ وَ اَكَلَهُ السِّبَاعُ۔

یعنی سوال سب مُردوں سے کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ مرنے کے بعد اگر درندے اور جانور کھالیں تو بھی اُس سے سوال کیا جائے گا۔ (مرقات جلد اول صفحہ ۱۶۸) انوار الحدیث صفحہ ۱۰۹)۔

معلوم ہوا کہ مُردوں سے قبر میں سوال جواب ہوتے ہیں اور وہ ان کا باقاعدہ جواب دیتا ہے۔ اگر روح کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہو تو بھلا وہ جواب کیسے دے سکتا ہے اور اس کو پھر ثواب و عذاب کیسے مل سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مُردے سنتے، بولتے اور کلام کرتے ہیں۔

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم اپنے مُردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو۔ کیونکہ مُردے کو بھی بُرے پڑوسی سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندے کو" (شرح الصدور صفحہ ۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ مُردے کو قبر میں زندوں کی طرح شعور بخش دیا جاتا ہے اور جب وہ باشعور ہوتا ہے تو پھر اسکو سماعت سے کون روک سکتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں۔

● ابن قیم کہتے ہیں کہ احادیث و آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ "جب کوئی شخص کسی قبر پہ آتا ہے تو صاحب قبر کو اس کی آمد کا علم ہوتا ہے اور وہ اس کا کلام سنتا ہے۔ نیز انس حاصل کرتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(شرح الصدور صفحہ ۲۰۲)۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ مُردے سنتے ہیں اور قبر پر آکر سلام کرنے والوں کا جواب بھی دیتے ہیں۔

● عقیل نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں قبرستان سے گزرتا ہوں تو کیا کوئی کلام ہے جو میں مردوں سے کروں؟

آپ نے فرمایا۔ تم یہ کہہ دیا کرو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّ نَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔ ابو رزین نے عرض کی۔ یارسول اللہ۔ کیا وہ سنتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے۔ پھر فرمایا کہ اے ابو رزین۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ ان کی بجائے انہی کی تعداد میں فرشتے تم کو جواب دیں؟

اور جواب نہ دے سکتے سے مراد ایسا جواب ہے جس کو انسان اور جنات نہ سنیں ورنہ وہ جواب ضرور دیتے ہیں" (شرح الصدور صفحہ ۱۸۶)۔ اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ مُردے سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔

● حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: علامہ سبکی نے فرمایا کہ مرنے کے بعد قبر میں روح کا اپنے جسم میں واپس آنا ہر مُردے کیلئے بروایتِ صحیحہ ثابت ہے۔ اور شہداء کا تو کیا ہی کہنا۔ لیکن گفتگو اس امر میں ہے کہ آیا وہ ارواح جسم میں باقی رہتی ہیں یا نہ۔ اور پھر یہ زندگی دنیا کی زندگی کی طرح ہوتی ہے یا اس سے مختلف؟ کیونکہ زندگی کیلئے روح کا ہونا یہ ایک امر عادی ہے امر عقلی نہیں۔ اب اگر اس بات پر کوئی دلیل قطعی قائم ہو جائے کہ جسم کو دنیا کی زندگی جیسی زندگی مل جاتی ہے تو اس کو مان لیا جائے گا۔ چنانچہ علماء کی ایک جماعت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے اسی قول کو لیا ہے۔" (شرح الصدور ص ۱۸۷)۔

اس سے ثابت ہوا کہ مُردہ کے جسم میں مرنے کے بعد قبر میں روح کو واپس لوٹا دیا جاتا ہے اور اس کو دوبارہ زندگی بخش دی جاتی ہے اور اسی لئے، ہم کہتے ہیں کہ مُردے سنتے ہیں اور اسمیں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

● ابوالشیخ نے عبید بن مرزوق سے روایت کی کہ" مدینہ میں ایک عورت تھی جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ وہ مر گئی اور حضور علیہ السلام کو پتہ نہ چلا۔ آپ کا ایک روز اُس کی قبر پر گزر ہوا۔ دریافت کیا کہ یہ قبر کس کی ہے؟۔ صحابہ نے عرض کی۔ اُم محجن کی۔ آپ نے فرمایا۔ وہی جو مسجد کا کام کیا کرتی تھی۔ عرض کی۔ جی ہاں یا رسول اللہ۔ پھر آپ نے دریافت کیا کہ" اے عورت" تو نے کون سا عمل اچھا پایا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ کیا یہ سنتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ پھر اُس عورت نے جواب دیا کہ سب سے بہترین عمل مسجد کی صفائی ہے۔" (شرح الصدور ص ۹۹)۔

اِس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ مُردے سنتے ہیں۔ ایسی اور بھی بہت سی احادیث و روایات اس سلسلے میں پیش کی جا سکتی ہیں مگر عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جب ہر مُردہ سنتا ہے تو انبیائے کرام اور بالخصوص ہمارے پیارے آقا و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ اولیٰ سنتے ہیں اور اس میں کسی کو کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہیئے۔

ایک سوال کا جواب

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ فَاِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الموتیٰ۔ (سورۃ الروم رکوع ۵) ۔ اے محبوب آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مُردے نہیں سنتے۔ اس کے جواب میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض ہے کہ اس آیت کریمہ میں مُردوں سے وہ مُردے مراد نہیں جو قبروں میں ہیں۔ بلکہ اس سے وہ کافر مراد ہیں جو گلیوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اشعۃ اللمعات" میں اور حضرت علامہ مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر نور العرفان" میں اس آیت کریمہ کا یہی معنی مراد لیا ہے۔ یعنی یہ جو کافر چلتے پھرتے ہیں یہ مردہ دلوں والے ہیں آپ ان کو حق بات سنا نہیں سکتے۔

نیز قرآن پاک کی ایک دوسری آیت کریمہ ہے۔ کہ مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ٥ (سورہ فاطر رکوع ۳) یعنی آپ قبروں میں پڑے ہوئے لوگوں کو سنا نہیں سکتے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مُردے نہیں سنتے۔ حالانکہ پہلی آیت کی طرح اس آیت کریمہ میں بھی مُردوں سے مراد کافر لوگ ہیں۔

چنانچہ اس آیت کریمہ کے ماتحت حضرت علامہ سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ" اس آیت میں کفار کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح مردے سنی ہوئی بات سے نفع نہیں اٹھا سکتے اور پند پذیر نہیں ہوتے، کفار کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ہدایت و نصیحت سے منتفع نہیں ہوتے۔ اس آیت سے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت میں قبر والوں سے مراد کفار ہیں نہ کہ مُردے" (تفسیر نور العرفان ص۶۷۵) ثابت ہوا کہ ان آیات کا قبر والے مُردوں سے کوئی تعلق نہیں اور ان سے عدم سماع موتی پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

• نیز ایک حدیث پاک میں ہے کہ" جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے ہیں تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے باران رحمت طلب کرتے اور کہتے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَیُسْقَوْنَ۔
اے اللہ۔ ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی علیہ السلام کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے اور تو ہمیں بارش سے سیراب فرمایا کرتا تھا۔ اب اے مولیٰ ہم تیری بارگاہ میں تیرے پیارے نبی علیہ السلام کے چچا (حضرت عباس) کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو ہمیں بارش عطا فرما۔

چنانچہ اس وسیلہ کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ سیراب کر دئے جاتے۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا۔ مخالفین کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ کے چچا حضرت عباس کا بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ پیش کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے حضور علیہ السلام (نعوذ باللہ) مُردہ ہیں اور وہ اب سُن نہیں سکتے۔

اس کا جواب دیتے ہوئے حضور غزالی زماں سیدی و مرشدی علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ " اگر غور کیا جائے تو اچھی طرح واضح ہو جائے گا کہ یہاں سے حضرت عباس کی ذات سے توسل نہیں ہے۔ یہ توسل بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِعَمِّ نَبِیِّکَ۔ اے اللہ ہم تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں۔ عَم مضاف ہے نبی کی طرف۔ یعنی حضرت عباس سے جو توسل کیا جا رہا ہے وہ اس نسبت اور اضافت کی بنا پر ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو انہی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ اس نسبت سے قطع نظر کر کے توسل نہیں۔ جب توسل کا دار و مدار اس نسبت و اضافت پر ہوا تو ثابت ہوا کہ یہ توسل حضرت عباس سے نہیں بلکہ حضور علیہ السلام سے ہے۔

فرق صرف اتنا ہے کہ قبل الوفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ توسل ہوتا تھا اور اب یہ توسل بالواسطہ ہے" (مقالاتِ کاظمی حصہ سوم ص۱۵)

معلوم ہوا کہ اس حدیث سے بھی منکرینِ سماعِ موتیٰ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔

بلکہ صحیح اور حق مسئلہ یہی ہے کہ مُردے سنتے ہیں اور ان کو ہر قسم کا شعور حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۔

تحریر کنندہ:۔
محمد حنیف اختر
صدر بزم سعید خانیوال

یکم دسمبر ۲۰۰۲ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تذکرۃ المقبور

مصنف

مجاہد اہلسنت
حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تذکرۃ القبور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم • نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ قبر ایک برحق مقام ہے اور ہر ایک نے مرنے کے بعد اس میں جانا ہے۔ قبر دنیا کی منزلوں میں سے آخری منزل اور آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ یہاں پر ہر انسان کو قیامت تک اکیلے رہنا ہے۔ قبر مومنوں کے لئے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ اور کافروں کیلئے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ قبرستان احترام کی جگہ ہے اور ہر قبر کا احترام کرنا مسلمانوں کیلئے لازم ہے۔ قبر پر پاؤں رکھنا گناہ ہے ایک حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "بے شک مجھے چنگاری یا تلوار پر چلنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر پر چلوں" (ابن ماجہ)۔ یعنی مجھے اگر تلوار یا چنگاری پر چلنا پڑے تو منظور کر لوں گا مگر قبر پر پاؤں رکھ کر اس کی بے ادبی مجھے ہرگز منظور نہیں ہے۔

فقہائے کرام لکھتے ہیں کہ قبرستان کا احترام بالکل اسی طرح کرنا چاہیئے جیسے مسجدوں کا احترام کیا جاتا ہے۔ جس طرح ایک جگہ پر مسجد بنا دی جائے تو وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی اسے شہید کر کے وہاں پر مکانات اور دوکانات وغیرہ ہرگز نہیں بنائی جا سکتیں اسی طرح جو جگہ قبرستان کیلئے وقف ہے وہاں پر بھی قبریں گرا کر مکانات نہیں بنائے جا سکتے۔

آج کل جو مسلمان ایسی حرکتیں بعض جگہوں پر کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے ڈرنا چاہیئے اور قبروں کو گرانے سے باز رہنا چاہیئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعض علماء تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ قبر والے مُردوں کا اسی طرح احترام کرنا چاہیئے جیسے دنیا میں زندہ آدمیوں کا کیا جاتا ہے۔ یعنی جہاں تک ہو سکے انسان کو قبر کی بے حرمتی سے بچنا چاہیئے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام پہلے کھلم کھلا ظاہری شکل و صورت میں آکر لوگوں کی رُوحوں کو قبض کیا کرتے تھے۔ یعنی آپ جس کی رُوح کو قبض کرنے کیلئے آتے اس کو آپ نظر آتے تھے بلکہ ان کے تمام گھر والے بھی آپکو دیکھتے تھے۔ جب اس کی رُوح کو نکال کر جانے لگتے تو تمام گھر والے آپ کو گالیاں دینے لگ جاتے۔ اسی طرح حضرت عزرائیل علیہ السلام لوگوں کی رُوحیں بغیر کسی درد اور تکلیف کے نکالتے تھے تو لوگ آپ پر لعنتیں بھیجتے۔

ایک دن ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ "میرا اس میں کیا قصور ہے" میں تو تیرے حکم پر عمل کرتا ہوں۔ چنانچہ ایک تو حضرت عزرائیل علیہ السلام کو رُوحیں نکالنے کیلئے چھپ کر جانے کا حکم ہوا اور دوسرا اللہ تعالیٰ نے اس وقت بیماریوں کو پیدا فرمایا۔

● جیسا کہ حضرت جابر بن زید سے روایت ہے کہ ملک الموت پہلے لوگوں کو بلا کسی درد و مرض کے وفات دیتے تھے تو لوگ ان کو لعنتیں بھیجتے اور گالیاں دیتے۔ چنانچہ آپنے بارگاہِ خداوندی میں شکوہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے امراض کو پیدا کر دیا۔ اب لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں بیماری کے باعث مر گیا۔ ملک الموت کا کوئی نام نہیں لیتا۔ (شرح الصدور)۔

قبر میں مرنے کے بعد لوگوں کو غسل و کفن دیکر اور نماز جنازہ پڑھ کر قبر میں دفنا دیا جاتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

● ایک حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب میت کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ اُسے دفن کرکے واپس لوٹنے والوں کی جوتیوں کی آواز کو سنتا ہے۔" (مشکوٰۃ شریف)۔ یعنی قبر میں جاتے ہی اُسے زندہ کر دیا جاتا ہے پھر منکر نکیر آ کر اس سے سوالات کرتے ہیں کہ "تیرا رب کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ اور تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے۔" قبر والا زندہ ہے تو اس سے یہ سوالات ہوتے ہیں۔ اگر مُردہ ہو تو پھر اس سے یہ سوالات کیسے ہوں گے۔ یہاں پر یہ بھی یاد رکھیں کہ کچھ اللہ کے مقدس بندے ایسے بھی ہیں کہ جن سے منکر نکیر قبر میں آ کر سوال نہیں کرتے۔

● چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مختلف روایات کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیلئے ایک دن سرحد پر مستعد رہا اس کا یہ عمل ایک ماہ کی نماز اور روزوں سے بہتر ہے اور اگر وہ اس حالت میں مر گیا تو اسے منکر نکیر سے نجات مل جائے گی۔ اسی طرح جو شخص اسہال کی بیماری میں فوت ہوا تو اس سے قبر میں سوال نہ ہو گا۔ جو شخص ہر رات سورہ تبارک الذی پڑھے گا وہ بھی قبر میں سوالات سے محفوظ رہے گا۔

اسی طرح جو شخص جمعہ کے روز یا جمعہ کی رات میں فوت ہو گیا وہ بھی فتنہ قبر (یعنی سوالات وغیرہ) سے محفوظ رہے گا۔ اور جو مسلمان طاعون کی بیماری سے فوت ہو گا وہ بھی منکر نکیر کے سوالات سے محفوظ رہے گا۔ لوگوں کے جو چھوٹے بچے فوت ہوتے ہیں آیا ان سے منکر نکیر سوالات کرتے ہیں یا نہیں؟ اگرچہ اس میں اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ ان سے بھی قبر میں سوالات نہیں کئے جاتے۔" (شرح الصدور)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مُردوں کے پڑوسی

جس طرح دنیا میں ہر شخص چاہتا ہے کہ اُس کے پڑوسی اچھے اور نیک ہونے چاہئیں تاکہ اس کی زندگی آرام اور سکون سے گزرے۔ اسی طرح ہمارے جو خویش و اقارب فوت ہو جائیں انہیں بھی نیک و صالح لوگوں کی قبروں کے پاس دفن کرنا چاہیئے تاکہ وہاں بھی ان کو تکلیف اور پریشانی نہ ہو۔

● چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " تم اپنے مُردوں کو نیک لوگوں کے پاس دفن کرو کیونکہ مُردے کو بھی بُرے پڑوسی سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو" (شرح الصدور)۔

● عبداللہ بن نافع مزنی سے روایت ہے کہ ایک شخص مدینہ شریف میں مرگیا تو اسے ایک شخص نے دیکھا کہ وہ جہنمی ہے تو اُسے بڑا غم ہوا۔ پھر سات آٹھ روز بعد وہ خواب میں نظر آیا تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ اہل جنت سے ہے۔ ان سے معاملہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اُس کے ہمراہ ایک نیک آدمی دفن کیا گیا ہے جس نے چالیس آدمیوں کے لئے شفاعت کی (اور وہ سب بخشے گئے ہیں) ان میں سے ایک میں بھی تھا۔" (حوالہ مذکورہ)۔

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ نیک آدمی کی صحبت سے جس طرح دنیا میں فائدہ ہوتا ہے ایسے ہی مرنے کے بعد بھی نیک لوگوں کی قربت فائدہ پہنچاتی ہے لہٰذا اپنے مرنے والوں کی قبریں نیک لوگوں کی قبروں کے ساتھ بنانی چاہئیں۔

میّت کا بولنا

اور جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو مرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ اس کو دیکھنے اور بولنے کی خصوصی طاقت عطا فرماتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میّت اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے، کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے کو پہچانتی ہے۔" (طبرانی)۔

• انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب لوگ جنازے کو اپنے کاندھوں پر اُٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ جلدی چلو اور اگر وہ بُرا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ ہائے افسوس مجھے کہاں لئے جاتے ہو۔ انسان کے علاوہ اسکی آواز کو ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان اسے سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔" (مسلم شریف)۔ ان دونوں احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد مُردے کو کلام کرنے کی طاقت دی جاتی ہے۔

میت پر رونا

نیز جس گھر میں فوتگی ہو جائے تو اس گھر میں زور زور سے روتے ہیں۔ چیخیں مارتے ہیں۔ بین کرتے ہیں۔ کچھ سینہ کوبی کرتے ہیں اور گریبان پھاڑ کر بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ازروئے شرع اظہارِ رنج وغم کے لئے اس موقع پر صرف آنسو بہانا تو جائز ہے اور رونا اور بین کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

• چنانچہ ابن سعد نے مقدام بن معدی کرب سے روایت کی ہے کہ "جب حضرت عمر کے زخم آئے تو حضرت حفصہ ان کے پاس آئیں اور کہا کہ: ہائے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے ساتھی اور اُن کے خسر اور مومنوں کے امیر" تو آپ نے فرمایا کہ اے بہن میرا کچھ حق اپنے اوپر سمجھتی ہو تو اب کبھی مجھ پر بین نہ کرنا۔ کیونکہ جب کسی میت کے وصف میں بین کر کے رویا جاتا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو فرشتہ اسکو ڈانٹتا ہے اور تکلیف دیتا ہے" (شرح الصدور)۔

● احمد نے ابو الربیع سے روائیت کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کے ساتھ ایک جنازہ میں شرکت کی تو آپ نے ایک آدمی کے چیخنے کی آواز سنی۔ آپ نے ایک شخص کو اُس کے پاس بھیج کر چپ کرایا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ نے اس کو کیوں چپ کرایا؟

آپ نے جواب دیا کہ میّت کے اوپر رونے سے میت کو تکلیف پہنچتی ہے حتیٰ کہ وہ قبر میں داخل ہو جائے" (حوالہ مذکورہ)۔ معلوم ہوا کہ فوتگی کے بعد میّت کے قریب اونچی آواز سے نہیں رونا چاہیئے۔ آج کل تو فوتگی کے موقع پر عورتیں اس قدر اونچی آواز سے بین کرکے روتی ہیں کہ صبر کا نام ونشان تک نہیں ہوتا۔ انہیں ان روایات سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے اور اونچی آواز سے رو کر اپنے اموات کو تکلیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہیئے۔

میت کا پہچاننا اور میت کو جب قبر میں دفنا دیا جاتا ہے تو اس کے بعد وہ آنے جانے والے کو پہچانتا ہے۔

● چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ "جب کوئی شخص اپنے جاننے والے کی قبر پہ آتا ہے اور اسے سلام کہتا ہے تو صاحب قبر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی ایسے شخص کی قبر پہ آتا ہے جس سے اُس کی جان پہچان نہیں تھی اور اسے سلام کہتا ہے تو وہ قبر والا بھی اسکے سلام کا جواب دیتا ہے"

(بیہقی شریف)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت کیلئے جاتا ہے تو وہ (یعنی میت) اس سے اُنس حاصل کرتا ہے اور اس کی باتوں کا جواب دیتا ہے۔" (کتاب القبور)

• ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ "میت کو سب سے زیادہ اُنس اس شخص کے آنے سے ہوتا ہے جو اس کا دنیا میں بہترین دوست ہو" (شرح الصدور)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ مرنے والے اپنی قبروں میں رہتے ہوئے ہر آنے جانے والے کو پہچانتے ہیں، ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں، ان سے اُنس کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی باتوں کا جواب بھی دیتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ قدرت کے مقررہ کردہ قانون کی بنا پر اُن کی آواز ہمیں سنائی نہیں دیتی۔

قبروں پر حاضری

اپنے فوت شدہ احباب کی قبروں پر ہر مسلمان کو جانا چاہیئے اور اس میں کئی فائدے ہیں۔

• حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میں نے تم کو زیارتِ قبور سے روکا تھا مگر اب تم اُن کی زیارت کیا کرو۔" (ابوداؤد)

• حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے روکا تھا۔ اب اجازت دیتا ہوں کیونکہ اس سے دنیا میں زہد پیدا ہوتا ہے اور آخرت یاد آتی ہے۔" (ابن ماجہ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِن حدیثوں سے ثابت ہوا کہ قبروں کی زیارت کیلئے جانا جائز ہے کیونکہ اس سے بندے کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے۔ اور اس طرح آخرت کیلئے نیک اعمال بجا لانے میں مدد ملتی ہے۔

مزاراتِ اولیاء پر حاضری

جب عام قبروں پر جانا جائز ہے تو اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات پر جانا بدرجہ اولیٰ جائز ہے لیکن وہاں کی حاضری کے آداب و مسائل سے واقف ہونا بہت ضروری ہے۔

• اعلیٰحضرت امام اہلسنت حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مزارات شریف پر حاضری کے وقت قدموں کی سے طرف سے جائے اور صاحبِ مزار کے چہرے کی طرف کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہو اور درمیانی آواز سے باادب سلام عرض کرے۔

السلام علیک یا سیدی و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پھر درود غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار۔ آیۃ الکرسی ایک بار۔ سورہ اخلاص سات بار، پھر درود غوثیہ تین بار۔ اور وقت ہو تو سورہ یٰسین اور سورہ ملک بھی تلاوت کرے اور اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ "الٰہی اِس قرات پر مجھے اتنا ثواب عطا فرما جو تیرے کرم کے قابل ہے۔ نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل۔ اور اسے میری طرف سے (اپنے) اِس بندہ مقبول کو عطا فرما۔ پھر اپنی جو جائز حاجت ہو اس کیلئے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے۔ پھر اسی طرح سلام عرض کر کے واپس آجائے۔ مزار شریف کو نہ ہاتھ لگائے۔ نہ بوسہ دے اور نہ طواف کرے کہ طواف بالاتفاق ناجائز ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(اور نہ سجدہ کرے کہ) سجدہ حرام ہے"۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم)

• نیز آپ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ "بلا شبہ کعبہ شریف کے علاوہ کسی اور جگہ کا طوافِ تعظیمی ناجائز ہے۔ اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے۔ اور بوسۂ قبر میں علماء کو اختلاف ہے۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ منع ہے۔ خصوصًا مزاراتِ اولیاء کرام کے بارے میں علمائے کرام نے وضاحت کی کہ قبر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہو یہی ادب ہے۔ پھر قبر کو بوسہ دینا کس طرح جائز ہو گا"۔ (احکام شریعت)۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ان ارشاداتِ عالیہ کی روشنی میں مزاراتِ اولیائے کرام پر حاضری دیتے وقت مذکورہ بالا تمام باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیئے اور انتہائی با ادب طریقے سے حاضری دینی چاہیئے۔

عورتوں کی حاضری؟

یہاں پر یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اولیائے کرام کے مزارات اور دیگر قبور کی زیارت کے لئے عورتوں کو جانا ہرگز جائز نہیں۔ عورتیں صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پہ جا سکتی ہیں کیونکہ وہاں پہ سب کیلئے جانا واجب یا واجب کے قریب تر ہے۔

اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جب مزارات پر عورتوں کی حاضری کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس کو ناجائز قرار دیا اور اس کے بارے میں پورا رسالہ لکھا جس کا نام "جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور" ہے۔

اس رسالہ میں دئیے گئے دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک ابتداء میں عورتوں کیلئے مزارات اور قبروں پر جانا جائز تھا۔ خود ام المؤمنین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روضہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دیتی تھیں۔ آپ جب حج پر تشریف لے جاتیں تو راستے میں مدفون اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پہ بھی حاضری دیتیں۔

نیز حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ جب تم زیارت قبور کیلئے قبرستان جاؤ تو پہلے اہل قبور کو سلام کیا کرو۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

لیکن بعد میں جب زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ عورتوں کے حالات بدل گئے تو فقہائے کرام نے عورتوں کا قبرستان میں جانا ناجائز قرار دے دیا۔ اگرچہ بظاہر یہ اچھا کام ہے کہ عورتیں اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دیں اور اکتسابِ فیض وبرکت کریں۔ اور اپنے خویش واقارب کی قبروں پر جائیں اور ان کی بخشش کی دعا مانگیں مگر چونکہ اِس زمانے میں خیر سے زیادہ شر کا اندیشہ ہے اور آثارِ صحابہ کرام اور فقہائے کرام کے فتاویٰ اس امر پر شاہد ہیں کہ ایسے کام جو شروع اسلام میں جائز تھے مگر حضور علیہ السلام کے زمانے کے بعد ان افعال سے خیر کی بجائے شر کے زیادہ ہونے کا اندیشہ ہوا تو صحابہ کرام نے ان جائز کاموں سے منع فرما دیا۔

مثلاً زمانہ نبوی میں عورتوں کا مساجد میں جانا جائز تھا۔ انہیں بھی پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا حکم تھا اور عورتیں سینکڑوں کی تعداد میں جماعت میں شامل ہوتی تھیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورتیں مسجدِ نبوی میں جاکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی رہیں۔ لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا اور آپ نے اپنی دوراندیش نگاہوں سے دیکھا کہ اب عورتوں کا گھروں سے باہر نکلنا فتنے کا باعث ہے تو آپ نے عورتوں کے مسجد نبوی میں جانے پر پابندی لگادی۔

عورتوں نے اس بات کی شکائیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جاکر کی تو آپ نے انہیں جواب میں فرمایا کہ "عورتوں میں جو باتیں اس وقت پیدا ہو چکی ہیں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ملاحظہ فرماتے تو آپ بھی اسی طرح انہیں مسجد میں جانے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا" (ابو داؤد)

جب نماز جیسے فرض کام کے لئے عورتوں کا مسجدوں میں جانا ناجائز قرار دے دیا گیا تو آج فتنہ و فساد کے زمانے میں زیارتِ قبور جیسے فعل کے لئے عورتوں کو کس طرح جانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لئے اعلیحضرت فاضل بریلوی کا مذکورہ رسالہ ملاحظہ فرمائیے۔

حرفِ آخر الغرض قبر کو ہر مسلمان کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیئے اور قبر کی ہر طرح تعظیم بھی کرنی چاہیئے۔

قبر کے عین اوپر چراغ جلانا یا اگر بتی سلگانا جائز نہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہاں قبر سے علیحدہ نیچے اگربتی سُلگائے یا اس نیت سے چراغ جلائے کہ گزرنے والے روشنی کو دیکھ کر ایصالِ ثواب کرکے خود بھی ثواب پائیں گے اور صاحبِ قبر کو بھی فائدہ پہنچائیں گے تو جائز ہے۔

قبر پر پھول ڈالنا بھی جائز ہے کیونکہ وہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کرتے رہیں گے جس سے میت کا دل بہلتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی رہے گی۔

فتاوٰی عالمگیری میں ہے کہ قبروں پر گلاب اور پھولوں کا رکھنا اچھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنَ۔

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر

منذر بزم سعید خانیوال

یکم جولائی ۲۰۰۵ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ○

تمھید

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ موت برحق ہے اور ایک اٹل حقیقت ہے۔ موت ہر جاندار پر آنی ہے اور کوئی بھی موت سے بچ نہیں سکتا۔ چونکہ انسان خطا کا پُتلا ہے اس لئے اسے مرنے کے بعد گناہوں کی وجہ سے قبر میں پریشانی کا سامنا ہوتا ہے۔ اگر اس کے لواحقین اور خویش و اقارب اس کیلئے ختم شریف اور ایصالِ ثواب کا اہتمام کریں تو اس کا مرنے والے کو لازمی طور پر فائدہ پہنچے گا اور اسکے طفیل اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ اس کا باقاعدہ قرآن و حدیث میں ثبوت موجود ہے۔ نیز اکثر احباب کو ختم شریف پڑھنے اور اپنے فوت ہونے والے احباب کو ثواب پہنچانے کا طریقہ ہی معلوم نہیں ہوتا۔ بنابریں ذیل میں پہلے ایصالِ ثواب کا ثبوت اور پھر ختم شریف کا طریقہ تحریر کیا جاتا ہے۔ یہ رسالہ ملک بھر میں اتنا مقبول ہوا ہے کہ اس کے تین ایڈیشن پہلے شائع ہو چکے ہیں اور اب احباب کے پُرزور مطالبے پر اس کا یہ چوتھا ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن پاک سے ثبوت

سب سے پہلے قابلِ غور امر یہ ہے کہ ہم اپنے فوت ہونے والوں کو جو ثواب پہنچاتے ہیں اور ان کے لئے جو دعائے مغفرت کرتے ہیں آیا اس سے ان کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مرحومین کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ (سورۃ حشر) یعنی مومن یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی بخش دے جو ایمان کے ساتھ (اس دنیا سے) رخصت ہو چکے ہیں ۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاں اپنے لئے مغفرت کی دعا مانگنے کا حکم دیا ہے وہاں اپنے فوت ہونے والے مسلمان بھائیوں کیلئے بھی بخشش کی دعا مانگنے کا حکم دیا ہے ۔ اگر مرنے والوں کو اس دعا کا کوئی فائدہ نہ پہنچتا تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اس امر کا ہرگز حکم نہ دیتا ۔ ☆ اور خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قرآن پاک میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور رہے ۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ترجمہ :۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بخش دینا اور تمام مومنوں کو بخش دینا جس دن کہ قیامت قائم ہو ۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جہاں اپنے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں وہاں تمام مومنوں کیلئے بھی یہی دعا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمار ہے ہیں تو ثابت ہوا کہ مرنے والوں کو بخشش کی دعا سے فائدہ پہنچتا ہے

حدیث شریف سے ثبوت

قرآن پاک سے ثبوت کے بعد اب احادیث مبارکہ سے ثبوت ملاحظہ فرمائیں ☆ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سعد بن عُبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی ''یا رسول اللہ'' میری ماں فوت ہو گئی ہے۔ ان کیلئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِيْرًا وَ قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔ آپ نے فرمایا کہ ''پانی'' پس انہوں نے کنواں کھُدوایا اور کہا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے واسطے ہے۔ (ابوداوٗد) اس حدیث پاک کے مطابق اگر حضرت سعد کی والدہ ماجدہ کو پانی کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو ہمارے فوت ہونے والوں کو بھی کھانوں وغیرہ کا ثواب پہنچ سکتا ہے۔ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ ''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرے باپ کا انتقال ہو گیا ہے اور انہوں نے مال تو چھوڑا ہے لیکن وصیت نہیں کی۔ اگر میں صدقہ کروں تو کیا وہ ان کے گناہوں کیلئے کفارہ ہو گا۔؟ قال نعم۔ آپ نے فرمایا ''ہاں'' (مسلم شریف) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ میت کو جس چیز کا بھی صدقہ کر کے ثواب پہنچایا جائے پہنچ جاتا ہے اور وہ اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ ☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "ایک عورت نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ صدقہ کرتیں۔ اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا کافی ہو گا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا. یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کرو۔ (ابوداؤد شریف) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے کوئی صدقہ وغیرہ کیا جائے تو اس کو لازمی اس کا ثواب ملتا ہے۔ ☆ حدیث شریف میں ہے کہ "ایک شخص نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں اپنی زندگی میں اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ اب ان کی وفات کے بعد ان سے کیسے اچھا سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْمَوْتِ اَنْ تُصَلِّيَ لَهُمَا مَعَ صَلٰوتِکَ وَ تَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صِيَامِکَ. یعنی ان کی وفات کے بعد اچھا سلوک یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان دونوں کیلئے بھی نماز پڑھ اور اپنے روزوں کے ساتھ ان دونوں کیلئے بھی روزے رکھ۔" (فتح القدیر) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ میت کے ایصال ثواب کیلئے اگر نمازیں پڑھی جائیں اور روزے رکھے جائیں تو ان کو ان کا ثواب پہنچ جاتا ہے۔ ☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم اپنے مردوں کیلئے دعا کرتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں اور انکی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔ کیا یہ مردوں تک پہنچتا ہے؟ فَقَالَ اَنَّهٗ یَصِلُ اِلَیْھِمْ وَ یَفْرَحُوْنَ بِهٖ کَمَا یَفْرَحُ اَحَدُکُمْ بِالْھَدِیَّةِ۔ فرمایا ہاں بے شک پہنچتا ہے اور مُردے اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تم ہدیہ سے خوش ہوتے ہو۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ صدقہ، خیرات، دعا اور حج کا ثواب مُردوں کو پہنچ جاتا ہے۔ ☆ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر ختم شریف پڑھنا کہیں ثابت نہیں۔ حالانکہ ختم شریف میں کھانا سامنے رکھ کر قرآنی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ اور ہر مسلمان کو حکم ہے کہ کھانا شروع کرتے ہوئے پہلے بسم اللہ شریف پڑھی جائے۔ یہ بھی قرآن پاک کی آیت ہے اور اس وقت کھانا بھی سامنے ہوتا ہے۔ اگر کھانا سامنے رکھ کر قرآن پاک کی ایک آیت (یعنی بسم اللہ شریف) پڑھنا جائز ہے تو اگر اس وقت چند آیات اور سورتیں ملا کر پڑھی جائیں تو یہ بھی جائز ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ غزوۂ تبوک کے دن لوگوں کو بھوک لگی۔ حضور علیہ السلام نے ایک دسترخوان بچھایا اور توشہ طلب کیا۔ جس کے پاس جو کچھ تھا اس نے لا کر دسترخوان پر رکھ دیا۔ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمْ بِالْبَرَکَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْ فِیْ اَوْعِیَتِکُمْ۔ پھر حضور علیہ السلام نے اس پر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ اسے اپنے برتن میں رکھ لو۔ (مسلم شریف) اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ کھانا حضور علیہ السلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے سامنے ہے اور آپ اس پر دعا فرما رہے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دعا دل میں مانگنی چاہیئے۔ ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا اور دعا مانگنا ثابت نہیں۔ حالانکہ یہ کہنا بھی غلط ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ جب تم اللہ سے سوال کرو تو اپنی ہتھیلیوں کے پیٹ اوپر کر کے سوال کرو۔ اپنی ہتھیلیوں کی پُشت کو اوپر کر کے سوال نہ کرو۔'' (ابوداؤد شریف) اس حدیث پاک سے دعا میں ہاتھ اٹھانے کا جواز ثابت ہوا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ فِی الدُّعَاءِ لَمْ یُحُطِھَا حَتّٰی یَمْسَحَ یعنی رسول اللہ ﷺ جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو جب تک منہ پر ہاتھ نہ پھیر لیتے اس وقت تک نیچے نہ کرتے'' (ترمذی شریف) ثابت ہوا کہ کھانا سامنے کر قرآنی آیات (ختم شریف) پڑھنا، دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا اور دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا یہ سب کچھ جائز ہے اور نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ بلکہ ایک حدیث پاک میں رسول ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا۔ یَسْتَحْیِ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اِلَیْہِ اَنْ یَرُدَّ ھُمَا صِفْرًا جب کوئی بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے خالی واپس کرنے سے حیا فرماتا ہے۔ (بیہقی شریف) لہٰذا اے میرے مسلمان بھائیو ختم شریف پڑھو، دعائیں مانگو اور رب کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاؤ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آداب فاتحہ

ختم شریف کیلئے اشیاء حلال اور پاک ہونی چاہئیں ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (پ ۴) یعنی تم اس وقت تک بھلائی کو نہیں پا سکتے جب تک اللہ کے راہ میں اپنی پسندیدہ چیز خرچ نہ کرو ۔ لہذا صدقہ و خیرات میں وہ چیزیں دو جو خود تمہیں محبوب ہوں ۔ مثلاً گوشت، شربت، موسمی پھل، دودھ، زردہ اور بریانی وغیرہ ۔ ان سب پر ختم شریف درست ہے لیکن میٹھی چیزیں زیادہ بہتر ہیں ۔ کیونکہ حدیث پاک میں ہے ۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ. کہ رسول اللہ ﷺ حلوا اور شہد کو بہت پسند فرماتے تھے (بخاری شریف) اس حدیث پاک میں حلوا سے مراد ہر میٹھی چیز ہے ۔ لہذا ختم پاک میں میٹھی چیز کا شامل ہونا بہتر ہے ۔ لہذا ایک تو یہ حلال وطیب اشیاء اور پھر ان پر اللہ پاک کا پاک قرآن (یعنی ختم شریف) پڑھا جانا یہ سونے پر سہاگہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (سورہ انعام) یعنی جن چیزوں پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تم ان کو کھاؤ اگر تم اللہ کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو ۔ اس آیت کریمہ میں حکم عام ہے ۔ یعنی جس چیز پر بھی اللہ کا نام لیا جائے اس کا کھانا جائز ہے ۔ لہذا تیجہ، دسواں، چالیسواں، گیارہویں شریف، میلاد شریف اور ختم شریف کے کھانے وغیرہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سب اسی آیت کریمہ سے ثابت ہوئے۔ کیونکہ ان کھانوں پر اللہ کا نام ہی لیا جاتا ہے اور قرآن پاک بھی پڑھا جاتا ہے۔ اور آدابِ فاتحہ میں سے یہ امر بھی ہے کہ فاتحہ خلوص کے ساتھ دلائی جائے اور اس میں دکھلاوے اور ریا کاری کا دخل نہیں ہونا چاہیئے۔ کچا پیاز، لہسن، نشہ آور شے اور گلی سڑی چیز پر فاتحہ ہرگز نہ دلائی جائے۔ بہت سے لوگ ہندوؤں اور غیر مسلموں کی دکانوں سے مٹھائی یا پھل وغیرہ خرید کر اس پر فاتحہ دلاتے ہیں۔ یہ جائز نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ گھر میں احتیاط کے ساتھ کھانا پکا کر فاتحہ دلائی جائے اور اگر گھر میں نہ پکا سکیں تو کسی پرہیزگار مسلمان کو دوکان سے اشیاء خرید کر فاتحہ دلائیں۔

طریقہ فاتحہ

فاتحہ یعنی ختم شریف دینے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ پاک جگہ پر باوضو ہو کر دوزانو بیٹھیں اور جس چیز پر ختم دینا ہو وہ سامنے رکھیں، پانی کا گلاس بھی ساتھ رکھیں۔ لوبان یا اگربتی سلگائیں۔ اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ پڑھکر قرآن پاک کا ایک رکوع جہاں سے یاد ہو پڑھیں۔ پھر بسم اللہ شریف پڑھیں اور اس کے آگے یہاں سے ختم شریف شروع کریں۔ پہلے ایک مرتبہ سورہ قل یایھا الکافرون پوری پڑھیں۔ پھر سورہ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد تین دفعہ مکمل پڑھیں۔ اس کے بعد سورہ قل اعوذ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

برب الفلق ایک بار پڑھیں ۔ پھر سورہ قل اعوذ برب الناس ایک بار مکمل پڑھیں ۔ اس کے بعد سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف ایک بار پوری پڑھیں ۔ پھر بسم اللہ شریف پڑھ کر الم سے شروع کریں اور هم المفلحون تک پڑھیں ۔ اس کے بعد آگے ختم یہاں سے شروع کریں ۔ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّ احِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ٥ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَا لِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ٥ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يَا يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ صَلُّوْ عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْ تَسْلِيْمًا ٥ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ ط سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ ٥

بخشنے کی ترکیب

مذکورہ بالا ختم شریف پڑھنے کے بعد اس طرح دعا مانگیں "اے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ جو کچھ میں نے کلام پاک پڑھا ہے اور جو کچھ کھانا اور شیرینی وغیرہ حاضر ہے اس کا ثواب حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بطور ہدیہ پیش فرما۔ آپ کے وسیلہ سے تمام انبیائے کرام، رسل عظام، صحابہ کرام، اہلبیت، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، تمام اولیائے کاملین اور جمیع مسلمین و مسلمات اور مومنین و مومنات کو اس کا ثواب پہنچا۔ حضور علیہ السلام کے وسیلہ جلیلہ سے اس کا ثواب دوگنا چوگنا فرما کر بالخصوص فلاں صاحب کو اس کو ثواب پہنچا۔ (یہاں جس کو ثواب پہنچانا مقصود ہو "فلاں کی جگہ" اس کا نام لیں) اور پھر دعا کے آخر میں یہ الفاظ کہیں۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَھْلَبَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۵ اٰمِیْنَ ۵ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۵

حرفِ آخر

مذکورہ بالا سطور میں ختم شریف پڑھنے اور اسے بخشنے کا طریقہ آپ نے پڑھ اور سمجھ لیا ہے۔ اپنے فوت ہونے والے احباب کیلئے آپ صدقہ و خیرات کریں۔ انہیں قرآن پاک پڑھ کر ایصالِ ثواب کریں اور ان کیلئے بخشش کی دعا کریں انشاءاللہ ان تمام چیزوں سے مرحوموں کو فائدہ ہوگا۔ اور ان سے انکی بخشش ہو جائے گی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ زندوں کا اپنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مردوں کیلئے سب سے بہترین تحفہ ان کیلئے استغفار کرنا ہے۔ (شرح الصدور ص 287) اور طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت کی کہ اللہ تعالیٰ ایک نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند فرماتا ہے تو بندہ پوچھتا ہے کہ اے اللہ یہ کس سبب سے ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تیری اولاد کے استغفار کے باعث ہے" (حوالہ مذکورہ) معلوم ہوا کہ مردوں کیلئے اگر استغفار کیا جائے یعنی ان کی بخشش کیلئے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس سے ان مرحومین کی بخشش فرمادیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض صالح لوگ فرماتے ہیں کہ اگر زندے نہ ہوتے تو مردے تباہ ہو جاتے" (حوالہ مذکورہ) اب رہا یہ سوال کہ ہم لوگ میت کے ایصالِ ثواب کے لئے جو کھانے اور پھل فروٹ وغیرہ رکھتے ہیں کیا یہ بھی میت تک پہنچتے ہیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں یہ ضرور پہنچتے ہیں اور اس کی دلیل یہ حدیث پاک ہے جو طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص میت کو ایصالِ ثواب کرتا ہے تو حضرت جبریل اسے ایک نوری طباق میں رکھ کر اس کی قبر کے کنارے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "اے قبر والے" یہ ہدیہ تیرے لئے تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے قبول کر۔ یہ سُن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں۔" (شرح الصدور ص 290) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ میت کو کھانے وغیرہ ہر چیز کا ثواب پہنچ جاتا ہے لہذا اے میرے مسلمان بھائیو۔ اپنے اموات کے ساتھ دوستی کا ثبوت دو اور ختم شریف پڑھ کر انہیں زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنَ ۝

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال

یکم جولائی 2006ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فضائل درود شریف

(احادیث کی روشنی میں)

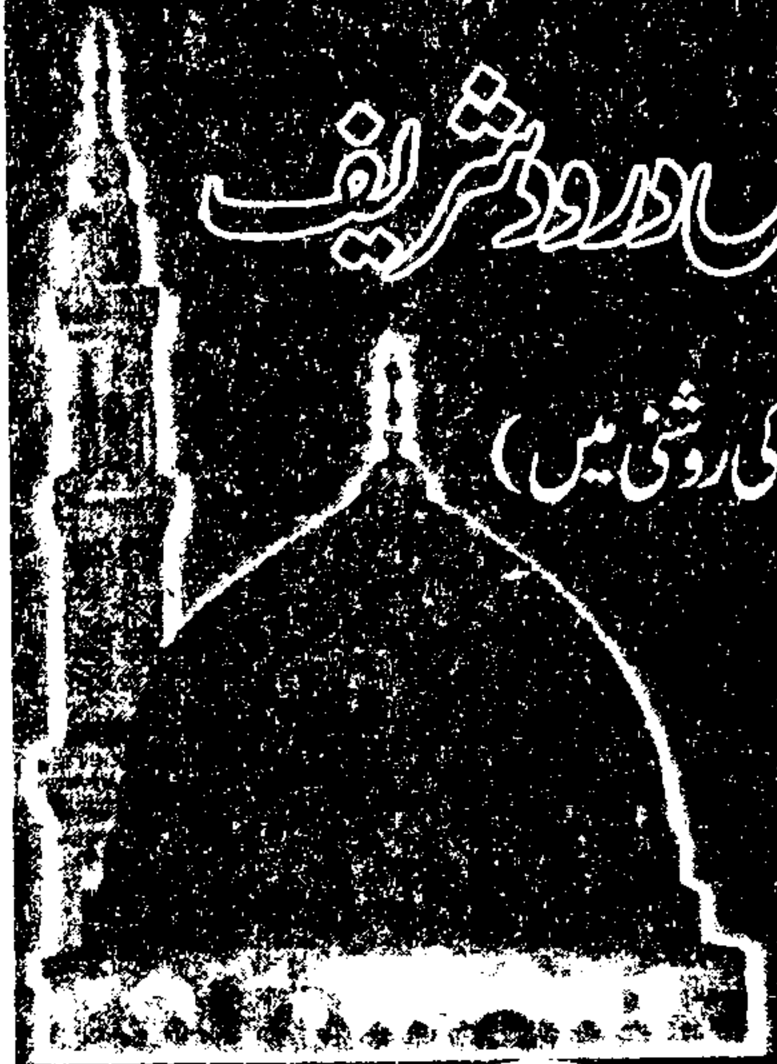

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

٥١٠

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ○

تمہید

حضور اکرم نور مجسم حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود پاک پڑھنا ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے۔ درود پاک پڑھنے کے بے شمار فضائل ہیں۔ درود شریف پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ ایسے شخص پر اللہ کے فرشتے درود پڑھتے ہیں۔ درود پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے غصے سے محفوظ رہتا ہے۔ ایسے بندے کا اللہ تعالیٰ رزق فراخ کر دیتا ہے۔ درود شریف پڑھنے سے دشمن پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ ایسے شخص کی محبت لوگوں کے دل میں بڑھ جاتی ہے۔ درود پڑھنے سے دل کو سکون ملتا ہے۔ ایسے شخص کے عیبوں پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دیتا ہے۔ ایسے بندے کو کسی کی بددعا نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اس کے گناہوں کی آگ بجھ جائے گی۔ اس کی عمر میں برکت ہوگی۔ اس کے گھر میں ہر حال میں سلامتی ہوگی۔ درود پڑھنے والا موت کے وقت سختی سے محفوظ رہے گا۔ اس کو موت سے پہلے توبہ کی توفیق ملے گی۔ اس کا نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں لیا جائے گا۔ اس کو پیارے آقا علیہ السلام کا قرب اور آپ کی شفاعت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نصیب ہوگی۔ایسا شخص مرنے سے پہلے جنت میں اپنی جگہ دیکھ لے گا۔پل صراط سے بجلی کی طرح سلامتی سے گزر جائے گا۔اس کو حوض کوثر سے پانی پینا نصیب ہوگا اور جنت میں اس کو بڑے بلند درجے حاصل ہوں گے۔ذیل میں درود شریف کے فضائل کے بارے میں چند ایمان افروز احادیث مبارکہ درج کی جارہی ہیں اور ساتھ ہی ان کی مختصر تشریح تحریر کرجارہی ہے۔(**وَمَاتَوفِيقِي اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ**)

دس گناہ معاف

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔اس کے دس گناہوں کو معاف فرمائے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا''۔(نسائی شریف) اس ایمان افروز حدیث پاک کو ایک بار پھر غور سے پڑھیئے اور اندازہ کیجئے کہ صدق دل سے ایک بار درود پاک پڑھنے کا کتنا ثواب ہے اور اگر کوئی ہر روز ایک سو مرتبہ یعنی صرف ایک تسبیح درود شریف پڑھے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس پر ایک ہزار مرتبہ اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے گا۔اس کے ایک ہزار درجے بلند فرمائے گا اور اس کے ایک ہزار گناہوں کو معاف فرمائے گا۔آج کل اکثر لوگ پریشان حال زندگی گزار رہے ہیں اور ان کو اطمینان وسکون قلب میسر نہیں ایسے لوگوں کو درود پاک کثرت سے پڑھنا چاہیے اور اس کا زیادہ سے زیادہ ورد کرنا چاہیے۔ذرا سوچئے کہ اگر صرف سو بار درود پڑھنے سے ایک شخص پر اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ کی ایک ہزار رحمتیں نازل ہوں اور ایسا ہر روز ہو تو وہ شخص پھر کیسے پریشانی میں مبتلا رہ سکتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ہر روز زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھنے کو اپنا شعار بنائیں۔

خوشی کا مقام

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ "ایک دن حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس اس طرح تشریف لائے کہ آپ کا چہرہ مبارک بہت ہشاش بشاش تھا میں نے عرض کیا کہ آقا آج تو آپ بہت خوش نظر آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بھلا میں کیوں نہ خوش ہوں کہ ابھی ابھی حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا آپ اس بات پر راضی ہیں کہ آپ کا کوئی امتی آپ پر ایک بار درود پاک پڑھے تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس رحمتیں بھیجیں اور اس کے دس گناہوں کو مٹادوں اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دوں" (القول البدیع)۔ اس حدیث پاک کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر ہم ہر نماز کے وقت ایک تسبیح درود شریف پڑھنے کو اپنا معمول بنالیں تو پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنے کتنے انعامات واکرامات فرماتا ہے اور ہم سے وہ کتنا خوش ہوتا ہے۔

قیامت میں قریب

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والا ہوگا"۔ (ترمذی شریف)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واضح رہے کہ قیامت کا دن بڑا سخت دن ہوگا اور یہ پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا۔ اس دن ہر ایک کو اپنی اپنی فکر لگی ہوئی ہوگی اور ہر شخص نفسا نفسی نفسی پکار رہا ہوگا۔ اس دن باپ بیٹے کا اور بیٹا ماں کا اور بھائی بھائی کا دشمن ہوگا۔ وہاں پر کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا۔ صرف اپنے پیارے آقا ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھنے والے امن وسکون میں ہوں گے اور حضور علیہ السلام کے انتہائی قریب ہوں گے۔ (سبحان اللہ...... سبحان اللہ)

باطن کی پاکیزگی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھ پر درود پاک پڑھو کیونکہ مجھ پر درود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کا کفارہ اور تمہارے باطن کی پاکیزگی ہے۔ اور جو مجھ پر ایک بار بھی درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ درود شریف پڑھنے والے کے باطن کی صفائی ہوتی ہے اور اس کا دل پاک وصاف ہوجاتا ہے۔ اور قرآن کہتا ہے۔ **قد افلح من تزکیٰ**۔ جس کا دل صاف ہوگیا وہ کامیاب ہو جائے گا۔ لہٰذا باطنی پاکیزگی کے حصول کے لئے درود پاک کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

دنیا و آخرت میں کامیابی

ایک روایت میں ہے کہ کسی شخص نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا، کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آپ کی ذات پر درود پاک پڑھنا وظیفہ بنا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوں تو کیسا رہے گیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے ایسا کرلیا تو اللہ تعالیٰ تیرے دنیا و آخرت کے تمام معاملات کے لئے کافی ہے۔" (القول البدیع)۔ اس دنیا میں کون سا ایسا شخص ہے جو دنیا و آخرت میں کامیابی نہ چاہتا ہوں یعنی ہر ایک کی یہی تمنا ہے کہ میری دنیا کی زندگی بھی پرسکون گزرے اور آخرت میں بھی مجھے کامیابی نصیب ہو۔ تو اس کا بہترین حل یہ ہے کہ ایسا شخص دن رات اور صبح و شام ہر وقت درود شریف کا وظیفہ اپنا معمول بنا لے۔

سو حاجتیں پوری ہوں گی

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت کے دن تم میں سے وہ شخص میرے زیادہ قریب ہوگا جس نے مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھا ہوگا اور تم میں سے جو جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی (100) سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ 70 حاجتیں آخرت کی اور 30 دنیا کی اور اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو مقرر کر دیا ہے جو درود پاک کو لے کر میرے دربار میں حاضر ہوتا ہے۔ جیسے تمہارے پاس ہدیے آتے ہیں۔ اور وہ فرشتے عرض کرتا ہے "حضور" یہ درود پاک کا ہدیہ آپ کے فلاں امتی نے بھیجا ہے جو فلاں کا بیٹا اور فلاں قبیلے کا ہے تو میں اس درود شریف کو نور کے ایک سفید صحیفے میں محفوظ کر لیتا ہوں"۔ (سعادۃ الدارین)۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جمعہ والے دن درود پاک پڑھنے کے بہت زیادہ فوائد ہیں اور جو شخص جمعہ والے دن درود پاک پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرماتا ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص خلوص و محبت سے درود پاک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑھتا ہے اور جتنی بار پڑھتا ہے اس کا اتنی مرتبہ نام نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لیا جاتا ہے اور یہ ایک بہت بڑی خوش نصیبی ہے۔

احد پہاڑ جتنا ثواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک قیراط اجر لکھتا ہے۔ اور قیراط احد پہاڑ جتنا ہے"۔ (القول البدیع) یہ احد پہاڑ مدینہ منورہ میں واقع ہے اور کافی لمبا چوڑا ہے۔ اسی پہاڑ کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں مذکورہ حدیث پاک سے واضح ہوا کہ درود پاک پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ لمبا چوڑا ثواب عطا فرماتا ہے۔

پل صراط پر آسانی

حضرت عبدالرحمان بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے آج رات ایک عجیب منظر دیکھا کہ "میرا ایک امتی پل صراط سے گزرنے لگا۔ کبھی وہ چلتا ہے کبھی وہ گر پڑتا ہے اور کبھی لٹک جاتا ہے۔ اتنے میں اس کا مجھ پر پڑھا ہوا درود پاک آیا اور اس امتی کا ہاتھ پکڑ کر اسے سیدھا کھڑا کر دیا اور پھر اس کو پکڑ کر پل صراط سے پار کر دیا"۔ (سعادۃ الدارین)۔ معلوم ہوا کہ اگر ہم ذوق وشوق اور محبت وعقیدت سے درود پاک پڑھیں گے تو یہ ہمیں پلصراط پر بھی کام آئے گا اور وہاں پر آسانی سے گزر جانے میں ہماری مدد فرمائے گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فقر کا خاتمہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ روائیت کرتے ہیں کہ "ہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بہترین اعمال کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا "سچ بولنا اور امانت کا ادا کرنا۔ اس نے عرض کی حضور کچھ اور ارشاد فرمایئے آپ نے فرمایا تہجد کی نماز اور گرمیوں کے روزے پھر عرض کیا۔ حضور کچھ اور ارشاد فرمایئے؟ ذکر الہٰی کی کثرت کرنا اور مجھ پر درود پاک پڑھنا فقر کو دور کرتا ہے عرض کیا۔ کچھ اور ارشاد فرمایئے آپ نے فرمایا کہ جو کسی قوم کا امام بنے تو ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ مقتدیوں میں کچھ لوگ بوڑھے بھی ہوتے ہیں بیمار بھی ہوتے ہیں اور بچے بھی ہوتے ہیں اور کام کاج والے بھی ہوتے ہیں۔ (القول البدیع) اس حدیث میں جہاں دیگر چند نیک اعمال کا ذکر کیا گیا ہے وہاں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ درود شریف پڑھنے سے فقر اور محتاجی دور ہوتی ہے اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔ یعنی درود پاک پڑھنے کی برکت سے انسان کسی کا محتاج نہیں رہتا لہٰذا کثرت سے درود پاک پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

روز قیامت شفاعت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو مجھ پر درود پاک پڑھے میں اس کا قیامت کے دن شفیع بنوں گا (القول البدیع) ایک دوسری حدیث میں آپ نے ارشاد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا کہ مجھ پر درود پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ تمہارا درود پاک پڑھنا تمھارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور میرے لئے اللہ تعالیٰ سے درجہ اور وسیلہ کی دعا کیا کرو کیونکہ رب کے دربار میں میرا وسیلہ تمہارے لئے شفاعت ہے (حوالہ مذکورہ) ان دونوں احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ درود پاک پڑھنے والے شخص کی نبی کریم ﷺ قیامت والے دن لازمی طور پر شفاعت فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے راضی ہو کر اس کی ضرور بالضرور بخشش فرمادے گا۔

بخیل کون ہے؟

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مرتبہ رات کے وقت کچھ سی رہی تھیں کہ ہاتھ سے سوئی گر گئی آپ تلاش کرنے لگیں مگر سوئی نہ ملی اتنے میں اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ نے تبسم فرمایا جس سے سارا کمرہ روشن ہو گیا اور سوئی مل گئی اس پر حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ آپ کا چہرہ کتنا روشن ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو مجھے قیامت کے دن دیکھ نہ سکے گا عرض کی حضور وہ کون ہو گا جو آپ کو دیکھ نہ سکے گا؟ آپ نے فرمایا وہ بخیل ہے حضرت عائشہ نے پھر عرض کی۔ بخیل کون ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے میرا نام مبارک سنا اور مجھ پر درود پاک پڑھا (القول البدیع) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی سن کر آپ پر درود پاک نہ پڑھے وہ سب سے بڑا بخیل ہے اور ایسا شخص قیامت کے دن دیدار مصطفےٰ علیہ السلام سے محروم رہے گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بدبخت کون ہے؟

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے پہلی سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا۔ آمین ۔ پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا۔ آمین۔ اس کے بعد منبر کی تیسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا۔ آمین۔ صحابہ کرام نے عرض کی۔ حضور آپ نے یہ تین مرتبہ آمین کیوں ارشاد فرمائی؟ آپ نے فرمایا کہ جب میں منبر کی پہلی سیڑھی پر چڑھا تو اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ بدبخت ہے وہ شخص جس نے رمضان شریف کو پایا اور اس کے روزے نہ رکھ کر اپنے آپ کو نہ بخشوایا میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو حضرت جبرائیل نے عرض کی کہ بدبخت ہے وہ شخص جس نے اپنی زندگی میں والدین کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت کو نہ پایا۔ میں نے کہا۔ آمین پھر جب میں نے منبر کی تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو حضرت جبرائیل نے پھر کہا کہ "بدبخت ہے وہ شخص جس کے پاس آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود پاک نہ پڑھے۔ میں نے کہا آمین" (بخاری شریف)۔ معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر آپ پر درود پاک نہیں پڑھتا اس کے متعلق بددعا حضرت جبرائیل امین کی ہے اور اس پر آمین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ تو ایسے شخص کا جو حال ہوگا اس کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

چاہیے اور اس سے ہرگز غافل نہیں ہونا چاہیے۔

مصافحہ میں درود

حضرت انس رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہوئے درود پاک پڑھتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔(سعادۃ الدارین) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ آپس میں مصافحہ و ملاقات کے وقت درود پاک پڑھنا بڑے اجر و ثواب اور گناہوں کے کفارے کا باعث ہے لہٰذا جب بھی کسی رشتہ دار یا مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو اس وقت دونوں کو درود پاک ضرور پڑھنا چاہیے۔

سب کی دعا

رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے۔اس پر اللہ کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس پر اللہ خود بھی درود بھیجتا ہے۔اور اس کے لئے زمینوں آسمانوں کی ہر چیز حتیٰ کہ چرند پرند اور شجر و حجر بھی دعا کرتے ہیں(القول البدیع)۔سبحان اللہ۔اس حدیث پاک سے درود شریف پڑھنے والے کی شان و عظمت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔جس پر اللہ اور اس کے فرشتے خود رحمتوں کا نزول فرمائیں اور اس پر خصوصی نظر کرم فرمائیں تو اس سے بڑا خوش قسمت انسان اور کون ہوسکتا ہے۔

خاتمہ

درود شریف کی شان وعظمت کی مذکورہ بالا چند احادیث مبارکہ آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔ ان سے آپ خود درود پاک کے بہترین وظیفہ ہونے کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ہمیں ہر وقت درود پڑھنے کی عادت بنا لینی چاہیے اور ہر کام میں درود پاک ضرور پڑھنا چاہیے۔ کسی مجلس میں بیٹھتے اٹھتے وقت، رات کو سوتے وقت اور سو کر اٹھتے وقت، گناہ کے بعد توبہ کے وقت، کسی بات کے بھول جانے کے وقت، مصیبت اور سختی کے وقت، انتہائی غربت کے وقت، سفر اختیار کرتے وقت، خوشبو سونگھتے وقت، کاروبار یا تجارت کا آغاز کرتے وقت، کسی دعوت میں شامل ہوتے وقت اور کسی چیز کے اچھا لگتے وقت درود پاک لازمی پڑھنا چاہیے۔ غرض یہ کہ یہ ایک بہت بڑی عبادت وسعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) **وما علینا الا البلغ لمبین ٥**

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال

یکم دسمبر 2006ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

راہِ نجات

مصنف

مجاہدِ اہلسنّت حضرت مولانا محمد حنیف صاحب اختر خانیوال

انتسابِ جمیل

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

عالم اسلام کی عظیم نابغہ عصر شخصیت، ورلڈ اسلامک مشن کے صدر، مبلغ اسلام، قائد اہلسنت امام انقلاب حافظ القاری جناب الشاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کے نام

- جنکی قائدانہ صلاحیتوں کے مستند اور ذی وقار علماء و مشائخ معترف ہیں۔
- جنکا مقصدِ حیات صرف اور صرف نظام مصطفےٰ کا نفاذ اور مقام مصطفےٰ کا تحفظ ہے۔
- جنہوں نے کبھی اصولوں پر سودے بازی نہیں کی اور نہ ہی کبھی ذاتی منفعت کو اجتماعی مفادات پر فوقیت دی۔
- جن کا ماضی وحال بے داغ سیاسی زندگی کا حامل ہے۔
- جو بین الاقوامی طور پر مسلک حقہ کے بے مثال ترجمان ہیں۔
- جن کا تدبر، سیاسی بصیرت، بالغ نظری اور وسیع القلبی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔
- جن کی ملک پاکستان اور عالم اسلام کیلئے خدمات کے نہ صرف اپنے بلکہ غیر بھی معترف ہیں۔
- جو بلند پایہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ الطریقت بھی ہیں۔
- جو بلاشبہ حق و صداقت کی نشانی ہیں۔
- جو بلا مبالغہ عصرِ حاضر کے اہم اور قابلِ تقلید دینی رہنما ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکپائے علمائے حق

محمد اشرف رضا میلسی شہر ضلع وہاڑی

راہِ نجات

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ (پ ۲۲ سورۂ احزاب)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالےٰ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اُن پر درود اور سلام بھیجو!

آیت کی تفسیر

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے مسلمانوں کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضور علیہ السلام کے لیے لفظ "نبی" ارشاد فرمایا۔ نبی مشتق ہے "نبأ" سے۔ جس کے معنی ہیں "خبر دینا"، لغت کی مشہور کتاب "مفردات امام راغب" میں ہے۔ النبوۃ ھی الاطلاع علی الغیب۔ نبوت کا معنی غیب پر اطلاع دینا ہے تو نبی کے معنی ہوئے غیب کی خبریں دینے والا۔ اور غیب کی خبریں وہی دے گا جو غیب کی خبریں جانتا ہو تو اب اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ اُس غیب جاننے والے (نبی) پر درود بھیجو اور یہ خیال دل میں نہ رکھنا کہ انہیں تمہارے درود کی خبر نہ ہوگی۔ بلکہ یقین رکھو کہ وہ غیب دان تمہارے درود پاک کو خود سن لیتے ہیں کیونکہ وہ نبی ہیں۔

• یہ بھی یاد رکھیں کہ دنیا میں اللہ جل شانہٗ کے کام اور ہیں۔ بندوں کے

کے کام اور۔ لیکن حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود پاک پڑھنا یہ کام خدا اور بندوں کے درمیان مشترک ہے یعنی اللہ تعالیٰ خود بھی اپنے محبوب علیہ السلام پر درود پاک بھیجتا ہے اور بندوں کو بھی اس کا حکم دیتا ہے اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی شان وعظمت اور بلندیٔ مرتبت کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

فضیلت کی احادیث

نیز درود شریف کی فضیلت میں متعدد احادیث مبارکہ وارد ہیں۔ جن میں سے چند حدیثیں افادہ عوام کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

- حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ،،جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایک بار درود پاک بھیجتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے ستر ہزار درود بھیجتے ہیں،، (سرور القلوب)
- ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ ،،اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا فرشتہ پیدا فرمایا ہے۔ جس کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ جب کوئی شخص مجھ پر محبت سے درود پاک پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ پانی میں غوطہ لگا کر اپنے پر جھاڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے پروں سے ٹپکے ہوئے پانی کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو درود پڑھنے والے پر درود بھیجتے رہتے ہیں اور اُس کیلئے استغفار کرتے رہتے ہیں (نصرت الواعظین)
- ایک حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ،،جو مسلمان مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے فرشتہ اس کو پہنچاتا ہے اور نام لے کر کہتا ہے کہ فلاں شخص نے

نے آپ پر یہ درود بھیجا ہے۔" (شفا شریف)

● ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا کہ "جب اللہ کے دو بندے آپس میں مصافحہ کرتے ہوئے مجھ پر درود شریف پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے جدا ہونے سے پہلے اُن کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے (حصن حصین)

● ایک دوسری حدیث پاک میں آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ "جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسّی ۸۰ مرتبہ درود پاک بھیجے تو اُس کے اسّی برس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اسّی ۸۰ سال کا ثواب اُس کے واسطے لکھ دیا جائیگا (الحدیث)

● حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ "جنت پانچ آدمیوں پر عاشق ہے۔

۱۔ قرآن پاک پڑھنے والے پر (۲) زبان کو فضول باتوں سے روکنے والے پر

۳۔ بھوکوں کو کھانا کھلانے والے پر (۴) ننگوں کو کپڑا پہنانے والے پر "

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود بھیجنے والے پر (الحدیث)

● حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد سَو مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی ایک سو حاجتیں پوری کرے گا۔ (الحدیث)

● حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "حوضِ کوثر پہ مجھے ایسے لوگ ملیں گے جن کو میں درود شریف کی کثرت کے باعث پہچان لوں گا (الحدیث)

● حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ "مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پاک بھیجا کرو کیونکہ یہ

ایک عظیم اور مبارک دن ہے۔" (الحدیث)

● ایک حدیث پاک میں ہے کہ "قیامت کے دن ایک مومن کی نیکیاں کم رہ جائیں گی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ ترازو کے پلڑے میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلڑا وزنی ہو جائے گا۔ وہ شخص جب سوال کرے گا تو آپ جواب میں ارشاد فرمائیں گے کہ میں تیرا نبی ہوں اور یہ پرچہ تمہارا وہ درود پاک ہے جو تم نے مجھ پر پڑھا تھا۔" (مواہب لدنیہ)

● ایک اور حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص مجھ پہ کثرت سے درود پاک پڑھے گا وہ حشر کے روز عرش کے سائے میں ہو گا (الحدیث)

● ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ "مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھنا ایسا ہے جیسے راہِ خدا میں ایک غلام آزاد کیا۔" (الحدیث)

● ایک دوسری حدیث میں آپ کا ارشادِ گرامی ہے کہ "مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ یہ تمہارے لئے تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے۔" (الحدیث)

● نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص مجھ پر سو مرتبہ درود پاک بھیجے گا۔ تو قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کو شہداء کے ساتھ مقام عطا فرمائے گا۔" (الحدیث)

● ایک دوسری حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے۔ تو اس کے لئے ایک قیراط کے برابر ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔" (الحدیث)

● ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ "جو شخص یہ چاہے کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے خوشی کے ساتھ ملاقات کرے تو اُسے چاہیئے کہ وہ مجھ پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھا کرے (الحدیث)

● ایک حدیث پاک میں آپ کا فرمان ہے کہ "جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھے تو اُس کے دو سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔" (الحدیث)

اِن تمام احادیثِ مبارکہ سے درود شریف کی فضیلت و عظمت کا بخوبی اظہار ہوتا ہے لہذا ہمیں درود شریف زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے

جو درود نہ پڑھے

اور جو شخص حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک نہیں پڑھتا وہ بہت ہی بدبخت انسان ہے۔ اس کو درج ذیل احادیثِ مبارکہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

● حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "البخیل من ذکرت عندہٗ فلم یصل علیّ" یعنی جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور پھر وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے وہ بہت بڑا بخیل ہے (مشکوٰۃ شریف)

● حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو قوم کسی مجلس میں مجھ پر درود پاک نہیں پڑھتی قیامت کے دن جب وہ درود پڑھنے والوں کا ثواب دیکھیں گے تو وہ مجلس اُن پر حسرت ہوگی۔" (بیہقی شریف)

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام

نے فرمایا کہ "وہ شخص ذلیل و خوار ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے (ترمذی شریف)

● ایک اور حدیث پاک میں آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ "جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا وہ دوزخ میں گیا (مسند امام احمد)

● حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو قیامت میں مجھے نہ دیکھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی کہ وہ کون شخص ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا "بخیل" انہوں نے پھر پوچھا "بخیل کون؟ فرمایا وہ جو میرا نام سنے اور مجھ پر درود نہ بھیجے" (الحدیث)

● حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو بیشک اس نے مجھ پر ظلم کیا (مدارج النبوت)

● ایک حدیث پاک میں آپ کا فرمان ہے کہ "جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کی راہ بھول گیا" (ابن ماجہ)

ان تمام احادیث مبارکہ سے اظہر من الشمس ہے کہ درود شریف نہ پڑھنا بندہ مسلم کے لئے ہلاکت و تباہی کا باعث ہے اور جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہیں پڑھتا وہ قیامت والے دن آپکی زیارت سے محروم رہے گا اور جنت کی راہ بھول کر سیدھا جہنم میں جائے گا۔ علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب "الزواجر عن اقتراف الکبائر" میں لکھا ہے

کہ "کبیرہ گناہ ساٹھ ہیں جن میں سے ایک حضور علیہ السلام کا نام سن کر آپ پر درود شریف نہ پڑھنا ہے" آجکل اکثر لوگ حضور علیہ السلام کا اسمِ گرامی سن کر درود پاک نہیں پڑھتے ان کو اِن احادیث سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

درود بعد از وصال نبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ بھی یاد رکھیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا حکم جس طرح آپکی ظاہری زندگی میں تھا اسی طرح آپ کے وصال شریف کے بعد بھی آپ پر درود بھیجنے کا حکم ہے اور جس طرح آپ اپنی ظاہری زندگی میں اپنے اُمتیوں کا درود پاک سنتے تھے اسی طرح آج بھی سُن رہے ہیں اور قیامت تک سنتے رہیں گے۔

● چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ ان کے درود پاک کا کیا حال ہوگا۔ جو آپ کے بعد آئیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو مقرر فرمائے گا جو لوگوں کا درود مجھ تک پہنچائے گا اور اہلِ محبت کا درود تو میں خود سن لیتا ہوں" (طبرانی شریف)

اس حدیث پاک سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ مسلمان جتنی مرتبہ درود شریف پڑھے گا اس کا نام اُتنی ہی مرتبہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں لیا جائے گا۔ دوسری بات یہ بھی یاد رکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فرشتوں کے درود شریف پہنچانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ خود درود شریف نہیں سنتے۔ جیسا کہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ فرشتے ہر روز صبح اور عصر کے وقت بندوں کے اعمال رب کی بارگاہ میں پہنچاتے ہیں تو اعمال پہنچانے

کا یہ مطلب نہیں کہ رب کو اُن کی خبر نہیں ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ رب بھی اُن عملوں کو دیکھتا جانتا ہے اور فرشتے بھی پہنچاتے ہیں اسی طرح اپنے اُمتیوں کے درود پاک کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی سنتے ہیں اور فرشتے بھی پہنچاتے ہیں اور تیسری بات اس حدیث پاک میں یہ قابلِ غور ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک خادم فرشتے کو پوری دنیا کے مسلمانوں کے درود پاک سننے کی طاقت ہے تو فرشتوں اور ہمارے تمہارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کل عالم کے مومنوں کا درود پاک کیوں نہیں سُن سکتے۔ اس حدیث پاک میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ اہلِ محبت کا درود میں خود سُن لیتا ہوں۔ یہ اہل محبت کی قید محض اِس لیے لگائی گئی ہے کہ میرا اُمتی مجھ پر جب بھی درود پاک پڑھے تو میری عظمت و محبت کو دل میں رکھتے ہوئے پڑھے۔ لاپرواہی یا محض گنتی پورا کرنا مقصود نہ ہو۔

● ایک اور حدیث پاک میں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ "جمعہ کے دن مجھ پر درود پاک زیادہ بھیجو کیونکہ یہ ایک متبرک دن ہے اور اسی دن درود پاک پڑھنے والے کی آواز مجھے پہنچتی ہے وہ جہاں کہیں بھی ہو صحابہؓ نے عرض کیا کہ "آپکی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا کہ "ہاں" کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کردیا ہے (القول البدیع)

اس حدیث پاک سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ اوقاتِ متبرکہ میں درود شریف زیادہ سے زیادہ پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ دوسری یہ کہ حضور علیہ السلام اپنی قبر انوار میں زندہ ہیں۔ اور ہمارے درود پاک کو سنتے ہیں۔

● حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ درود بفرست بروے صلی اللہ علیہ وسلم و باش در حالِ ذکر بدآنکہ وے صلی اللہ علیہ وسلم مے بیند و مے شنود کلام ترا زیرا کہ وے متصف است بصفاتِ تعالےٰ "

ترجمہ: حضور علیہ السلام پہ درود پاک بھیج اور ان کے ذکر میں رہ کیونکہ حضور علیہ السلام تجھے دیکھتے ہیں اور تیرے کلام کو (یعنی درود کو) سنتے ہیں کیونکہ آپ صفاتِ الٰہی کے ساتھ متصف ہیں۔ (مدارج النبوت) اس سے بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور ہمارے درود پاک کو سنتے ہیں اور بزرگانِ دین کا یہی عقیدہ ہے۔

درود کے مواقع

مفسرین کرام نے درود شریف پڑھنے کے بعض مواقع کا خاص طور پہ ذکر کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔ ● ہر دعا کے شروع اور خاتمے پہ ● کان کی سنسناہٹ کے وقت ● اذان سن کر ● مسجد میں داخل ہوتے وقت اور مسجد سے نکلتے وقت ● نماز کے آخری قعدے میں ● جنازہ کی نماز میں ● عید کی نماز میں۔ ● جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں ● خطیب پر دونوں خطبوں میں ● حضور علیہ السلام کی قبرِ انور کی زیارت کے وقت ● احرام والا جب لبیک کہے تو اُسے بھی درود شریف پڑھنا چاہیئے ● آپ کا نام سننے پر ● دقت کے وقت ● رات کے وقت تہجد کے لئے اٹھتے ہوئے ● زلزلہ اور دیگر وباؤں کے وقت ● غسلِ جنابت اور غسلِ حیض سے فراغت پر ● مساجد کے پاس سے گزرتے وقت ● قبر میں میت کو داخل کرتے وقت ● شعبان کے مہینے میں۔

• کعبہ شریف پر نظر پڑنے کے وقت • حج میں صفا مروہ پر چڑھتے وقت • حجرِ اسود کو بوسہ دیتے وقت • مدینہ منورہ پر نگاہ پڑتے وقت • حضور علیہ السلام کی گزرگاہوں مثلاً بدر وغیرہ سے گزرتے وقت • تجارت کے وقت • سونے کے وقت • سفر کے وقت • سواری پر سوار ہونے کے وقت • جس کو نیند کم آتی ہو وہ بھی درود شریف پڑھے • بازار میں جاتے وقت • دعوت میں جاتے وقت • گھر میں داخل ہوتے وقت • غم کے وقت • بے چینی، سختی اور پریشانی کے وقت • پاؤں سوتے کے وقت۔ • کسی چیز کے اچھا لگنے کے وقت • دوستوں سے ملاقات کے وقت • قرآن پاک کے ختم ہونے کے وقت • مجلس سے اٹھتے وقت • بارہ ربیع الاوّل شریف کے دن • خوشبو سونگھتے وقت • سورج اور چاند کے گرہن کے وقت • بیماری سے شفا کے لئے • مرضِ نسیان (یعنی بھول) کو دور کرنے کیلئے • ان تمام موقعوں پر درود شریف پڑھنا چاہیئے!

درود کس موقع پر منع ہے

یہاں پر یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ فقہائے کرام نے صرف چند موقعوں پر درود پاک پڑھنے کو مکروہ و ناجائز لکھا ہے وہ مقامات درج ذیل ہیں۔ مندرجہ ذیل سات موقعوں پر درود شریف پڑھنا ناجائز ہے۔

۱۔ جماع کی حالت میں (۲) پیشاب اور پاخانہ کرتے ہوئے (۳) سامان تجارت کی شہرت کیلئے (۴) لغزش کی حالت میں (۵) اظہار تعجب کے واسطے (۶) جانور کو ذبح کرتے وقت (۷) چھینکتے ہوئے (درمختار ص۸۳)

● گاہک کو سودا دکھاتے وقت تاجر کا صرف اِس غرض سے درود شریف پڑھنا کہ اس سے اس چیز کی عمدگی خریدار پر ظاہر کرے ناجائز ہے۔ اسی طرح کسی بڑے آدمی کو دیکھ کر اِس نیّت سے درود شریف پڑھنا کہ لوگوں کو اِس کی آمد کی خبر ہو جائے اور وہ اس کی تعظیم کو اُٹھیں اور جگہ چھوڑ دیں ناجائز ہے (درمختار۔ ردالمختار)

● قرآن پاک کی تلاوت میں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسمِ گرامی آجائے تو درود شریف نہ پڑھنا افضل ہے تاکہ قرآن پاک کی روانی میں فرق نہ آئے (شامی) اور تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے (درمختار) ● نیز ایسی جگہ جہاں نجاست ہو اور غیبت وغصہ کے وقت، کھیل کود اور ناجائز کام کے وقت بھی درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔

درود کی برکتیں

درود شریف دراصل احساناتِ الٰہی پر ہدیۂ تشکر ہے کہ اُس نے ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت میں پیدا فرمایا۔ درود شریف درحقیقت ارشاد خداوندی کی تعمیل ہے۔ درود شریف اللہ تعالےٰ اور اسکے فرشتوں کا وظیفہ ہے اور جب مسلمان اِس عبادت میں مشغول ہوتا ہے۔ تو گویا خداوند تعالےٰ اور فرشتوں کی ہم زبانی کا شرف حاصل کرتا ہے۔ درود شریف کے بارے میں روایات ملتی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیائے عظام بھی درود شریف پڑھتے رہے ہیں۔ درود شریف خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی پڑھا ہے۔ اس لئے یہ سنت سرکار علیہ السلام بھی ہے۔ درود شریف

صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کا شعار بھی ہے۔ اس لئے اس کام میں وقت گزارنا صحابہ کرام و اولیاء عظام کی تقلید بھی ہے۔ جب ہم اس نیک کام میں مصروف ہوتے ہیں۔ تو حکم خداوندی کی تعمیل کی سعادت بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کو بھی پا لیتے ہیں اور ہمیں خدا تعالیٰ، ملائکہ مقربین، انبیاء، صحابہ اور اولیائے کرام کی ہم زبانی کا شرف بھی ملتا ہے درود شریف دراصل رحمت و کرم کی ایک دعا ہے جو اگرچہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کی جاتی ہے لیکن اس کے صدقے میں خود اس کے پڑھنے والے کو رحمتوں اور برکتوں سے نوازا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پاک پڑھنے والے پر خدا خود درود بھیجتا ہے۔ فرشتے اُس کے لئے رحمت اور بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔ درود پاک گناہوں کا کفارہ ہے۔ اس کے پڑھنے سے درجے بلند ہوتے ہیں۔ اس سے قیامت والے دن نیکیوں کا پلڑا وزنی ہوگا۔ اس سے عمل پاک ہوتے ہیں۔ یہ خود اپنے پڑھنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے۔ درود شریف پڑھنے والے کو قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سائے میں جگہ ملے گی۔ جو شخص درود پاک ہی کو وظیفہ بنا لے تو اللہ تعالیٰ اُس کے دنیا و آخرت کے سارے کام اپنے ذمے لے لیتا ہے۔ اسے پڑھنے والا ہر قسم کے صدموں، پریشانیوں اور لاعلاج بیماریوں سے نجات پاتا ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن درود شریف پڑھنے والے کے ایمان کی گواہی دیں گے۔ اس کے پڑھنے والے کے لئے شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ

کی رضا و رحمت میں زیادتی اور غضب الٰہی سے امان لکھ دی جاتی ہے۔ اس کے پڑھنے والا پلصراط سے نہایت آسانی اور تیزی سے گزر جائے گا۔ ایسا شخص مرنے سے پہلے اپنا مکان جنت میں دیکھ لیتا ہے۔ درود پاک کی برکت سے مال بڑھتا ہے اور تنگدستی دور ہوتی ہے۔ درود شریف پڑھ کر جس مرحوم کو بھی بخشا جائے اُسے بھی نفع پہنچتا ہے۔ درود پاک پڑھنے سے دشمنوں پر فتح ہوتی ہے۔ دل زنگ سے پاک ہوتا ہے۔ دُعا قبول ہوتی ہے۔ بھولی بات یاد آجاتی ہے۔ گمشدہ چیزیں مل جاتی ہیں۔ درود پاک پڑھنے والے سے لوگ محبت کرتے ہیں۔ ایسا شخص لوگوں کی غیبت اور تہمت سے محفوظ رہتا ہے درود پاک پڑھنے والے کو خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ اس کے پڑھنے والے کو وقت مرگ آسانی ہوتی ہے جس مجلس میں درود شریف پڑھا جائے اُس کو رحمت کے فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ درود شریف پڑھنے سے لاعلاج اور ہر طرف سے مایوس بے اولادوں کو اولاد ملتی ہے اور بے روزگاروں کو روزگار ملتا ہے۔ نیز درود شریف پڑھنے والے کا دل ایک آئینہ بن جاتا ہے۔

درود شریف کے وظائف

دورِ حاضر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں مسلمان الجھنوں و پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ بے روزگاری، تنگدستی، مقدمہ بازی، آمدنی میں کمی اور خرچ میں زیادتی ولاعلاج بیماریاں ایسے کتنے ہی مصائب ہیں جنکی وجہ سے ہمارے

بھائی پریشان و سرگرداں ہیں اور ان کو دور کرنے کیلئے طرح طرح کے وظیفے تلاش کرتے ہیں۔ جس نے جو بتایا وہی پڑھ لیا۔ کسی کتاب میں جو دیکھا اسی کو پڑھنا شروع کر دیا مگر نتیجہ پھر بھی صفر رہتا ہے۔ کاش یہ لوگ صرف درود شریف کو ہی اپنا وظیفہ بنا لیتے تو کبھی نامراد و ناکام نہ ہوتے کیونکہ درود شریف بجائے خود ایک بہترین ولاجواب وظیفہ ہے۔ ذرا غور کریں کہ احادیث کریمہ کے مطابق اگر کوئی حضور علیہ السلام پہ ایک بار درود شریف پڑھے تو اس پر دس بار خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ دس بار پڑھے تو سو مرتبہ، سو مرتبہ پڑھے تو ہزار مرتبہ اور ہزار مرتبہ پڑھے تو دس ہزار مرتبہ خدا کی رحمت نازل ہوگی اور جس پر روزانہ دس ہزار مرتبہ خدا کی رحمت نازل ہو تو اس کی کوئی مشکل اور پریشانی کیسے باقی رہ سکتی ہے لہٰذا درود شریف کا وظیفہ تمام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیئے۔

ذیل میں افادہ عام کیلئے درود شریف کے مختلف وظائف درج کئے جاتے ہیں۔

- حاجت مند مسلمان کسی بھی مناسب وقت میں اپنی حاجت کو دل میں رکھ کر تنہائی میں دربار رسول کا تصور جمائے اور اس دربار میں خود کو حاضر جانے اور ادب سے ہاتھ باندھ کر بیٹھ کر بے گنتی یہ درود شریف پڑھے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یہ درود شریف اتنا پڑھے کہ مستغرق ہو جائے۔ انشاء اللہ اس کی برکت سے ہر مقصد پورا ہوگا اور ہر مشکل حل ہو جائے گی۔

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مسلمان

دو رکعات نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد گیارہ بار قل ہو اللہ اور گیارہ بار آیت الکرسی اور سو بار مندرجہ ذیل درود شریف پڑھے انشاء اللہ تین جمعے نہ گزرنے پائیں گے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ

● نیز حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک اور درود پاک بھی منقول ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص دو رکعات نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پچیس مرتبہ قل ھو اللہ پڑھے اور پھر یہ درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھے تو اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوگا۔ وہ درود شریف یہ ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ "جو شخص جمعہ کی رات کو دو رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد آیۃ الکرسی اور پندرہ بار قل ھو اللہ پڑھے اور نماز ختم کرنے کے بعد ایک ہزار مرتبہ مندرجہ ذیل درود شریف پڑھے تو انشاء اللہ وہ شخص دوسرے جمعہ تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھے گا۔ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔

● نیز بزرگانِ دین سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے مندرجہ ذیل درود پاک بھی منقول ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ

كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ ۔

● اور اس سلسلے میں ایک درود پاک یہ بھی منقول ہے۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ ۔ اس درود شریف میں کوئی نقطہ نہیں اور اس کے الفاظ کی تعداد کلمہ طیبہ کے الفاظ کی تعداد کے برابر ہے۔

● حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص صبح و شام یہ درود شریف پڑھے تو فرشتے ایک ہزار دن تک اس کا ثواب لکھتے رہیں گے۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهٗ ۔

● حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس کے پاس صدقہ کرنے کیلئے کچھ نہ ہو تو وہ یہ درود شریف پڑھا کرے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۔

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے ۸۰ مرتبہ یہ درود پاک پڑھے تو اس کے ۸۰ سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ وہ درود پاک یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا ۔

● ایک حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص یہ درود شریف پڑھے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔

● علامہ ابن المشتہر فرماتے ہیں کہ " جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کرے جو سب سے افضل ہو اور حضور علیہ السلام پر ایسا درود شریف پڑھے جو سب سے افضل ہو تو یہ درود شریف پڑھا کرے ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا اَنْتَ اَهْلُهٗ فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَنْتَ اَهْلُهٗ وَافْعَلْ بِنَا مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ فَاِنَّكَ اَنْتَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۔

● روایت ہے کہ جو شخص یہ درود شریف پڑھے تو اُس کو ایک لاکھ درود پاک پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور اگر طبیعت بے چین و بے قرار ہو تو یہی درود شریف پانچ سو مرتبہ پڑھے ۔ درود یہ ہے ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النُّوْرِيِّ الذَّاتِيِّ السِّرِّ السَّارِيْ فِيْ سَائِرِ الْاَسْمَاءِ الصِّفَاتِ ۔

● روایت ہے کہ جو شخص درج ذیل درود شریف پڑھے تو اس کا نور قلبی بڑھے گا ۔ اولیاء اللہ کا زیارت کرنا معمول بن جائے گا ۔ اعلیٰ مقاصد حاصل ہونگے اور ہر کام میں کامیابی ہو گی ۔ وہ درود شریف یہ ہے ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ ۔

● روایت ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا درود پاک بہت بڑے پیمانے سے ناپا جائے تو وہ مندرجہ ذیل درود شریف پڑھا کرے ۔
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ

اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

• نزہت المجالس میں ہے کہ "ایک شخص نے حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی اور ان سے اپنے لاعلاج مرض کی شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا کہ تم تریاقِ مجرب سے کیوں غافل ہو یہ درود شریف پڑھا کرو۔ چنانچہ اس شخص نے جب یہ درود شریف پڑھا تو اس کا مرض اور تکلیف غائب ہو گئی اور وہ بالکل ایسے تندرست ہو گیا جیسے کبھی بیمار ہوا ہی نہیں تھا۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی قَلْبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُلُوْبِ وَ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ وَ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ ۔

• روایت ہے کہ جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا وہ تمام مخلوق میں ممتاز ہو کر رہے گا۔ اور دنیا والے اس کی عزت کریں گے۔ درود شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تَنْبَغِی الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ ۔

• مواہب لدنیہ میں ہے کہ "قیامت کے دن ایک شخص کی نیکیاں کم رہ جائیں گی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ ترازو کے پلڑے میں رکھ دیں گے، جس سے نیکیوں کا پلہ وزنی ہو جائے گا۔ پھر حضور علیہ السلام اس سے فرمائیں گے کہ یہ تمہارا وہ درود ہے جو تم نے مجھ پر پڑھا تھا۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ ۔

● حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے یہ درود شریف پڑھا تو اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھنے سے پہلے اور اگر وہ بیٹھا ہے تو کھڑے ہونے سے پہلے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

درود کوثر

● روایت ہے کہ جو شخص درود کوثر پڑھے گا اس کو قیامت کے سخت ترین دن میں امن و سکون نصیب ہوگا اور قیامت کی دہشت سے محفوظ ہوگا۔ درود کوثر یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلَادِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْھَارِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَمُحِبِّیْہِ وَاُمَّتِہٖ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

درود خضری

● روایت ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ درود خضری زیادہ پڑھا کرتے تھے۔ یہ درود اگرچہ مختصر ہے مگر بے شمار فوائد کا حامل ہے۔ درود خضری یہ ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ۔

درود ہزارہ

● اس درود شریف کی بڑی فضیلت اور بڑی برکتیں ہیں۔ اور پڑھنے والے پر جہاں نیکیاں بارش کی طرح برستی ہیں۔ وہاں اُن پر عجیب و غریب اسرار کھلتے ہیں۔ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ

درود سعادت

حضرت سید احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس درود شریف کے پڑھنے والے کو چھ لاکھ درود پڑھنے کا

ثواب ملتا ہے۔ اور جو شخص ہر جمعہ کو ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا تو اس کا شمار دونوں جہانوں کے سعادت مند لوگوں میں ہوگا۔ یہ درود شریف بڑا بابرکت درود ہے۔ درود یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ ؛

درود گنج عاشقاں

• روایت ہے کہ جو شخص بعد نماز جمعہ سو بار یہ درود شریف پڑھے گا۔ تو اس کو پانچ ہزار نیکیاں ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس پر دو ہزار مرتبہ سلام بھیجے گا۔ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ اس کو قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہوگی۔ اس کے مال اور اولاد میں ترقی ہوگی۔ اس کو دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوگا۔ اس کو خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت ہوگی اور اس پر اللہ تعالیٰ اپنی تیس ہزار رحمتیں نازل فرمائے گا وہ بابرکت درود شریف یہ ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

• روایت ہے کہ جو شخص اس درود پاک کو ایک بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے ستر ہزار فرشتے اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار دن تک نیکیاں لکھتے رہتے ہیں۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَاہُ۔

درود ماہی

• روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ یہ درود پاک لوگوں

کو سکھا دو۔ اس کے پڑھنے والے پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْخَلَائِقِ وَ اَفْضَلِ الْبَشَرِ وَ شَفِیْعِ الْاُمَمِ یَوْمَ الْحَشْرِ وَ النَّشْرِ وَ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ وَ صَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ صَلِّ عَلٰی کُلِّ الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ وَ سَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا بِرَحْمَتِکَ وَ بِفَضْلِکَ وَ کَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ یَا قَدِیْمُ یَا دَائِمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا وِتْرُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا مَنْ لَّمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ o

درود تاج

o یہ درود شریف صدہا برکات کا موجب ہے۔ بڑے بڑے بزرگانِ دین کا وظیفہ ہے۔ دفعِ سحر و آسیب کے لئے ۱۱ مرتبہ پڑھیں اور اضافہ رزق کے لئے بعد نماز فجر ۷ مرتبہ پڑھیں۔ سبحٰن اللہ! عجب درود پاک ہے اس کی تعریف سے زبان عاجز ہے اپنی مثال آپ ہے۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَ الْمِعْرَاجِ وَ الْبُرَاقِ وَ الْعَلَمِ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَ الْوَبَاءِ وَ الْقَحْطِ وَ الْمَرَضِ وَ الْاَلَمِ، اِسْمُہٗ مَکْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ o جِسْمُہٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِی

الْبَیْتِ وَالْحَرَمِ شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی نُوْرِ الْهُدٰی کَهْفِ الْوَرٰی مَصْدَرِ الْعُلٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ جَمِیْلِ الشِّیَمِ شَفِیْعِ الْاُمَمِ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاللهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِیْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْکَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَیْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ. خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْنِ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللهِ یَا اَیُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

درود پنج

● حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید جو کہ چھ ماہ سے سخت بیمار تھا اور اُس کا مرض لاعلاج ہو چکا تھا اور کسی دوا سے فائدہ نہیں ہو رہا تھا۔ اُس پر آپ نے یہ درود شریف پڑھ کر ہاتھ پھیرا تو اُس کی ساری بیماری جاتی رہی اور وہ فوراً تندرست ہوگیا۔ تب سے یہ درود شریف بزرگوں میں بہت مقبول ہے وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِی الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ۔

- ایک حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو مسلمان چاہے کہ اُس کو درود پاک کا پُورا پُورا ثواب ملے تو اُسے یہ درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔
- ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا۔ قیامت والے دن اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ روشن ہوگا۔ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ صَلٰوتِکَ شَیْءٌ۔
- حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے بتایا کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے وصیت فرمائی ہے کہ تم ہر قدم پر یہ درود شریف پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔
- ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ کہ ایک اعرابی آیا۔ آپ نے اس کو اپنے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بٹھایا۔ حضرت صدیق اکبر نے اس کے اس قدر اعزاز کی وجہ پوچھی تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ مجھ پر ایسا

درود پاک بھیجتا ہے جو آج تک کسی نے نہیں بھیجا وہ درود شریف یہ ہے۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَفِی الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ○ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس درود شریف کا اتنا ثواب ہے کہ اگر تمام سمندر سیاہی بن جائے اور تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام فرشتے لکھنے والے بن جائیں تو پھر بھی اس درود شریف کا ثواب نہیں لکھ سکیں گے۔

● کسی بندۂ خدا نے ایک بار یہ درود شریف پڑھا تو ہاتفِ غیبی نے آواز دی کہ تو نے جو درود شریف پڑھا ہے اس کا ثواب لکھنے میں تو نے فرشتوں کو تھکا دیا ہے اور جنت کا حقدار بن گیا ہے وہ درود شریف یہ ہے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْاَزْھَارِ وَالثِّمَارِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ قَطْرِ الْبِحَارِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ رَمْلِ الْقِفَارِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَافِی الْبَرَارِ وَالْبِحَارِ ○

درود تنجینا

● ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں لوگوں کے ساتھ جہاز پر سوار تھا کہ تیز و تند ہوا کی وجہ سے جہاز غرق ہونے کے قریب ہوگیا۔ اس وقت مجھ پر اونگھ طاری ہوئی اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں سے کہہ دیں کہ سب مل کر یہ درود شریف پڑھیں۔ چنانچہ ہم نے یہ درود شریف پڑھنا شروع کیا تو ہوا فوراً ٹھہر گئی اور ہمارا جہاز خیریت سے کنارے تک لگ گیا۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا

مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ؕ

● کسی اللہ والے نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھے وہ درود شریف سکھا دیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ آپ نے فرمایا کہ یہ درود شریف پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ مَلَأَتْ قَلْبَہٗ مِنْ جَلَالِکَ وَعَیْنَہٗ مِنْ جَمَالِکَ وَاَذَّتَہٗ مِنْ لَذِیْذِ خِطَابِکَ فَاَصْبَحَ فَرْحًا مَسْرُوْرًا مُؤَیَّدًا مَنْصُوْرًا مُتَوَجِّھًا مَحْبُوْرًا۔

● جو شخص اس درود شریف کو بطورِ وظیفہ پڑھے اُس کو پوری دلائل الخیرات پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور اس کے پڑھنے والا ہر قسم کی بلاؤں و آفات سے محفوظ رہتا ہے وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً م بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ۔

● جو شخص اس درود شریف کو قبرستان میں تین دفعہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اُس قبرستان کے مردوں سے ستر سال تک عذاب اُٹھا لیتا ہے۔ اور جو اس کو چوبیس ۲۴ بار پڑھ کر اس کا ثواب اپنے والدین کو بخشے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ قیامت تک اس کے والدین

کی زیارت کرتے رہو۔ وہ درود شریف یہ ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الصَّلٰوۃُ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الرَّحْمَۃُ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الْبَرَکَاتُ وَصَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی صُوْرَۃِ مُحَمَّدٍ فِی الصُّوَرِ وَصَلِّ عَلٰی اِسْمِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْمَاءِ وَصَلِّ عَلٰی نَفْسِ مُحَمَّدٍ فِی النُّفُوْسِ وَصَلِّ عَلٰی قَلْبِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُلُوْبِ وَصَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ وَصَلِّ عَلٰی رَوْضَۃِ مُحَمَّدٍ فِی الرِّیَاضِ وَصَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ وَصَلِّ عَلٰی تُرْبَۃِ مُحَمَّدٍ فِی التُّرَابِ وَصَلِّ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَحْبَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

درودِ نوری

اس درود شریف کا پڑھنا گویا ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھنے کے مترادف ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الذَّاتِ السَّارِیْ سِرُّہٗ فِیْ جَمِیْعِ الْاٰثَارِ وَالْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَابْنِہٖ الْکَرِیْمِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

درود لکھی

روایت ہے کہ حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک لاکھ بار درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ چونکہ اس کے پڑھنے میں تقریباً تمام دن گزر جاتا لہٰذا امورِ سلطنت کی انجام دہی کے لئے وقت میسر نہ آتا۔ ایک رات انہوں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم یہ درود شریف ہر روز بعد نماز صبح ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو تمہیں ایک لاکھ مرتبہ درود پاک پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ اسی واسطے اس کا نام "درود لکھی" مشہور ہو گیا۔

وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ رَحْمَتِ اللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ فَضْلِ اللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ خَلْقِ اللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ عِلْمِ اللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كَلِمٰتِ اللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كَرَمِ اللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ حُرُوْفِ كَلَامِ اللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ قَطَرَاتِ الْاَمْطَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ رَمْلِ الْقِفَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَا خَلَقَ فِي الْبِحَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ الْحُبُوْبِ وَالثِّمَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا

مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَا اَظْلَمَ عَلَيْهِ الَّيْلُ وَاَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمٰوٰتِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ شَيْءٍ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ صَلَوٰتُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَاَنْبِيَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجَمِيْعِ الْخَلَائِقِ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَقَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ وَشَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ وَيَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا دَائِمًا اَبَدًا كَثِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

درودِ ابراہیمی

● ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم آپ پر کسطرح درود وسلام عرض کریں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح درود پڑھا کرو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ (یعنی درودِ ابراہیمی پڑھا کرو) حضرت عبدالرحمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک مرتبہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ

سے ملاقات ہوئی۔ حضرت کعب فرمانے لگے کہ میں تجھے ایک ایسا ہدیہ دوں جو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ضرور مرحمت فرمایئے۔ حضرت کعب نے فرمایا کہ وہ ہدیہ درودِ ابراہیمی ہے۔ ہدیہ کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام کے ہاں دوستوں اور مہمانوں کو کھانے پینے کی چیزیں دینے کی بجائے بہترین تحفے اور بہترین ہدیئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واحادیث تھے اور ان چیزوں کی قدر ان حضرات کے ہاں مادی چیزوں سے کہیں زیادہ تھی۔

درودِ ابراہیمی یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

● نیز اس سلسلے میں ایک درود شریف یہ بھی منقول ہے جو صدہا برکات کا خزانہ ہے اور مسلمانوں کیلئے ایک انمول تحفہ ہے اس درود شریف کی تعریف الفاظ میں بیان ہی نہیں ہو سکتی۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

● اور اسی انداز کا ایک درود شریف یہ بھی مذکور ہے جو ایمان والوں کیلئے ایک خاص وظیفہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

● نیز اسی سلسلے میں ایک درود شریف یہ بھی نقل کیا گیا ہے جو مسلمانوں کیلئے

ایک بہترین و لاجواب وظیفہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ“۔

● اور اسی انداز میں ایک درود شریف یہ بھی بیان کیا گیا ہے جو ایک بہترین و لاجواب تحفہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ ارْحَمْ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ“۔

● نیز اس سلسلے میں ایک حدیث پاک میں یہ درود شریف بھی نقل کیا گیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

درودِ زیارت

● بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جو شخص اس درود پاک کو ایک دن میں ایک ہزار مرتبہ پڑھے اُس کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْجَامِعِ الْاَسْرَارِ وَالدَّالِ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ۔

● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن اسّی مرتبہ درود پاک پڑھے اُس کے اسّی سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ کسی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف کس طرح پڑھا جائے۔ آپ نے فرمایا یوں پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ نَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔

● حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا. اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گی ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔

● روایت ہے کہ جو شخص سات جمعوں تک ہر جمعہ کو سات مرتبہ اس درود شریف کو پڑھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کیلئے میری شفاعت واجب ہے وہ درود شریف یہ ہے ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًا وَّلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَّاَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مَاھُوَ اَھْلُہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مِنْ اَفْضَلِ مَاجَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

درود انمول

تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مدت سے تمنا تھی کہ خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو. چنانچہ میری تمنا بر آئی اور گذشتہ رات دیدار نصیب ہوا تو میں نے عرض کیا. یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مدت سے ایک ہزار روپے کا مقروض ہوں اور ادائیگی پر قدرت نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلطان محمود کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور ان سے رقم طلب کرو ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! اگر وہ مجھ سے کوئی نشانی طلب کریں تو پھر. فرمایا کہ سلطان محمود کو کہہ دینا کہ تم مجھ پر سونے سے پہلے تیس ہزار بار درود شریف پڑھتے ہو اور بیدار ہو کر بھی تیس ہزار بار درود شریف پڑھتے ہو ۔ یہ ثبوت اور نشانی ہے. حضرت سلطان محمود غزنوی یہ سن کر رونے لگے اور اس شخص کو

کو دو ہزار روپیہ نقد عطا کر دیا۔ ارکانِ دولت نے عرض کی کہ عالیجاہ! آپ نے ایسی بات کی تصدیق فرما دی جو ناممکن ہے۔ ہم دن رات آپکی خدمت میں رہتے ہیں۔ ہم نے تو آپکو اس تعداد میں درود پڑھنے میں کبھی مشغول نہیں دیکھا پھر یہ بات عقل میں بھی نہیں آتی کہ آپ اتنی قلیل مدت میں ساٹھ ہزار مرتبہ درود شریف کس طرح پورا فرما لیتے ہیں۔ حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں نے علمائے کرام سے سنا تھا کہ جو شخص مندرجہ ذیل درود شریف ایک مرتبہ پڑھے گا اس کو دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ثواب ملے گا اور میں اس کو تین مرتبہ سوتے وقت اور تین مرتبہ بیدار ہو کر پڑھ لیتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ مجھے ساٹھ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کی سعادت حاصل ہو گئی ہے اور مجھ پر گریہ اس خوشی میں طاری ہوا کہ علمائے کرام کے اس ارشاد کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تائید فرما دی ہے وہ انمول درود شریف یہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصَرَانِ وَكَرَّ الْجَدِيْدَانِ وَاسْتَقَلَّ الْفَرْقَدَانِ وَبَلِّغْ رُوْحَهٗ وَاَرْوَاحَ اَهْلِ بَيْتِهٖ مِنَّا التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَثِيْرًا ۝

درودِ نعمتِ عظمیٰ

• اس درود شریف کے پڑھنے والے کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں اور دل کی تمنائیں پوری ہوتی ہیں۔ روح کو تازگی ملتی ہے۔ یہ درود شریف ہر نماز کے بعد کثرت سے پڑھنا چاہیئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

درود ناریہ

• یہ درود پاک روحانی اسرار کا خزانہ ہے۔ اس درود پاک کے پڑھنے والا ہمیشہ رنج و غم اور پریشانیوں سے محفوظ رہتا ہے لہٰذا مصیبت کے وقت اس کا زیادہ سے زیادہ ورد کرنا چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلٰوةً کَامِلَةً وَّ سَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ تَنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهِ الْكُرَبُ وَتُقْضٰى بِهِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِيْمِ۔ وَيُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ فِیْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ۔

درود خمسہ

• اس درود شریف کو پڑھنے والا مشکلات سے امن میں رہتا ہے۔ کسی بھی حاجت کیلئے ہر روز بعد نماز عشاء سو مرتبہ پڑھنا مجرب ہے اگر روزانہ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھا جائے تو قبر میں سوال و جواب میں آسانی ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا تَنْبَغِى الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ۔

درود غوثیہ

• یہ درود شریف خاندانِ قادریہ کے معمولات سے ہے۔ جو شخص اس کو روزانہ ایک سو گیارہ مرتبہ زندگی بھر پڑھے تو وہ رحمتِ خداوندی سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ جو مسلمان اس کو ہر روز ایک مرتبہ پڑھے تو اس کے رزق میں برکت ہوگی۔ اس کے تمام کام آسان ہونگے اس کو نزع کے وقت کلمہ شریف نصیب ہوگا اور اس کی قبر میں وسعت ہوگی

نیز حضور علیہ السلام کی زیارت کیلئے بھی یہ درود مجرب ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

درودِ فاضل

یہ درود شریف دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مجرب ہے اگر کوئی ہر جمعرات کو خلوص دل سے اس کو پڑھے تو حضور علیہ السلام کی زیارت سے فیضیاب ہوگا۔ نیز اس کے پڑھنے والے کا قرضہ دور ہوگا۔ دلی مرادیں پوری ہونگی۔ اس کے پڑھنے والے کی عزت وعظمت میں اضافہ ہوگا۔ اس کا دل نرم ہوگا اور اُسے مرنے کے بعد قبر میں راحت نصیب ہوگی اور اگر کوئی شخص اتوار کے دن ایک سو مرتبہ پڑھے تو بہشت میں داخل ہوگا۔ اگر کسی کا کوئی عزیز گم ہوگیا ہو تو اس درود شریف کو پیر سے جمعرات تک ہر روز بارہ مرتبہ پڑھے اس کا پتہ چل جائے گا۔ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُجَاھِدِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الشَّاھِدِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْخَائِفِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الطَّالِبِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ التَّائِبِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْعَابِدِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْحَامِدِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الصَّالِحِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الذَّاکِرِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُنْذِرِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُبَشِّرِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

سَیِّدِ الطَّالِبِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْبَاکِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الزَّکِیِّ النَّقِیِّ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الرَّاکِعِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ السَّاجِدِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْقَائِمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْقَاعِدِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُتَّقِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ النَّادِمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الشَّاکِرِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْحَافِظِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الذَّاکِرِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْعَاقِلِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِ الْمُحْسِنِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْقُرَشِیِّ الْھَاشِمِیِّ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمَدَنِیِّ الْعَرَبِیِّ الْمُکَرَّمِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الْاٰخِرِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْمَلٰئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ مِنْ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَاَھْلِ الْاَرْضِیْنَ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ

وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

درودِ رفاعی

● یہ درودِ پاک حضرت سیّد احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ درود اسرار و رموز اور معرفت کا خزینہ ہے۔ جو شخص اس کو روزانہ ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھے گا اُس کا دِل نورِ ایمان سے منور ہو جائے اور اُس کی دُعا قبول ہو گی۔ اُسے وسوسوں اور برائیوں سے نجات ملے گی۔ اس کے پڑھنے والے کو دلی سکون نصیب ہوگا۔ اور یہ شخص گناہوں سے محفوظ رہے گا اور اُس کے پڑھنے والے کا عبادت میں خوب دل لگے گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی نُوْرِکَ الْاَسْبَقِ وَصِرَاطِکَ الْمُحَقَّقِ مَنْ اَبْرَزْتَہٗ رَحْمَۃً شَامِلَۃً لِوَجُوْدِکَ وَاَکْرَمْتَہٗ بِشُھُوْدِکَ وَاصْطَفَیْتَہٗ لِنَبُوَّتِکَ وَرِسَالَتِکَ وَاَرْسَلْتَہٗ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَیْکَ بِاِذْنِکَ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ نُقْطَۃِ مَرْکَزِ بَاءِ الدَّائِرَۃِ الْاَوَّلِیَّۃِ وَسِرِّ اَسْرَارِ الْاَلِفِ الْقُطْبِیَّۃِ الَّذِیْ فَتَقْتَ بِہٖ رَتْقَ الْوُجُوْدِ وَخَصَصْتَہٗ بِاَشْرَفِ الْمَقَامَاتِ الْمَوَاھِبِ الْاِمْتِنَانِ وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَاَقْسَمْتَ بِحَیٰوتِہٖ فِیْ کَلَامِکَ الْمَشْھُوْدِ لِاَھْلِ الْکَشْفِ وَالشُّھُوْدِ فَھُوَ سِرُّکَ الْقَدِیْمُ السَّارِیْ وَمَاءُ جَوْھَرِ الْجَوْھَرِیَّۃِ الْجَارِیْ الَّذِیْ اَحْیَیْتَ بِہٖ الْمَوْجُوْدَاتِ مِنْ مَعْدَنٍ وَّحَیَوَانٍ وَّنَبَاتٍ فَھُوَ قَلْبُ الْقُلُوْبِ وَرُوْحُ الْاَرْوَاحِ وَعَلَمُ الْکَلِمَاتِ الطَّیِّبَاتِ الْقَلَمُ الْاَعْلٰی وَالْعَرْشُ الْمُحِیْطُ رُوْحُ جَسَدِ الْکَوْنَیْنِ وَبَرْزَخُ الْبَحْرَیْنِ وَثَانِیَ اثْنَیْنِ وَفَخْرُ الْکَوْنَیْنِ اَبُوالْقَاسِمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٌ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَبْدِکَ

وَ نَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا بِقَدْرِ عَظَمَتِ ذٰالِكَ فِیْ كُلِّ وَقْتٍ وَحِیْنٍ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

درود جمعہ

● یہ درود پاک جمعۃ المبارک کے دن کے لئے مخصوص ہے۔ اس کو جمعہ کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر ایک سو مرتبہ پڑھیں؛ اس کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ تین ہزار رحمتیں نازل فرمائے گا۔ دو ہزار بار اس پر سلام بھیجے گا۔ پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔ اس کے پانچ ہزار گناہ معاف کرے گا۔ اس کے پانچ ہزار درجے بلند کرے گا۔ اس کے ماتھے پر لکھ دے گا کہ یہ منافق نہیں اور یہ دوزخ سے آزاد ہے اور اللہ اسے قیامت کے دن شہیدوں میں رکھے گا۔ درود شریف یہ ہے۔ صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلٰوةً دَائِمَةً مَقْبُوْلَةً تُؤَدِّیْ بِهَا عَنَّا وَعَنْ اَهْلِ هٰذَا الْبَیْتِ حَقَّهُ الْعَظِیْمَ وَتَزِیْدُ بِهَا عَلَیْنَا وَعَلٰی اَهْلِ هٰذَا الْبَیْتِ فَضْلَهُ الْعَظِیْمَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ یَا رَبَّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَوْلِیَائِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِقِرَاۤتِهَا وَكِتَابَتِهَا فِیْ هٰذَا الْبَیْتِ رَحْمَةً وَّرَاحَةً وَّشِفَاءً وَّعَافِیَةً وَّرِزْقًا حَسَنًا وَّخَیْرًا كَثِیْرًا وَّسَلَامًا وَارْفَعْ بِقِرَاۤتِهَا وَكِتَابَتِهَا عَنْ هٰذَا الْبَیْتِ وَاَهْلِ هٰذَا الْبَیْتِ كُلَّ بَلَاءٍ وَّوَبَاءٍ وَّفِتْنَةٍ وَّفَسَادٍ وَّكُفْرٍ وَّكَافِرٍ وَّكُلِّ شَرٍّ اَللّٰهُمَّ نَسْئَلُكَ بِمَا عَفْوًا وَّعَافِیَةً

اِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ یَارَبِّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَوْلِیَائِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ کَمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَکَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَهٗ وَعَلَیْنَا وَعَلٰی اَهْلِ هٰذَا الْبَیْتِ مَعَهُمْ وَاجْعَلْنَا اَهْلًا لِذٰلِکَ اَللّٰهُمَّ کُلَّ یَوْمٍ وَّکُلَّ لَیْلَةٍ وَکُلَّ سَاعَةٍ وَّکُلَّ لَمْحَةٍ صَلٰوةً تَتَوَالٰی وَتَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ رَبِّ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ سَلَامٌ عَلٰی مُوْسٰی وَهَارُوْنَ سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ یَاسِیْنَ سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ سَلَامٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ٥

درودِ حبیب

• یہ درود شریف عشاق حضرات کیلئے ایک خاص تحفہ ہے اس کے پڑھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ بھولی ہوئی چیزیں یاد آجاتی ہیں۔ غموں سے نجات ملتی ہے۔ قبر میں روشنی ہوتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب ہوتی ہے۔ درود شریف یہ ہے۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰهِ۔

درود اوّل و آخر

• یہ درود شریف اُن لوگوں کے لئے بے بہا نعمت ہے جو ایام جوانی میں خدا کو بھولے رہے اور عمر کا اکثر حصّہ گناہوں میں گزار دیا۔ اگر وہ عمر کے آخری حصّے میں اس درود پاک کو کثرت سے پڑھنا شروع کر دیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ اور باقی

زندگی میں انہیں نیک اعمال کرنے کی توفیق دے گا وہ درود شریف یہ ہے۔
صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ اَکْرَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

درودِ مصطفیٰ یہ درود شریف جو مسلمان صبح و شام اور ہر نماز کے بعد کثرت سے پڑھے گا وہ ذلت سے نکل کر عظمت کے مقام پہ پہنچ جائے گا۔ اگر کسی افسر یا حاکم کے پاس جائے گا تو وہ عزت پائے گا اور اس کے پڑھنے والے کا دل روشن ہوگا۔ اور خواب میں بزرگوں کی زیارت نصیب ہوگی۔ اگر مریض کے سرہانے بیٹھ کر اس درود پاک کو سو مرتبہ پڑھا جائے اور اس کے بعد حضور علیہ السلام کے وسیلے سے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور بیمار صحت یاب ہو جائے گا۔ وہ درود شریف یہ ہے۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

خاتمہ الحمد للہ اس کتاب میں درود شریف کے مختلف وظائف یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ جو عشاق و طالبین کے لئے نعمتِ عظمٰی ہیں اور ان کے پڑھنے والے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور انعامات و اکرامات سے مالا مال ہونگے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنی روزمرہ زندگی میں ان وظائف کو اپنا معمول بنائیں اور درود پاک کے وسیلے سے اپنی ہر قسم کی پریشانیوں کا ازالہ کریں کیونکہ رب کریم کی بارگاہ میں درود پاک سے بڑھ کر اور کوئی وسیلہ نہیں ہو سکتا۔ آخر میں دعا ہے کہ مولا کریم اس تحریر کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○

دعوتِ عمل

۱۔ فریضہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تمام تر کوشش سے ادا کیجئے۔ کیونکہ کوئی ریاضت انکے برابر نہیں۔

۲۔ حرام اور مکروہ کاموں نیز شرک و بدعت سے اجتناب کیجئے کہ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

۳۔ قرض ہر صورت میں ادا کیجئے کہ شہید کے بھی تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ مگر قرض نہیں۔

۴۔ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا ہمیشہ خیال رکھیئے کیونکہ حقوق العباد ہرگز معاف نہیں ہو سکتے۔

۵۔ حضور علیہ السلام پر درود پاک اور مخلوقِ خدا کی خدمت کو جہاں تک ہو سکے اپنا شعار بنایئے۔

۶۔ قرآن پاک کی تلاوت کیجئے اور اسکا صحیح مطلب و مفہوم سمجھنے کیلئے "بہترین ترجمہ کنزالایمان" کا مطالعہ کیجئے۔

۷۔ وعدہ وفائی، حسن معاملہ اور خوش اخلاقی کو اپنا شعار بنایئے اور ذکر الٰہی و شکر الٰہی سے اپنی عاقبت سنواریئے۔

۸۔ تمام علمائے حق اور دینی لٹریچر شائع کرنے والے اداروں سے مکمل تعاون کرکے آخرت کے لئے زادِ راہ بنایئے۔

۹۔ ہر شہر اور محلہ میں کتب خانے و لائبریریاں قائم کرکے دینی لٹریچر عوام کو فراہم کیجئے کیونکہ یہ تبلیغ دین کا بہترین ذریعہ بھی ہے اور منافع بخش تجارت بھی۔

۱۰۔ دینِ حق کے احکام جاننے اور دوسروں تک پہنچانے کے لئے "دعوتِ اسلامی" میں شمولیت اختیار کیجئے۔

۱۱۔ نوجوانوں کی ملک گیر تنظیموں "انجمن طلباء اسلام" اور "انجمن نوجوانانِ اسلام" کی ہر ممکن سرپرستی کیجئے۔

۱۲۔ اہلِ سنت وجماعت کی انقلابی قوت "سُنّی تحریک" میں شامل ہوکر مساجدِ اہلسنت کا تحفظ کیجئے۔

منجانب

خاکپائے علمائے حق
محمد اشرف رضا
میلسی

خادم اہلسنت
مولانا محمد حنیف اختر
خانیوال

دیوبندی اور اسلامی عقائد کا موازنہ

دیوبندیوں کے جن خلاف اسلامی عقائد پر عرب وعجم کے علماء نے دیوبندیوں کو کافر کہا۔ ہم مسلمانوں کی واقفیت کیلئے ان عقائد کی ایک مختصر فہرست پیش کرتے ہیں اور ہر ایک کے مقابل اسلامی عقیدہ بھی پیش کرتے ہیں اور ہم نے اس فہرست میں ان کا جو عقیدہ بیان کیا ہے وہ ان کی کتابوں میں موجود ہے۔

دیوبندی عقائد		اسلامی عقائد
(۱) خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (مسئلہ امکان کذب، براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی، جہد المقل مصنفہ محمود حسن صاحب)		جھوٹ بولنا عیب ہے جیسے کہ چوری یا زنا کرنا وغیرہ اور رب تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ نیز خدا کی صفات واجب ہیں نہ کہ ممکن لہٰذا خدا کیلئے سکنا کہنا بے دینی ہے۔
(۲) اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ جب چاہے غیب دریافت کرے۔ کسی ولی، نبی، جن، فرشتے، بھوت کو اللہ نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ (تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی)		خدائے پاک ہر وقت عالم الغیب ہے۔ اس کا علم اس کی صفت ہے اور واجب ہے۔ جب چاہے تب معلوم کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ نہ چاہے تو جاہل رہے۔ یہ کفر ہے خدا کی صفات خدا کے اختیار میں نہیں۔ وہ واجب ہیں۔ نیز رب نے اپنے محبوبوں کو بھی علوم غیبیہ عطا کئے۔ (قرآن کریم)

دیوبندی عقائد	اسلامی عقائد
(۳) خدا تعالیٰ کو جگہ اور زمانہ اور مرکب ہونے اور ماہیت سے پاک ماننا بدعت ہے۔ (ایضاح الحق مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی)	خدائے قدوس جگہ اور زمانہ اور ترکیب و ماہیت سے پاک ہے۔ نہ وہ کسی جگہ میں رہتا ہے، نہ اسکی عمر ہے، نہ وہ اجزاء سے بنا ہے۔ اس کو دیوبندیوں نے بھی بے خبری میں کفر لکھ دیا۔ (کتب علم کلام)
(۴) خدا تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کی پہلے سے خبر نہیں ہوتی۔ جب بندے اچھے یا بُرے کام کر لیتے ہیں تب اس کو معلوم ہوتا ہے۔ (بلغۃ الحیران صفحہ ۵۷) زیر آیت الاعلی اللہ رزقھا کل فی کتب مبین۔ (مصنفہ مولوی حسین علی صاحب بچھرانوالہ شاگرد مولوی رشید احمد صاحب)	خدا تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اس کا علم واجب اور قدیم ہے جو ایک آن کیلئے کسی چیز سے اس کو بے علم مانے بے دین ہے۔ (عام کتب عقائد) دیوبندی خدا کے علم غیب کے بھی منکر ہیں تو اگر حضور علیہ السلام کے علم غیب کا انکار کریں تو کیا تعجب ہے؟
(۵) خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھنا غلط ہے کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ آپ اصلی نبی ہیں باقی عارضی۔ لہٰذا اگر حضور علیہ السلام کے بعد اور بھی نبی آجائیں تو خاتمیت میں فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس مصنفہ	خاتم النبیین کے یہ ہی معنی ہیں کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ حضور علیہ السلام کے زمانہ ظہور یا بعد میں کسی اصلی، بروزی، مراتی، مذاقی کا نبی بننا محال بالذات ہے۔ اسی معنی پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے اور یہ ہی معنی حدیث نے بیان فرمائے